بلوچستان کے عوام کا نمائندہ اخبار
Daily IMROZ Quetta
A.B.C Certified
روزنامہ امروز کوئٹہ
چیف ایڈیٹر حکیم اکمل
جلد نمبر 12 | بروز اتوار 03 جنوری 2021ء، 19 جمادی الاول 1442ھ | شمارہ 188 | قیمت 10
www.imroz.com.pk

پی ڈی ایم کے کہنے پر یا ان کے دباؤ پر مستعفی نہیں ہونگے، شاہ محمود قریشی

پی ڈی ایم کی ساڑھے 5 گھنٹے کی طویل نشست بے نتیجہ رہی، پوری قوم پی ڈی ایم کی حقیقت جان چکی ہے، عوام اپوزیشن کی اصلیت پہچان چکے ہیں، ان کے جلسے جلوسوں میں جان نہیں ہے

ڈی ایم 31 جنوری کا انتظار کیوں کر رہی ہے؟ ہمیں احتجاج سے کوئی ٹینشن نہیں، جو خود محتاج ہو وہ احتجاج کیا کرے گا؟ عمران خان پی ڈی ایم کے کہنے پر کیوں مستعفی ہوں گے؟، وزیر خارجہ کی گفتگو

ملتان (این این آئی) وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے ایک بار پھر واضح کیا ہے کہ پی ڈی ایم کے کہنے پر یا انکے دباؤ پر مستعفی نہیں ہونگے، ڈی ایم 31 جنوری کا انتظار کیوں کر رہی ہے؟ ہمیں احتجاج سے کوئی ٹینشن نہیں، جو خود محتاج ہو وہ احتجاج کیا کرے گا؟۔ میڈیا سے گفتگو کے دوران وزیر خارجہ مخدوم شاہ محمود قریشی نے حکومت مخالف اتحاد پی ڈی ایم کی پریس کانفرنس

بقیہ 2 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اپوزیشن تحریک فیصلہ کن مراحل میں داخل ہو چکی ہے، مولانا عبدالغفور حیدری

حکومتی بوکھلاہٹ اور کردار کشی مہم سے واضح ہو چکا کہ غبارے سے ہوا نکل چکی ہے

کراچی (این این آئی) جمعیت علما اسلام کے مرکزی جنرل سیکریٹری اور پی ڈی ایم کے مرکزی رہنما سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری نے کہا ہے کہ فلسطین الانبیا کی مقدس سرزمین اور امت مسلمہ کے عقیدتوں کا مرکز ہے، 21 جنوری کو اہالیان کراچی تاریخ ساز اسرائیل نامنظور مارچ اور جلسہ عام کے ذریعے

بقیہ 1 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی اجازت نہیں، شیخ رشید

ٹیمپل واقعہ پاکستان کو بدنام کرنے کی کوشش، واقعے کے پیچھے وہی عناصر شامل ہیں جن کو یورپی یونین کی ڈس انفولیب نے ایکسپوز کیا، بیان

اسلام آباد (آن لائن) وزیر داخلہ شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ کرک ٹیمپل واقعہ کا سخت نوٹس لیا ہے۔ واقعے کے ماسٹر مائنڈ مولانا شریف سمیت 36 افراد کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا واقعے میں ملوث تمام افراد کے ساتھ قانون کے مطابق سختی سے نمٹا جائیگا، ملک میں تمام مذہبی اقلیتوں

بقیہ 3 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

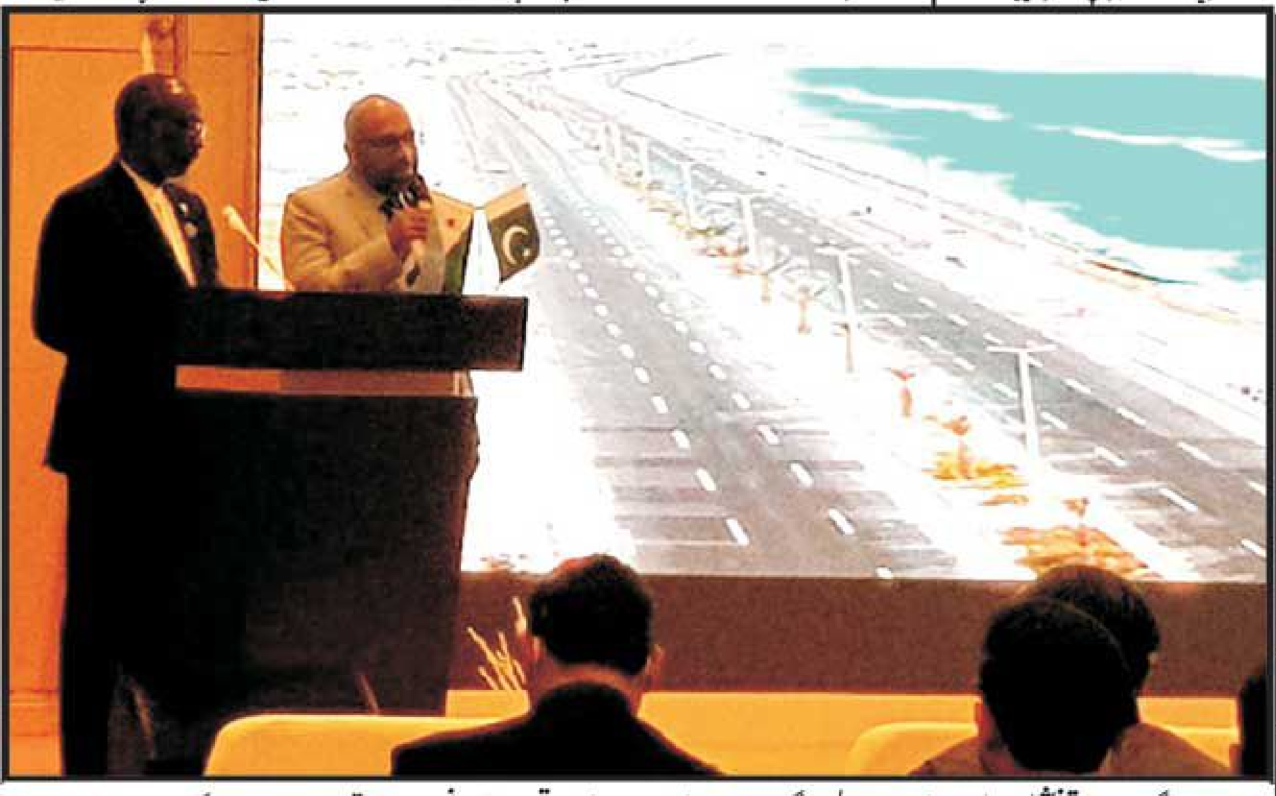

فوج کیخلاف نازیبا زبان استعمال کرنے والوں پر 72 گھنٹے میں پرچہ کٹے گا، وزیر داخلہ

اپنی بات پر قائم ہوں، استعفے نہیں دیئے جائینگے، نہ الیکشن کا بائیکاٹ کریں گے نہ سینیٹ کا بائیکاٹ کریں گے، یہ لانگ مارچ ضرور کریں گے، پیر سے ہم آپ کے استقبال کی تیاری کرینگے

مولانا فضل الرحمٰن کی ہوائیاں اڑی ہوئی ہیں، ان کو اسلام اور اسلام آباد میں فرق رکھنا چاہیے، ملک میں تمام مذہبی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنا ہماری حکومتی ذمہ داری ہے، شیخ رشید کی میڈیا سے گفتگو

راولپنڈی (این این آئی) وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ جب تک میں وزیر داخلہ ہوں جو کوئی بھی فوج کے خلاف نازیبا زبان استعمال کرے گا اس پر 72 گھنٹے میں پرچہ کٹواؤں گا، اپنی بات پر قائم ہوں، استعفے نہیں دیئے جائینگے، نہ الیکشن کا بائیکاٹ کریں گے نہ

بقیہ 4 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کراچی، صدر مملکت ڈاکٹر عارف علوی سے سندھ بزنس چیمبر کا وفد ملاقات کر رہا ہے

افغانستان میں ایک اور صحافی کا قتل

کابل (این این آئی) افغانستان میں نامعلوم مسلح افراد کی فائرنگ میں ایک اور صحافی کو قتل کر دیا گیا، افغانستان میں

بقیہ 6 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اعظم نے اسٹیل کی قیمت بڑھنے کا نوٹس لے لیا

سٹیل بارز کی بڑھتی قیمتوں کو دیکھنے کیلئے حکومت کے اعلی عہدیداروں، نجی شعبے پر مشتمل کمیٹی تشکیل دیدی

کراچی (این این آئی) وزیر اعظم عمران خان نے سٹیل بارز کی بڑھتی قیمتوں کو دیکھنے کیلئے حکومت کے اعلی عہدیداروں اور نجی شعبے پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق وزیر اعظم عمران خان نے وزیر صنعت حماد اظہر، چیئرمین فیڈرل بورڈ آف

بقیہ 5 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مسلم لیگ ن میں واضح دراڑ آ چکی، گروپ بندی موجود ہے، غلام سرور خان

مریم بی بی کے کہنے پر کوئی مسلم لیگی استعفیٰ نہیں دے گا، پی ڈی ایم کا شیرازہ بکھر چکا ہے، شامل جماعتیں ایک صفحے پر نہیں، وفاقی وزیر ہوا بازی

رواں سال عام اسلام آباد بالخصوص پاکستان کیلئے بہتری کا سال ہوگا، انتخابات 2023 میں ہونگے، اگر عوام کے اعتماد پر پورا نہ اترے تو عوام بہتر فیصلہ کرینگے

بقیہ 18 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

حکومت کو چاہیے کہ تاجروں اور عوام کو ریلیف دے، حسیم کاکڑ

بجلی گیس پانی جیسے مسائل بہت زیادہ ہے اور اب پیٹرولیم کی قیمتوں کو بڑھنے سے مزید مسائل پیدا ہونگے

آئی ایم ایف کے کہنے پر آئے روز قیمتوں کو بڑھانے سے ملک میں کاروبار تباہ ہو رہا ہے، مرکزی انجمن تاجران بلوچستان

بقیہ 7 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پریڈ اور اعلیٰ معیار دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے، آئی جی ایف سی

ج کی پریڈ میں لیڈیز ریکروٹس کے دستے نے شامل ہو کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک کی بقاء اور سلامتی کیلئے وہ جوانوں کے شانہ بشانہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑی ہیں

سینٹر میں کامیاب ٹریننگ آپ سب لوگوں کی زندگی میں پہلی منزل ہے اور آج کے بعد آپ اپنے ونگ میں نئی پیشہ وارانہ منزل کی جانب روانہ ہونگے جو کہ ایک کڑی آزمائش بھی ہے، مقررین کا خطاب

لورالائی (نمائندہ امروز) لورالائی میں فرنٹیئر کور اینڈ ٹریننگ سینٹر کے زیر اہتمام 64 ویں فس ون ریکروٹس بیچ کے پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کرتے ہوئے آئی جی ایف سی میجر جنرل فیاض حسین شاہ نے کہا ہے بہادر خواتین و جوانوں آج کا دن ہمارے لئے انتہائی مسرت اور قابل فخر دن ہے کہ آپ سب جوانوں نے اپنی تربیت شاندار طریقے سے مکمل کر لی ہے اور پروقار طریقے سے پاس آؤٹ ہو رہے ہیں اس پر مسرت اور عملی زندگی کے یادگار موڑ پر میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ تقریب میں ڈپٹی کمشنر لورالائی کیپٹن (ر) فیاض علی، ڈی ایس پی لورالائی چیف انسٹرکٹر آف فرنٹیئر کور اینڈ ٹریننگ سینٹر

بقیہ 17 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ملک بھر میں کورونا وائرس سے مزید 82 افراد جاں بحق، 2184 نئے کیسز رپورٹ

بقیہ 8 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

جبری لاپتا افراد میں سے 3 ہزار 800 کا سراغ لگا لیا، انکوائری کمیشن

اسلام آباد (این این آئی) جبری گمشدگیوں کے حوالے سے انکوائری کمیشن نے کہا ہے کہ ملک میں جبری طور پر

بقیہ 9 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

برطانوی کار کمپنی ایم جی پاکستان میں لانچ کر دی گئی

ایم جی سے ڈبلیو آٹو موبائل پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گی، وزیراعظم

بقیہ 11 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

براڈشیٹ کیس، برطانوی فرم نے پاکستان سے 29 ملین ڈالر ملنے کی تصدیق کر دی

بقیہ 10 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

جے ٹی آئی کی فعالیت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے، مولانا عبدالواسع

جے ٹی آئی طلباء تنظیم کی حیثیت سے جمعیت علماء اسلام کا پیغام ہر گھر اور ہر نوجوان تک پہنچانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی

جے ٹی آئی میں شامل تمام عہدیداران کارکن ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اتحاد و اتفاق پیدا کرے، صوبائی امیر جمعیت علماء اسلام

کوئٹہ (این این آئی) جمعیت علماء اسلام کے صوبائی امیر مولانا عبدالواسع نے کہا ہے کہ جمعیت طلباء اسلام جماعت کی فعالیت میں اہم کردار ادا کر رہی ہے جے ٹی آئی میں شامل تمام عہدیداران کارکن ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اتحاد و اتفاق پیدا کرے اور نتائج اللہ پر چھوڑ دیں جے ٹی آئی کی جانب سے جماعت کی بحالی میں کردار کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ذیلی تنظیم پرانی مقام حاصل کر رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار

بقیہ 19 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مولانا فضل الرحمٰن نے نواز شریف کے مفادات کیلئے سینئر ارکان کو پارٹی سے نکالا، حافظ حسین احمد

کانٹ چھانٹ کا پہلا نشانہ مولانا فضل الرحمٰن بن چکے ہیں اور بنتے رہیں گے، رہنما جے یو آئی کی گفتگو

کوئٹہ (این این آئی) جمعیت علماء اسلام (ف) سے نکالے گئے رہنما حافظ حسین احمد نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن نے نواز شریف کے مفادات کیلئے سینئر ارکان کو

بقیہ 14 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ سے لاہور جانیوالی نجی ایئر لائن کی فلائٹ ہفتے میں دو مرتبہ منسوخ

کوئٹہ (این این آئی) کوئٹہ سے لاہور جانے والی نجی ایئر لائن کی فلائٹ ہفتے میں دو مرتبہ منسوخ کر دی گئی، لاہور جانے والے مسافر رل گئے۔ تفصیلات کے مطابق ہفتہ کو کوئٹہ سے لاہور جانے والی نجی ایئر لائن کی فلائٹ ہفتے میں دو مرتبہ منسوخ کر دی گئی اس قبل بھی یہ پرواز جمعرات کو

بقیہ 15 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد میں نوجوان کے سفاکانہ قتل کے ذمہ دار وزیر داخلہ ہیں، نیئر بخاری

شیخ رشید خوف اور دہشت کی فضا قائم کر کے کٹھ پتلی حکومت نہیں بچا سکتے، سیکریٹری جنرل پیپلز پارٹی

اسلام آباد (این این آئی) سیکریٹری جنرل پیپلز پارٹی سید نیئر حسین بخاری نے کہا ہے کہ اسلام آباد میں پولیس کے ہاتھوں نوجوان کا قتل انتہائی دردناک ہے، پیپلز پارٹی غمزدہ خاندان کے دکھ میں شریک ہے۔ اپنے بیان میں انہوں نے کہا کہ اسلام آباد میں پولیس کے ہاتھوں نوجوان کا قتل

بقیہ 12 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مفتی کفایت اللہ کے آبائی گھر پولیس کا چھاپا، بھائی، بہنوئی اور دو بیٹوں کو گرفتار کر لیا

پشاور (این این آئی) جمعیت علماء اسلام (ف) کے رہنما مفتی کفایت اللہ کے آبائی گھر بفہ ترنگڑی میں پولیس نے

بقیہ 13 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

6 ماہ کے دوران دسمبر میں ریونیو بلند ترین سطح پر رہا

اسلام آباد (این این آئی) فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) نے مالی سال کے پہلے 6 ماہ کے دوران دسمبر میں

بقیہ 20 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

احتساب کا نعرہ مذاق بن کر رہ گیا ہے، سراج الحق

نا اہل اشرافیہ جو ملک پر کئی دہائیوں سے مسلط ہے اور اس کے وسائل کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں سے جان چھڑائے بغیر ترقی نہیں کی جا سکتی

حکمرانوں کی فرسودہ پالیسیاں جاری رہیں تو خدانخواستہ ملک ڈیفالٹ کر جائے گا، پی ٹی آئی کے تبدیلی کے دعوے جھوٹ کے پہاڑ ثابت ہوئے، امیر جماعت اسلامی

اسلام آباد (این این آئی) امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق نے کہا ہے کہ حکمرانوں کی فرسودہ پالیسیاں جاری رہیں تو خدانخواستہ ملک ڈیفالٹ کر جائے گا۔ ثابت ہو گیا کہ موجودہ اور سابقہ حکمران پارٹیاں عوام کو ریلیف دینے میں مکمل ناکام ہو گئیں، پی ٹی آئی کے تبدیلی کے دعوے جھوٹ کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ احتساب کا نعرہ مذاق بن کر رہ گیا، امریکی فرم کو ساڑھے چار ارب روپے ذمہ داران کے اثاثے بیچ کر ادا کیے جائیں، جماعت اسلامی واحد جمہوری جماعت ہے جو فیملی کلب نہیں۔ نظام بدلنے کے لیے میدان عمل میں ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے منصورہ میں جاری مجلس شوریٰ کے افتتاحی اجلاس سے

بقیہ 22 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر داخلہ شیخ رشید کا نادرا میگا سنٹر رحمٰن آباد کا دورہ، عثمان مبین کی وزیر داخلہ کو بریفنگ

راولپنڈی (این این آئی) وفاقی وزیر داخلہ شیخ رشید احمد نے نادرا میگا سنٹر رحمان آباد کا دورہ کیا، چیئرمین نادرا

بقیہ 21 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

2020 بلوچستان میں سوئی گیس کے صارفین پر بھاری گزرا

گزشتہ سال گیس لیکج کے باعث دم گھٹنے اور گیس دھماکے سے آگ لگنے کے واقعات میں 19 افراد لقمہ اجل بنے

ان واقعات میں پنجگور اور دالبندین میں ایل پی جی سلنڈر سے گیس لیکج سے دم گھٹنے سے ہلاک ہونے والے تین افراد بھی شامل ہیں

کوئٹہ (این این آئی) 2020 بلوچستان میں سوئی گیس کے صارفین پر بھاری گزرا گزشتہ سال کوئٹہ سمیت بلوچستان کے مختلف علاقوں میں گیس لیکج کے باعث دم گھٹنے اور گیس دھماکے سے آگ لگنے کے واقعات میں 19 افراد لقمہ اجل بنے جبکہ 27 افراد بے ہوش اور جھلس جانے کے باعث زخمی ہوئے۔ سوئی سدرن گیس کمپنی کے اعداد و شمار کے مطابق بلوچستان میں ہر سال سوئی گیس کے باعث دم گھٹنے اور گیس لیکج کے باعث ہونے والے

بقیہ 16 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، وزیر اعظم کے معاون خصوصی مرزا شہزاد اکبر اور وزیر اعظم کے معاون خصوصی محمد عثمان ڈار پریس کانفرنس کر رہے ہیں

آئی جی ایف سی بلوچستان (نارتھ) میجر جنرل فیاض حسین شاہ اعلیٰ کمپنی کو علم دے رہے ہیں

اے این پی پر امن سیاسی و جمہوری جدوجہد پر یقین رکھتی ہے، مابت کاکا

ملک بننے کے بعد جتنی بھی پارٹیوں کے اکابرین نے جمہوری کیلئے جو جدوجہد کی ہے، صوبائی سیکرٹری جنرل مابت کاکا و دیگر کی پریس کانفرنس

اس دوران قوم دوست وطن دوست جمہوری قوتوں کے ساتھ ملکر ہر وقت آمرانہ قوتوں کے خلاف حقیقی جمہوریت کی بحالی اور میڈیا کی آزادی اور عدلیہ کی خودمختیاری کیلئے آواز بلند کی ہے

حب (این این آئی) عوامی نیشنل پارٹی بلوچستان کے صوبائی سیکرٹری جنرل مابت کاکا نے گزشتہ روز پارٹی کے صوبائی سینئر نائب صدر اصغر ترین، لسبیلہ کے ضلعی صدر عبدالمنان افغان لسبیلہ کے جنرل سیکرٹری آغا عبدالباقی، سینئر نائب صدر حاجی برات خان کے ہمراہ بلدیہ ریسٹ ہاؤس میں ایک پرہجوم پریس کانفرنس کرتے ہوئے میڈیا کے نمائندوں کو بتایا کہ عوامی نیشنل پارٹی بلوچستان کے صوبائی ترجمان اسد خان اچکزئی 25 ستمبر 2020ء کو چمن کوئٹہ شاہراہ سے اغواء ہوئے ہیں لیکن 3 ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک اسد خان اچکزئی کی بازیاب نہیں ہوا ہے اس حوالے سے عوامی نیشنل پارٹی بلوچستان کی صوبائی تنظیم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام ضلعی ہیڈ کوارٹر میں ایک احتجاجی ریلی اور مظاہرہ منعقد کئے جائے اسی فیصلے کی بنیاد پر عوامی نیشنل پارٹی لسبیلہ کے جانب سے اسد خان اچکزئی کی عدم بازیابی کے خلاف گزشتہ روز صنعتی شہر حب میں ایک پر امن احتجاجی ریلی نکالی گئی اپنا

بقیہ 23 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم قیادت (آج) بہاولپور میں ریلی نکالے گی

ریلی کی قیادت مولانا فضل الرحمٰن کرینگے، ریلی میں نون لیگ کی نائب صدر مریم نواز بھی شرکت کریں گی

اسلام آباد (این این آئی) پی ڈی ایم قیادت (آج) اتوار کو 3 جنوری کو بہاولپور میں ریلی نکالے گی، ریلی کی قیادت پی ڈی ایم کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن کرینگے جبکہ ریلی میں نون لیگ کی نائب صدر مریم نواز بھی شرکت کریں گی۔ شیڈول کے مطابق پی ڈی ایم کی قیادت 12

بقیہ 24 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

دالبندین لیویز فورس کی کارروائی، جعلی کرنسی استعمال کرنے والا ایک شخص گرفتار

دالبندین (این این آئی) دالبندین لیویز فورس نے کارروائی کرتے ہوئے جعلی کرنسی استعمال کرنے والا ایک شخص کو گرفتار کر لیا۔ لیویز ذرائع کے مطابق کیو آر ایف ٹیم

بقیہ 26 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

31 دسمبر کے بعد 31 جنوری بھی گزر جائیگی، شانیہ خان

جس کے بعد سینیٹ انتخابات میں حکومت کو کامیابی اور اپوزیشن کو شکست ہوگی

کوئٹہ (این این آئی) بلوچستان عوامی پارٹی خواتین ونگ کی رہنما شانیہ خان نے کہا ہے کہ پی ڈی ایم اختلافات کا شکار ہو چکی ہے اور از خود ختم ہو جائیگی، آر یا پار کی باتیں کرنے والے آج خود کہیں نظر نہیں آ رہے 31 دسمبر کے بعد 31 جنوری بھی گزر جائیگی جس کے بعد سینیٹ انتخابات میں حکومت کو کامیابی اور اپوزیشن کو شکست ہوگی وزیر اعلیٰ جام کمال خان کی قیادت میں صوبائی حکومت

بقیہ 28 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کرک میں ہندو مندر جلائے جانے کا معاملہ

پاکستان نے اقلیتوں کے حقوق بارے غیر ضروری بھارتی دعوے مسترد کر دیئے

اسلام آباد (این این آئی) کرک میں ہندو مندر جلائے جانے کا معاملہ، پاکستان نے اقلیتوں کے حقوق بارے غیر ضروری بھارتی دعوے مسترد کر دیئے۔ ترجمان دفتر خارجہ زاہد حفیظ چوہدری کے مطابق یہ پہلی مرتبہ نہیں کہ بھارت پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق بارے ہرزہ سرائی کر رہا

بقیہ 25 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ٹی وی بورڈ نے مینجنگ ڈائریکٹر کو دس دن کیلئے معطل کر دیا

میرے خلاف الزامات بدنیتی، ادارے کیلئے خدمات کو بدنام کرنے کی مہم کا حصہ ہیں، عامر منظور

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان ٹیلی ویژن (پی ٹی وی) کارپوریشن کے بورڈ نے مبینہ طور پر 'متعین حدود سے زیادہ اختیارات استعمال' کرنے پر مینجنگ ڈائریکٹر عامر منظور کو 10 روز کیلئے معطل کر دیا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق ایک روز قبل ہونیوالے ایک ہنگامی اجلاس میں پی ٹی وی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے یہ فیصلہ کیا۔ مذکورہ اجلاس کی سربراہی بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین سید

بقیہ 29 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ایم ایس سول ہسپتال کوئٹہ ارباب کامران کاسی کا کارڈیالوجی، میڈیسن وارڈز اور لیبارٹری کا دورہ

کوئٹہ (این این آئی) ایم ایس سول ہسپتال کوئٹہ ارباب کامران کاسی نے ہفتہ کو کارڈیالوجی، میڈیسن وارڈز اور لیبارٹری کا دورہ کیا۔ اس موقع پر ڈی ایم ایس ایڈمن ڈاکٹر

بقیہ 27 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بروری کے علاقے رئیسانی ٹاؤن میں بجلی کا شدید بحران

چار روز قبل جلنے والا ٹرانسفارمر مرمت کے چند گھنٹوں بعد پھر خراب، علاقہ مکین پریشان ہو کر رہ گئے

کوئٹہ (این این آئی) بروری کے علاقے رئیسانی ٹاؤن میں کیسکو کی جانب سے لگایا گیا سو کے وی کا ٹرانسفارمر اوورلوڈ ہونے کی وجہ سے آئے روز خراب ہو جاتا ہے جس کی مرمت میں تین سے چار روز لگتے ہیں تیس دسمبر کی شب جل جانے والے ٹرانسفارمر مرمت کے بعد ہفتہ کی

بقیہ 34 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ سے ایک شخص کی لاش برآمد

کوئٹہ (این این آئی) کوئٹہ سے ایک شخص کی لاش برآمد ہوئی۔ پولیس کے مطابق ہفتہ کو کوئٹہ کے علاقے سائنس کا

بقیہ 35 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

مریم نواز پی ڈی ایم کی بہاولپور میں نکالے جانیوالی ریلی میں شرکت کیلئے لاہور سے روانہ

لاہور (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نائب صدر مریم نواز پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ کی بہاولپور

بقیہ 33 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام آباد، انسداد دہشتگردی سکواڈ کی فائرنگ سے 22 سالہ نوجوان جاں بحق، پانچ اہلکار گرفتار

آئی جی نے واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید کی نگرانی میں دو تحقیقاتی ٹیمیں تشکیل دے دی

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی دارالحکومت میں انسداد دہشت گردی سکواڈ کی فائرنگ سے 22 سالہ نوجوان جاں بحق ہو گیا، پولیس نے انسداد دہشت گردی فورس کے 5 پانچ اہلکاروں کو حراست میں لے لیا، آئی جی نے واقعہ کا نوٹس لیتے ہوئے ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید کی

بقیہ 36 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

نظریاتی بنیادوں پر اپنے سیاسی سفر کو جاری رکھا ہوا ہے، مولانا عبدالقادر لونی

جمعیت نظریاتی محکوم و مظلوم اقوام کے دلوں کی دھڑکن اور ترجمان بن چکی ہے، مرکزی نائب امیر جمعیت علماء اسلام نظریاتی پاکستان

نام نہاد لیڈروں نے مفادات اور خود غرضی کے باعث جمہوریت اور سیاست کو یرغمال بنا کر رکھا ہے موروثی اور جاگیرداری فکری اور نظریاتی دفن ہو رہی ہے

کوئٹہ (این این آئی) گلگت بلتستان کے ممتاز سیاسی سماجی شخصیت و نمبرداران کے مرکزی رہنما مولانا مفتی ثناء اللہ گلگتی کی سینکڑوں ساتھیوں سمیت شمولیت کے موقع پر جمعیت علماء اسلام نظریاتی پاکستان کے مرکزی نائب امیر مولانا عبدالقادر لونی مرکزی جنرل سیکرٹری مولانا مفتی شفیع الدین قاری عبداللہ مرکزی سیکرٹری اطلاعات سید حاجی عبدالستار شاہ چشتی مولوی عبدالروف حاجی حیات اللہ کاکڑ امیر اسلام آباد حافظ خیر محمد نائب امیر قاضی شمس

بقیہ 30 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

گوادر پورٹ ایک اہم خطے میں واقع ہے، محمد علی حمید

ہمارے اور پاکستان کے بہت سے قدریں مشترک ہیں چبوتی میں بھی سمندر اور پورٹ موجود ہے، گفتگو

چبوتی نیشنل پارلیمنٹ کے صدر محمد علی حمید کی سربراہی میں گوادر کے دورے پر آنے والے آٹھ رکنی وفد کا گوادر پورٹ کا دورہ

گوادر (این این آئی) چبوتی نیشنل پارلیمنٹ کے صدر محمد علی حمید کی سربراہی میں گوادر کے دورے پر آنے والے آٹھ رکنی وفد نے ہفتہ کو گوادر پورٹ کا دورہ کیا پورٹ کے احاطے میں واقع چائینہ بزنس سینٹر میں گوادر پورٹ اتھارٹی کے چیئرمین نصیر خان کاشانی اور ادارہ ترقیات

بقیہ 32 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

ہائیکورٹ نے خاتون کا شناختی کارڈ بلاک کرنے کے کیس میں 'نادرا' پر ہرجانہ عائد کر دیا

عروج تابانی کو شناختی کارڈ بلاک ہونے کی صورت میں اذیت اور کرب سے گزرنا پڑا ہے، عدالت عالیہ

اسلام آباد (این این آئی) ہائیکورٹ نے خاتون کا شناختی کارڈ بلاک کرنے کے کیس میں 'نادرا' پر ہرجانہ عائد کر دیا ہے۔ ہفتہ کو اسلام آباد ہائیکورٹ نے نادرا کی جانب سے

بقیہ 31 صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ 1

درآمد کرنے والا ملک بن گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکمرانوں نے عوام سے صرف بے عمل وعدے کیے اور ملک وقوم کو مستقل معیشت بھاری سودی قرضوں میں پھنسا دیا ہے بجائے قرضے ادا کرنے کے مزید قرضے لیے گئے لوگوں کو روزگار دینے کے بجائے بے روزگار کررہے ہیں۔ غربت ختم کرنے کے بجائے غریب ختم کررہے ہیں۔ اس حکومت میں غریب آدمی کی زندگی اجیرن ہوچکی ہے۔ نااہلوں کا ٹولہ ہے جو ملک پر قابض ہوگیا ہے۔ انہیں عوامی مسائل کا ٹھیک سے ادراک ہی نہیں۔ حکمرانوں کا معاشی وژن اس بات سے عیاں ہوجاتا ہے کہ حکومت نے صرف ایک ہفتے کے دوران بینکوں سے 268 ارب روپے کا قرض حاصل کیا۔ مالی سال میں ملکی قرضہ ایک ہزار ارب روپے سے تجاوز کرچکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملکی وسائل سے استفادہ کرنے کی بجائے حکمران کشکول لے کر در بدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ آئی ایم ایف کے پاس جانے کی بجائے خودکشی کو ترجیح دینے والوں نے آج ملک وقوم کو عالمی اداروں کے پاس گروی رکھ دیا ہے۔ اس وقت تک ملکی معیشت میں بہتری نہیں آسکتی جب تک معیشت کو سود سے پاک نہیں کردیا جاتا۔ اگر حکومت ملک کو حقیقی معنوں میں ترقی یافتہ بنانا چاہتی ہے تو سود کے خلاف عدالتوں سے اپیل واپس لے۔ مدینہ منورہ جیسی فلاحی ریاست کا خواب دکھا کر حکومت سودی نظام کو تحفظ فراہم کررہی ہے۔

بقیہ 2

وزرائے تعلیم کانفرنس (انٹر پروونشل ایجوکیشن منسٹرز کانفرنس) کیا جائیگا جو وفاقی وزیر تعلیم شفقت محمود کی زیر صدارت ہوگا اور چاروں صوبوں کے وزرائے تعلیم اس کانفرنس میں شریک ہونگے۔ نجی ٹی وی کو موصول کانفرنس کے ایجنڈے کے مطابق ملک بھر کے چاروں صوبوں میں تعلیمی ادارے دوبارہ کھولنے کا فیصلہ ہیلتھ ایڈوائزری کی بنیاد پر کوویڈ کیسز کو سامنے رکھتے ہوئے کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں کانفرنس کو تجویز دی گئی ہے کہ پہلے مرحلے میں ملک بھر کے سرکاری ونجی پرائمری اسکولز 25 جنوری 2021 سے کھول دیئے جائیں جبکہ دوسرے کے مرحلے میں 4 فروری سے مڈل / سیکنڈری اسکولز کھول دیے جائیں اور تیسرے مرحلے میں ہائر مڈل / سیکنڈری اور اس کے مساوی تعلیمی ادارے کھولے جائیں۔ محکمہ تعلیم کے افسر نے بتایا کہ "پہلے مرحلے میں پرائمری تعلیمی ادارے کھولنے کی تجویز اس لیے زیر غور ہے کہ موصولہ ڈیٹا کے مطابق ملک میں کوویڈ کی شدت سے سب سے کم چھوٹے بچے متاثر ہوئے ہیں اور کوویڈ کم عمر بچوں کو دیگر age group کی طرح اثر انداز نہیں کررہا تاہم تعلیمی افسر کا کہنا تھا کہ اسکول کھولنے سے متعلق یہ تینوں تاریخیں مجوزہ ہیں اور اگر کوویڈ کی صورتحال بدستور خراب رہی تو 19 جنوری کو دوبارہ بین الصوبائی وزرائے تعلیم کانفرنس بلا کر اس پر غور اور رد وبدل کیا جاسکتا ہے تاہم اس سلسلے میں کوئی بھی فیصلہ (اس مرض سے بچنے کا قومی رجحان اور اسپتالوں میں مریضوں کی تعداد و ملک کے نظام صحت پر موجودہ دباؤ) کو سامنے رکھتے ہوئے کیا جائے گا"۔ علاوہ ازیں 4 جنوری کو ہونے والے اجلاس کے لیے بنائے گئے ایجنڈے کے مطابق ملک بھر میں سکولز اور بورڈز کی سطح پر امتحانات مئی کے آخری یا پھر جون کے اوائل سے شروع کرنے کی تجویز دی گئی ہے جبکہ اس سے قبل اکیڈمک کورس ورک کی تکمیل کرلی جائے گی اسی طرح گرمیوں کی تعطیلات کا دورانیہ کم کیا جائے گا اور نیا تعلیمی سال 2021 اگست سے شروع کیا جائے گا۔

بقیہ 3

نہر پل کی کشادگی وکلاء کے کیسز سمیت دیگر سہولیات مہیا کی جائیں گی، بار کے مسائل کے لیے میرے دروازے کھلے ہوئے ہیں، ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز نئے تعمیر ہونے والے تحصیل جوڈیشل کمپلیکس کی افتتاحی تقریب سے خطاب کے دوران کیا، اس موقع پر جسٹس امیر احمد بھٹی لاہور ہائی کورٹ، جسٹس شہباز رضوی لاہور ہائی کورٹ، مشتاق احمد اوجلا رجسٹرار لاہور ہائی کورٹ، سیشن جج مظفر گڑھ عبدالرحمٰن بودلہ، کوٹ ادو کی تمام جوڈیشری ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج فیصل رضا گیلانی، عابد حسین محمد فواد عارف، عاصمہ تحسین، سول جج محمد سلطان ٹیپو چودھری، محمد طارق، زمان علی رانجھا، شاہد حسن غفیانہ، محمد عمران، تحصیل بار کے صدر محمد ارشد صدیقی سمیت بار عہدیداران اور تحصیل بار کونسل کے وکلاء کی کثیر تعداد موجود تھی، انہوں نے کہا کہ عام آدمی کو سستے اور فوری انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے ججز کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہوگا، انہوں نے کہا کہ وکالت مقدس پیشہ ہے ایمانداری سے کیا جائے تو نجات کا باعث بنتا ہے، ہمیں میرٹ کو اپنانا ہوگا اور کیسوں کے بروقت فیصلوں کیلئے وکلاء برادری کو بھی پیشہ ورانہ امور کی انجام دہی ایمانداری سے کرنا ہوگی، تقریب میں سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے ممبر پنجاب بار اعجاز خان گورمانی نے پولیس پوسٹ وکلاء کے چیمبرز کی تعمیر واٹر فلٹریشن پلانٹ ڈسپنسری بار روم کی تعمیر روڈ اور نہر پل کی کشادگی وکلاء کے کیسز سمیت دیگر سہولیات کا مطالبہ کیا جس پر چیف جسٹس قاسم خان نے کہا کہ واٹر فلٹریشن پلانٹ منظور ہوچکا ہے جو جلد تعمیر کیا جائے گا، بار روم کو لائبریری میں تبدیل کرکے کشادہ بار روم تعمیر کرایا جائے گا جبکہ بار روم میں خواتین وکلاء کیلئے بھی الگ پورشن اور نماز کی جگہ بنائی جائے گی جبکہ بقیہ تمام مسائل بھی فوری حلکئے جائیں گے، تقریب سے خطاب کرتے ہوئے جسٹس شہباز علی رضوی نے کہا جب ہم نئے گھر میں شفٹ ہوتے ہیں تو بہت سے مسائل ہوتے ہیں لیکن آہستہ آہستہ سب حل ہوجاتے ہیں آپ آئیں شفٹ ہوں غریب عوام کے مسائل کو حل کرائیں سٹیٹ کہ یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کو تمام سہولیات مہیا کرے تاکہ لوگ ملک وقوم ترقی کرے آپ محنت سے اس جگہ کو کامیاب بنائیں تاکہ لوگ اسکا اچھا تاثر دیں، تقریب میں صدر بار محمد ارشد صدیقی نے کہا کہ 2014 میں جب جوڈیشل کمپلیکس کا سنگ بنیاد رکھ گیا تو اس وقت بھی وہ صدر بار تھے اور الحمدللہ اسکی افتتاحی تقریب کے وقت بھی وہ صدر بار ہیں، چیف جسٹس سمیت معزز مہمان گرامی شخصیات کی آمد تحصیل بار کوٹ ادو کیلئے باعث فخر ہے، انہوں نے چیف جسٹس قاسم علی خان سے یہ بھی مطالبہ کیا کہ پرانے چیمبر انہی کے پاس ہی رہنے دیے جائیں تاکہ وہ رات کے اوقات میں وہاں اپنے کیسوں کی تیاری کرسکیں، تقریب کے اختتام پر چیف جسٹس نے وکلا میں شیلڈز تقسیم کیں جبکہ کوٹ ادو بار کی جانب سے مہمان ججز کو یادگار شیلڈیں بھی دی گئیں، قبل ازیں جب چیف جسٹس قاسم علی خان جوڈیشل کمپلیکس پہنچے تو پولیس کے چاق و چوبند دستوں نے انہیں سلامی دی اور ننھے بچوں نے انہیں پھولوں کے گلدستے بھی پیش کیے، اس موقع پر پولیس کی بھاری نفری تعینات تھی اور سیکورٹی کے سخت حفاظتی انتظامات کیے گئے تھے، دوسری طرف چیف جسٹس کی کوٹ ادو آمد کے موقع پر کوٹ ادو شہر کے اطراف میں پولیس کے ناکے لگائے گئے تھے اور شہر کو جانے والے تمام راستے بند کئے گئے تھے جبکہ شہر بھر میں تجاوزات کا بھی خاتمہ کیا گیا تھا

بقیہ 4

سسکیوں میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ذرائع کے مطابق سرگودھا بیجن کے علاقہ نوشہرہ وادی سون کیگاوں کورڈھی میں ذاکر حسین میانہ کے 27 سالہ نوجوان بیٹے غلام نبی میانہ اعوان کو غیرت کے نام پر موت کے گھاٹ اتار دیا گیا اور ملزمان نعش چھوڑ کر فرار ہو گے۔ پولیس تھانہ نوشہرہ نے مقتول کی نعش پوسٹمارٹم کے بعد ورثاء کے سپرد کرکے مقتول کے بھائی محمد حنیف کی مدعیت میں محمد عثمان دو خواتین اور ایک نامعلوم کے خلاف مقدمہ قتل درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ تاہم مقتول نوجوان کو آہوں اور سسکیوں میں علاقہ کے آبائی قبرستان میں سپردخاک کردیا گیا۔

بقیہ 5

پٹرول پمپ سے ملحقہ کمرے اور 443 گ ب میں دیا سلائی سے کھیلتے ہوئے بچوں نے کمرے میں پڑے سامان کو آگ لگا دی، ریسکیو ٹیموں نے بروقت کارروائی کرتے ہوئے آگ پر قابو پالیا تاہم اس دوران بھاری مالیت کا سامان جل کر خاکستر ہوگیا۔

بقیہ 6

مات کی روشنی میں ڈی آئی جی آپریشنز نے ضلع بھر کے پولیس افسران کو جرائم پیشہ عناصر کی گرفتاری اور مال مسروقہ کی برآمدگی کا ٹاسک دیا، ان احکامات کی روشنی میں کوہسار پولیس نے ملزم مبشر کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے 580 گرام ہیروئن برآمد کرلی، بہارہ کہو پولیس نے چوری کی واردات میں ملوث دو ملزمان اعجاز اور ابرار کو گرفتار کرکے ان کے قبضہ سے مال مسروقہ مالیتی ایک لاکھ روپے کا برآمد کرلیا، کراچی کمپنی پولیس نے ملزم محمد تقی کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے پانچ بوتلیں شراب برآمد کرلی، گولڑہ پولیس نے ملزم ذیشان کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے پسٹل 9mm معہ ایمونیشن برآمد کرلیا، ترنول پولیس نے ملزم خالد محمود کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے پسٹل 30 بور معہ ایمونیشن برآمد کرلیا، رمنا پولیس نے ملزم عرفان کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے پسٹل 9mm معہ ایمونیشن برآمد کرلیا، نون پولیس نے ملزم ہمایوں کو گرفتار کرکے اس کے قبضہ سے پانچ پسٹل 30 بور معہ ایمونیشن برآمد کرلیا، شمس کالونی پولیس نے دو ملزمان سلیمان اور کاشف کو گرفتار کرکے ان کے قبضہ سے پسٹل 30 بور معہ ایمونیشن 255 گرام چرس برآمد کرلی، نیلور پولیس نے منشیات فروشی میں ملوث تین ملزمان نذیر خان، ستار الحسن اور اظہر مسیح کو گرفتار کرکے ان کے قبضہ سے 150 گرام چرس، 170 گرام ہیروئن اور پسٹل 30 بور معہ ایمونیشن برآمد کرلیا، لوہی بھیر پولیس نے ملزم مدثر کو گرفتار کرکے چھ بوتلیں شراب برآمد کرلی، ملزمان کے خلاف علیحدہ علیحدہ مقدمات درج کرکے مزید تفتیش شروع کردی گئی۔ ڈی آئی جی آپریشنز نے پولیس ٹیموں میں شامل افسران وملازمان کی اس اچھی کارکردگی کو سراہا ہے۔ انہوں نے تمام ایس ایچ اوز کو ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا کہ پولیس افسران سے کہا کہ ضلع بھر میں سیکورٹی سخت اقدامات اٹھائے جائیں، چیکنگ عمل کو مزید موثر بنایا جائے اور ایسے افراد کے خلاف مقدمات درج کیے جائیں جو معاشرے کا امن وسکون برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ جرائم کے انسداد کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں، پٹرولنگ کو مزید سخت کیا جائے۔ شہریوں کے جان ومال کا تحفظ پولیس کی اولین ذمہ داری ہے اس میں کسی قسم کی غفلت لاپرواہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

بقیہ 7

3 ملازمین کورونا کا شکار ہوگئے ہیں، کورونا کا شکار ہونے والوں میں ایک ڈاکٹر جب کہ 2 نرسیں ہیں، ہسپتال انتظامیہ نے کورونا کی تصدیق ہونے کے بعد تمام وارڈ کے عملے کے کورونا ٹیسٹ کروانا شروع کردئے، وارڈ میں داخل مریضوں کو دوسرے وارڈ میں شفٹ کردیا گیا ہے۔ ذرائع کیمطابق کارڈیو تھوریسک یونٹ کے ایک میڈیکل آفیسر ڈاکٹر منور، ہیڈ نرس نصرت اور میل نرس منور کی طبیعت خراب ہونے پر کورونا ٹیسٹ کیے گئے جن میں کورونا کی تصدیق ہوئی۔ ہسپتال ترجمان کے مطابق متاثرہ ڈاکٹر کے ساتھ کام کرنے والے 2 ڈاکٹروں کا پی سی آر ٹیسٹ آگیا ہے باقی تمام عملے کے ٹیسٹ کئے جارہے ہیں، کارڈیو تھوریسک یونٹ کو بند نہیں کیا جائے گا، یہ یونٹ ایمرجنسی کے مریضوں کیلئے کھلا رہے گا۔

بقیہ 8

ڈیڑھ سال قبل مافیا بی بی سے منگنی طے پائی تھی جس کا لڑکی کے بھائی فضل عباس کو شدید رنج تھا گزشتہ روز ملزم فضل عباس وغیرہ نے ہمشورہ ہوکر محمد منیر کے ماموں فلک شیر اور حقیقی بھائی جمشید کو شادی کے دن طے کرنے کا جھانسہ دے کر گھر بلا کر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں 27 سالہ نوجوان جمشید فائرنگ کی زد میں آکر شدید زخمی ہوگیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ جبکہ مقتول کا ماموں فلک شیر فائرنگ سے شدید زخمی ہوگیا جس کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے ملزمان ہوائی فائرنگ کرتے ہوئے فرار ہوگئے بھکھی پولیس نے مقتول کے بھائی محمد منیر ولد سرور کی مدعیت میں مقدمہ درج کرکے کارروائی شروع کردی ہے ملزمان کی گرفتاری کے لیئے پولیس چھاپے مار رہی ہے۔

بقیہ 9

دی ہے۔ نجی ٹی وی کے مطابق وزارت پیٹرولیم نے اپریل کیلئے ایل این جی خریدنے کے سلسلے میں 3 ماہ پہلے 31 دسمبر کو ہی اشتہار دے دیا ہے، اس سے پہلے وزیراعظم کے معاون خصوصی ندیم بابر اپنی غلطی ماننے سے انکار کرتے رہے ہیں۔ سردیوں میں مہنگی ایل این جی خریدنے کی وجہ سے پاکستان کو نہ صرف 35 ارب سے زیادہ کا نقصان ہوا بلکہ جنوری کے پہلے 20 دن کیلئے ایل این جی کے سپلائرز آئے ہی نہیں۔ ایل این جی نہ ملنے کے باعث ہی عوام گیس کا بحران بھگت رہے ہیں جبکہ اپوزیشن جماعتیں اس معاملے پر حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنا رہی ہیں۔

بقیہ 10

ردعمل دیتے ہوئے شہباز گل نے کہا کہ پی ڈی ایم کرپشن زدہ مشترکہ مفادات کے حامل افراد کا گٹھ جوڑ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جیسے جیسے ملک درست سمت میں جارہا ہے پی ڈی ایم کی تشویش میں اضافہ ہورہا ہے۔

بقیہ 11

برسر روزگار ہونے کیساتھ صنعتی ترقی میں بھی اپنا کردار ادا کررہے ہیں اس موقع پر سیکریٹری لیبر نے پاک جرمن ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر کے مختلف شعبوں اور ورکشاپس کا معائنہ کیا، سیکریٹری لیبر نے کہا کہ وزیراعلیٰ بلوچستان جام کمال صوبے کی ترقی کیلئے عملی اقدامات کررہے ہیں اسپیشل اکنامک زونز کے قیام سے اور یہاں کے نوجوانوں کو ہنرمند بنانے کیلئے منصوبے کی منظوری دیدی گئی ہے یورپی یونین کے تعاون سے پبلک سیکٹر ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت پاک جرمن ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر کی اپ گریڈیشن کیلئے فنڈز کی منظوری دیدی گئی ہے۔ جبکہ بلڈنگز کی مرمت کیساتھ نئے ورکشاپ بھی قائم کئے جائیں گے، انہوں نے لسبیلہ میں قائم اہم صنعتی اداروں کے احکام سے بھی سے اجلاس کی تاکہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوانوں کو صنعتی اداروں میں موقع فراہم کیا جاسکے۔ سیکریٹری نے انڈسٹریل زون میں واقع سوشل سیکیورٹی ہسپتال کا دورہ کیا مسائل سے آگہی حاصل کی انہوں نے ہسپتال میں محنت کشوں کو طبی سہولیات فراہمی کے حوالے سے قائم پچاس بیڈ کے ہسپتال کے لیبارٹری و ایکسرے روم کا دورہ بھی کیا، انہوں نے ہسپتال انتظامیہ کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ہدایات جاری کیں کہ اخراجات میں کمی کی جائے، محنت کشوں کو طبی سہولیات کی فراہمی میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائیگی، سیکریٹری لیبر نے ہسپتال اسٹاف کی حاضریاں یقینی بنانے کیلئے بائیو میٹرک مشین نصب کرنے کے احکامات بھی جاری کیے۔

بقیہ 12

تھا۔ کار سوار اسامہ کے والد نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے بتایا کہ میرے بیٹے کو 16، 17 گولیاں ماری گئیں جس سے وہ جاں بحق ہوا۔ اسامہ ندیم کے والد نے کہا کہ پولیس والوں نے اعتراف کیا کہ بچہ بے قصور تھا، ملوث پولیس اہلکاروں کے خلاف دہشت گردی کا مقدمہ درج کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ٹائر کے بجائے ونڈ اسکرین پر فائر کرکے کھلم کھلا دہشت گردی کی، وزیراعظم، وزیر داخلہ، اسلام آباد انتظامیہ سے انصاف کی اپیل کرتا ہوں۔ دوسری جانب پولیس کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق سی ٹی ڈی اہلکار ایچ 13 میں ڈکیتی کی اطلاع پر پہنچے، سی ٹی ڈی اہلکاروں نے ایک گاڑی کو روکنے کی کوشش کی، نہ رکنے پر اہلکاروں نے گاڑی کا تعاقب کیا۔ سب انسپکٹر کا کہنا ہے کہ گاڑی والے نے ان پر فائرنگ کی جس پر اہلکاروں نے جوابی فائرنگ کی، نوجوان کو 22 گولیاں لگیں، ترجمان پمز وسیم خواجہ کا کہنا ہے کہ پوسٹ مارٹم کے مطابق سامنے سے گولیاں ماری گئی ہیں۔ واقعہ کے متعلق پولیس کی ابتدائی رپورٹ کی کاپی بھی سامنے آگئی ہے۔ جس میں بتایا گیا کہ سی ٹی ڈی کی گاڑی میں ایک سب انسپکٹر اور 4 جوان سوار تھے، اہلکار ایچ 13 میں ڈکیتی کی اطلاع پر موقع پر پہنچے تھے۔ سی ٹی ڈی اہلکاروں نے گاڑی کو روکنے کی کوشش کی، نہ رکنے پر اہلکاروں نے گاڑی کا تعاقب کیا، سب انسپکٹر کا کہنا ہے گاڑی والے نے ان پر فائرنگ کی، اہلکاروں کی جوابی فائرنگ سے نوجوان کو 22 گولیاں لگیں۔ ابتدائی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ گاڑی سے کوئی اسلحہ نہیں ملا، نوجوان کا نام اسامہ ندیم ہے اور وہ ورچول یونیورسٹی کا طالبعلم تھا۔ پولیس ذرائع کے مطابق پانچوں اہلکاروں کو تحویل میں لے لیا گیا ہے۔

بقیہ 13

تاک واقعہ خان واہن پولیس تھانہ کی حدود گاؤں عالم خان گوندل میں پیش آیا، دھنی بخش گوندل نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے 72 سالہ باپ احمد خان گوندل، سوتیلی ماں 65 سالہ سکینہ گوندل اور سوتیلی بہن 24 سالہ شکیلہ کو چھری سے ذبح کردیا اور موقع سے فرار ہوگیا پولیس نے لاشیں پوسٹ مارٹم کیلئے منتقل کردیں۔ پولیس ملزم کے بیٹے قادر بخش گوندل اور بھتیجوں منظور حسین گوندل، منور علی گوندل، عبدالعلیم گوندل اور غلام مصطفیٰ گوندل کو تفتیش کیلئے تھانہ لے گئی ہے، خان واہن پولیس کے مطابق تاحال مقدمہ درج نہیں ہوا تاہم تفتیش شروع کردی گئی، رابطہ پر مقتول کے دوسرے بیٹے نبی بخش گوندل نے پولیس تفتیش کیلئے اپنے چار بیٹوں اور بھتیجے کولے جانے کی تصدیق کرتے ہوئے بتایا کہ والد نے اڑھائی ایکڑ زرعی اراضی انکے نام اور 2 ایکڑ زرعی اراضی بھائی دھنی بخش کے کے بیٹے قادر بخش گوندل کے نام کردی تھی تاہم اس کے باوجود اس نے تہرے قتل کے جرم کا ارتکاب کیا۔

بقیہ 14

پہنچا۔ پولیس کے مطابق گلستان جوہر کے علاقے بھٹائی آبادی گلی نمبر پانچ کے مکان میں سلنڈر دھماکے سے چھ افراد زخمی ہوگئے، دھماکے کی اطلاع پر پولیس رینجرز اور ریسکیو ادارے کے اہلکاروں نے موقع پر پہنچ کر امدادی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ پولیس کے مطابق گراؤنڈ فلور کے مکان میں کھانا پکاتے ہوئے سلنڈر پھٹ گیا، جس سے گھر کے افراد زخمی ہوئے، جن کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ تاہم مزید تحقیقات کی جارہی ہیں۔

بقیہ 15

لائنز مرتب کیں۔ انہوں نے یہ فیصلہ محکمہ آبپاشی کی پراپرٹی سے تجاوزات کے خاتمہ سے متعلق منصوبہ بندی وضع کرنے کے حوالے سے اجلاس کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس میں وزیر آبپاشی سہیل انور سیال، مشیر قانون مرتضیٰ وہاب، چیف سیکریٹری ممتاز شاہ، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو قاضی شاہد پرویز، ایڈووکیٹ جنرل سلمان طالب الدین، وزیراعلیٰ سندھ کے پرنسپل سیکریٹری ساجد جمال ابڑو، سیکریٹری آبپاشی رفیق برڑو، سیکریٹری کچی آبادیز بقا اللہ انڑ اور دیگر نے شرکت کی۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ محکمہ آبپاشی کے انفراسٹرکچر میں تین بیراج، 14 کینال، 109 برانچ کینال، 509 ڈسٹری بیوٹر اور 902 مائنرز شامل ہیں۔ بندوں کی کل لمبائی 845 میل اہم پشتوں اور 450 میل دیگر پر پھیلی ہوئی ہے۔ نکاسی آب کے نیٹ ورک کی لمبائی 837 میل تک پیائش کی گئی ہے جبکہ سکھر بیراج کمانڈ ایریا میں 361 نکاسی کے نالے ہیں جن کی لمبائی 1909 میل ہے۔ کوٹری بیراج کمانڈ ایریا 2030 میل لمبائی اور 361 نکاسی کے نالوں پر مشتمل ہے۔ سکھر اور کوٹری بیراج میں ایل بی او ڈی کے 110 نکاسی کے نالے ہیں جو 968 میل کے رقبے پر مشتمل ہیں۔ گڈو بیراج کمانڈ میں گھوٹکی فیڈر کا علاقہ تک پانچ نکاسی کے نالے ہیں جن کی لمبائی 4970 میل ہے اور زیر تعمیر آر بی او ڈی۔ II کی لمبائی 170 میل ہے محکمہ آبپاشی کے کچھ آبی ذخائر ہیں جس میں 50 کلومیٹر منچھر جھیل، 100 کلومیٹر کینجھر جھیل اور 98 کلومیٹر چوٹیاری جھیل شامل ہیں۔ وزیراعلیٰ سندھ کو بتایا گیا کہ 121201 تجاوزات میں سے 38634 کو ہٹا دیا گیا ہے اور بقیہ 103591 کا جلد خاتمہ کردیا جائے گا۔ وزیراعلیٰ سندھ نے تجاوزات کے تحت سرکاری اراضی کی نشاندہی کرنے اور انکو خالی کرنے کے اقدامات کو تجاویز کرنے کیلئے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو (ایس ایم بی آر)، سیکریٹری آبپاشی، سیکریٹری جنگلات اور سیکریٹری کچی آبادیز پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی۔

بقیہ 16

تجاوزات کی صورت حال کو چیک کیا تو بعض دکانداروں نے عوامی گزرگاہوں اور سرکاری جگہ پر ناجائز قبضہ جما رکھا تھا جن کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے تجاوزات کا خاتمہ کردیا گیا اور تجاوزات میں ملوث دکانداروں کو خبردار کیا گیا کہ وہ آئندہ قانون شکنی سے اجتناب کریں بصورت دیگر قصورواروں کے خلاف فوجداری کارروائی کی جائیگی۔ ایف ڈی اے کی انفورسمنٹ ٹیم نے دوسری کارروائی کے دوران علامہ اقبال کالونی کے بعض بازاروں سے بھی تجاوزات کا صفایا کردیا جبکہ رہائشی پلاٹ نمبر F-467 پر غیر قانونی کمرشل تعمیر کی پاداش میں سربمہر کردیا گیا اور مالک پلاٹ کو ہدایت کی گئی کہ وہ قانونی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے کمرشلائزیشن کی باقاعدہ منظوری حاصل کریں اور طے شدہ واجبات بھی فوری ادا کئے جائیں بصورت دیگر تعمیراتی کام جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جائیگی۔ ایف ڈی اے انتظامیہ نے آگاہ کیا ہے کہ ایف ڈی اے کی زیر کنٹرول رہائشی کالونیوں اور کمرشل مارکیٹس میں غیر قانونی تعمیرات کیخلاف کارروائی جاری ہے لہذا بلڈنگ پلان کی منظوری کیلئے ایف ڈی اے کے متعلقہ شعبے سے رابطہ کیا جائے۔

بقیہ 17

اداروں کے درمیان مکمل کوارڈینیشن کے بغیر منشیات سے پاک معاشرے کو تشکیل نہیں دے سکتا۔ انہوں نے کہا کہ میں بطور ریجنل ڈائریکٹر اے این ایف اپنے فرائض سرانجام دے چکا ہوں، منشیات سے متعلق مسائل سے اچھی طرح واقف ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہمسایہ ممالک آپس میں تعاون کرکے منشیات کے خاتمے کے لیے کام کرسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایران کی جانب سے تعاون کی پیشکش خوش آئند ہے، بریگیڈیئر جنرل مجید کریمی کے منتظر ہیں۔ اعجاز احمد شاہ نے کہا کہ منشیات کے خاتمے کے لئے میرا ٹارگٹ منشیات کی ڈیمانڈ کو ختم کرنا ہے، ڈیمانڈ کم ہونے سے ہی سپلائی کرنے والوں سے باقاعدہ طور پر نمٹا جاسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ منشیات کے نقصانات سے متعلق آگہی اور لوگوں کی بحالی پر کام کرنا انتہائی اہم ہے، منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام بھی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ منشیات کے شکار افراد کے علاج وبحالی کے لئے اداروں کی تشکیل زیر غور ہے، ایران کے وفد سے ملاقات میں دونوں ممالک سے متعلق معاملات کو زیر غور لائیں گے۔

بقیہ 18

جنہیں ناکامی کی سوا کچھ نہیں ملے گا۔ یہ بات انہوں نے ہفتہ کو ملاقات کرنے والے پاکستان تحریک انصاف کے کارکنوں کے وفد سے بات چیت کرتے ہوئے کہی۔ حمزہ خان ناصر نے کہا کہ اپوزیشن میں شامل سیاسی جماعتیں اپنی کرپشن کو چھپانے کیلئے پی ڈی ایم کے پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوئی ہیں انہیں عوام کے مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے پی ڈی ایم کا ایجنڈا صرف اور صرف ملک میں انتشار پھیلانا اور اداروں کے خلاف کیچڑ اچھالنے کے سوا کچھ نہیں ہے عوام نے پی ڈی ایم میں شامل جماعتوں کو مسترد کردیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاک فوج، ایف سی، پولیس، لیویز اور دیگر قانون نافذ کرنے والے اداروں نے عوام کے جان ومال کے تحفظ اور ملک کے دفاع کیلئے ہمیشہ قربانیاں دی ہیں انکے خلاف منفی پروپیگنڈہ کرنے والے کسی بھی طرح ملک اور قوم کے خیرخواہ نہیں ہوسکتے۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان میں سیکورٹی فورسز پر حملوں اور حالات خراب کرنے میں بھارت اور اسکی خفیہ ایجنسیاں ملوث ہیں جس کے ثبوت پاکستان نے اقوام متحدہ سمیت عالمی دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں اقوام متحدہ اور عالمی دنیا کو چاہیے کہ وہ بھارت کی دہشت گردی کا نوٹس لیں۔

بقیہ 19

پر معطل کیا جائے بصورت دیگر پاکستان یوتھ پیس موومنٹ صوبے بھر میں سخت احتجاج پر مجبور ہوگی۔ یہ بات انہوں نے ہفتہ کو پاکستان یوتھ پیس موومنٹ کے صوبائی دفتر میں عہدیداروں اور کارکنوں کے ہنگامی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ ایس ایچ او کینٹ مٹھا خان نے رات کے اندھیرے میں پاکستان یوتھ پیس موومنٹ کے چیئرمین ارباب ناصر حیدر کاسی کے گھر پر چھاپہ مار کر چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے اہل خانہ کو ہراساں کیا جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ انہوں نے کہا کہ ارباب ناصر حیدر کاسی ایک پرامن اور شریف النفس شہری ہیں انکے گھر پر ماورائے آئین وقانون چھاپے کا حکومت کو فوری نوٹس لیتے ہوئے مٹھا خان کاکڑ کو معطل کرنا چاہیئے بصورت دیگر پاکستان یوتھ پیس موومنٹ بلوچستان بھر میں سخت احتجاج پر مجبور ہوگی جس کی تمام تر ذمہ داری صوبائی حکومت اور پولیس حکام پر عائد ہوگی۔

بقیہ 20

چینی پولٹری ہیلتھ اور دیگر مافیاؤں نے مصنوعی بحرانوں کی مدد سے غریب عوام کی جیب سے کھربوں روپے نکلوا کر اپنی تجوریاں بھریں جبکہ رہی سہی کسر بجلی گیس پٹرول اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ نے نکال دی۔ ڈاکٹر مرتضیٰ مغل نے یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا کہ 2020 کے دوران عوام پر اربوں روپے کے ٹیکس لادے گئے جبکہ اشرافیہ کو ٹیکس کی مد میں سینکڑوں ارب روپے کے ریلیف کا سلسلہ جاری رہا۔ اس دوران لاکھوں افراد اپنے روزگار و کاروبار سے گئے، کروڑوں کی آمدنی میں زبردست کمی آئی جبکہ اشیائے خورد ونوش کی قیمتوں نے ملکی تاریخ کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ ڈالے۔ روپے کی قدر میں ریکارڈ کمی سے عوام پر مہنگائی کی بجلی گرائی گئی۔ آٹے چینی اور ایل این جی کی درآمد میں تاخیر اور پشاور میٹرو سمیت کئی ناکام منصوبوں سے ملکی خزانے کو کھربوں روپے کا نقصان پہنچایا گیا۔ حکومت کے اقدامات سے عوام کے مسائل میں اضافہ ہی ہوا جبکہ سیاست اور معیشت کی طرح سفارتی محاذ پر بھی کچھ حاصل نہیں کیا جاسکا۔ انہوں نے کہا کہ پٹرول اور ایل پی جی کی قیمت میں اضافہ نئے سال کا تحفہ ہے۔ جو مرے پر سو درے کے مصداق ہے۔

بقیہ 21

گئے، جس کے بعد مجموعی کووڈ 19 کیسز کی تعداد 67 لاکھ 75 ہزار 307 ہوگئی ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر میں مزید 2 ہزار 184 مثبت کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، اس طرح پاکستان میں کورونا کے مصدقہ مریضوں کی تعداد 4 لاکھ 84 ہزار 362 ہوگئی ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اب تک سندھ میں 2 لاکھ 16 ہزار 632، پنجاب میں ایک لاکھ 39 ہزار 341، خیبرپختونخوا میں 59 ہزار 23، اسلام آباد میں 38 ہزار 020، بلوچستان میں 18 ہزار 181، آزاد کشمیر میں 8 ہزار 303 اور گلگت بلتستان میں 4 ہزار 862 افراد میں کورونا کی تشخیص ہوئی ہے۔ سرکاری اعداد وشمار کے مطابق اس وقت ملک بھر میں کورونا کے فعال مریضوں کی تعداد 35 ہزار 130 ہوگئی ہے۔ جب کہ 2 ہزار سے زائد مریضوں کی حالت تشویشناک ہے۔ گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر میں کورونا سے مزید 82 افراد جاں بحق ہوگئے ہیں جس کے بعد اب اس وبا سے جاں بحق ہونے والے افراد کی تعداد مجموعی طور پر 10 ہزار 258 ہوگئی ہے۔ این سی او سی کے مطابق کورونا سے ایک دن میں ایک ہزار 745 مریض صحت یاب ہوئے جس کے بعد صحت یاب ہونے والے مریضوں کی تعداد 4 لاکھ 38 ہزار 974 ہوگئی ہے۔

بقیہ 22

میں کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ استعفے لانگ مارچ سے پہلے دینے چاہئیں، اس حوالے سے پیپلز پارٹی نے حالات کے مطابق موقف دیا۔ ہم استعفے دیں گے اور اسمبلیوں کو تحلیل کیا جائے گا، یکم فروری کو لانگ مارچ کا فیصلہ ہوگا، اسی میں پڑاؤ کا فیصلہ ہوگا، فیصلہ کن لانگ مارچ کے بعد استعفوں کا فیصلہ ہوگا، سب کو پتا ہے راولپنڈی میں پڑاؤ ہوا تو کہاں ہوگا۔ (ن) لیگی رہنما کا کہنا تھا کہ نیب اب تک میرا ایک روپے کا بھی کوئی خفیہ اکاؤنٹ نہیں نکال سکا، عدلیہ کو اپنا کردار مزید بڑھانے کی ضرورت ہے، عدلیہ کو ایسے معاملات میں انتقام اور ظلم کو روکنا چاہیے، انتقامی کارروائیوں کے سامنے عدلیہ کو دیوار بننا چاہیے۔ حکومت پر تنقید کرتے ہوئے رانا ثنا اللہ نے کہا کہ اپوزیشن سے ٹکرانے کے علاوہ حکومت کہیں نہیں چل رہی، وزیراعظم کے ترجمانوں کی فوج روز دفاع کے لئے بیٹھی ہوتی ہے، وزیراعظم کی حرکات دیکھیں روز ترجمانوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں، گھبرایا ہوا شخص کبھی کہتا ہے کہ میں گھبرایا ہوا ہوں۔ سی سی پی او لاہور کی تبدیلی پر رانا ثنا اللہ نے کہا کہ سی سی پی او لاہور کی تبدیلی سے پولیس سے متعلق منفی تاثر قائم ہوا ہے، میں سی سی پی او لاہور عمر شیخ سے اظہار ہمدردی کرتا ہوں اور نئے سی سی پی او سے کہتا ہوں قانون اور انصاف کے مطابق کام کریں۔ وہ ان لوگوں کے ملازم بننے کے بجائے فرض ادا کریں۔

بقیہ 23

رہے ہیں، نئے سال میں زیادہ سے زیادہ ثقافتی کامیابیاں حاصل کریں گے، جس کے لئے جدوجہد کو تیز تر کیا جارہا ہے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے چیئرمین لاہور گیریژن ایجوکیشن سسٹم میجر جنرل فرحان اختر سے ملاقات کے بعد اپنی گفتگو میں کیا۔ قبل ازاں لاہور آرٹس کونسل کے تین رکنی وفد نے ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمراء ثمن رائے کی سربراہی میں لاہور گیریژن ایجوکیشن سسٹم کا دورہ کیا اور چیئرمین ایل جی ای ایس میجر جنرل فرحان اختر سے ملاقات کی۔ ملاقات میں باہمی دلچسپی کے امور زیر بحث آئے، ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کا اعادہ کیا گیا۔ ملاقات میں چیئرمین میجر جنرل فرحان اختر نے ثقافتی امور میں گہری دلچسپی ظاہر کی، آرٹ ذہنی صحت کی نشوونما میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمراء ثمن رائے نے کہا کہ ملاقات کا مقصد الحمراء اور لاہور گیریژن ایجوکیشن سسٹم کے درمیان دو طرفہ معاہدے طے کرنے سے قبل کے معاملات طے کرنا ہے، الحمراء نوجوانوں کی تعمیری وتخلیقی صلاحیتیں اجاگر کرتا اور انکی حوصلہ افزائی کرکے عملی زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرنے کیلئے تیار کرتا ہے۔ ملاقات میں سیکرٹری ایل جی ای ایس بریگیڈیئر محمد جاوید شاہد، اسسٹنٹ ڈائریکٹر الحمراء خرم نوبل اور نوین روما بھی شریک ہوئے۔

بقیہ 24

کے خلاف انتقامی کارروائی کی اور انہیں چارج شیٹ بھی کردیا جس پر عامر منظور کا یہ موقف سامنے آیا ہے کہ یہ سب کچھ نعیم بخاری کی ایماء پر ہورہا ہے اور جو چارج شیٹ میں ان پر الزامات لگائے گئے ہیں وہ قطعی طور پر

روزنامہ
امروز
کوئٹہ

روزنامہ امروز کوئٹہ بروز اتوار 03 جنوری 2021ء

امریکی جریدے فارن پالیسی میگزین نے لداخ میں بھارتی فوج کی ناکامی کا پول کھول دیا

چین کے ساتھ جنگ سے بھارت کو اپنے مختارانہ خارجہ پالیسی سے ہاتھ دھونا پڑسکتا ہے، بھارت چین کو پیچھے دھکیلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، بدترین معیشت والا ملک طویل جنگ لڑنے کے قابل نہیں، رپورٹ

بھارت کے پاس دوسرا آپشن کھل کر دفاعی پوزیشن لینا ہے، فوجیوں کی بڑی تعداد کی تعیناتی کا مقصد چین کو مزید پیشرفت سے روکنا ہے، سردترین موسم، علاقے کا جغرافیہ اور لاجسٹک سپورٹ کے لحاظ سے بھارت چین کی نسبت زیادہ مشکل پوزیشن میں ہے

واشنگٹن (این این آئی) امریکی جریدے فارن پالیسی میگزین نے لداخ میں بھارتی فوج کی ناکامی کا پول کھول دیا، چین کے ساتھ کشمکش میں انڈین آرمی کو لینے کے دینے پڑ گئے، بھارت چین کو پیچھے دھکیلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا، بدترین معیشت والا ملک طویل جنگ لڑنے کے قابل نہیں۔ امریکی جریدے فارن پالیسی میگزین کے مطابق بھارت اور چین کے درمیان لداخ کا تنازعہ برقرار ہے، گزشتہ مئی میں شروع ہونیوالے بحران نے جون کے وسط میں سنگین صورتحال اختیار کرلی، دونوں ممالک کی افواج میں تصادم سے 20 بھارتی اور متعدد چینی فوجی ہلاک ہوگئے۔ 6 نومبر کو دونوں ممالک کے درمیان آخری بات

بقیہ 2 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

بھارت میں کورونا وائرس کی پہلی ویکسین کے استعمال کی منظوری

حکام چاہتے ہیں ویکسین کا استعمال جلد از جلد آغاز ہو اور ممکنہ طور پر اگلے ہفتے تک شروع ہو جائے، عہدیداروں کی گفتگو

سی ڈی ایس سی او اس کے علاوہ فائزر، جرمن کمپنی بائیو این ٹیک اور بھارت کی کمپنی بھارت بائیوٹیک کی بنائی گئی ویکسین کی بھی ہنگامی بنیاد پر استعمال کے لیے درخواست دینے پر غور کررہی ہے

نئی دہلی (این این آئی) بھارت کے صحت سے متعلق ادارے نے ایسٹرازینیکا اور آکسفورڈ یونیورسٹی کی تیار کردہ کورونا وائرس ویکسین کی ہنگامی استعمال کی اجازت دے دی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق بھارتی ادارے نے ملک میں پہلی ویکسین کے استعمال کی منظوری دے دی جہاں کورونا وائرس کے کیسز کی تعداد امریکا کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ ہیں۔ دو عہدیداروں نے شناخت ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ حکام چاہتے ہیں کہ ویکسین کا استعمال جلد از جلد شروع ہو اور ممکنہ طور پر اگلے ہفتے تک شروع ہو جائے۔ بھارت کی سینٹرل ڈرگ اسٹینڈرڈ کنٹرول آرگنائزیشن (سی ڈی ایس سی او) کے نمائندے نے اس حوالے سے کوئی بیان دینے سے گریز کیا، تاہم ان کے ماہرین نے رواں ہفتے اس حوالے سے دو مرتبہ ملاقاتیں کی ہیں۔ اس سے قبل برطانیہ اور ارجنٹینا نے

بقیہ 1 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

گوادر، چیونی نیشنل پارلیمنٹ کے صدر محمد علی حمید کی سربراہی میں وفد کا گوادر پورٹ کے دورے کے موقع پر گروپ فوٹو

لورالائی، آئی جی ایف سی بلوچستان (نارتھ) میجر جنرل فیاض حسین شاہ پرائٹ کے معائنہ کے موقع پر سلامی دے رہے ہیں

ایرانی کمانڈر کی امریکا میں دہشتگرد کارروائیوں کی دھمکی

ایران اب بھی جوابی کارروائی کے لیے تیار ہے، امریکی حملے میں جنرل قاسم سلیمانی کی ہلاکت ایران کو مزاحمت کے راستے سے ہرگز نہیں روک سکے گی، اسماعیل قاآنی

ایرانی وزیر خارجہ محمد جواد ظریف نے گذشتہ روز امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ الزام عائد کیا کہ وہ ایران پر حملے کے واسطے بہانے تلاش کررہے ہیں، ظریف نے باور کرایا کہ تہران پوری طاقت سے اپنا دفاع کرے گا

تہران (این این آئی) ایرانی پاسداران انقلاب کی القدس فورس کے کمانڈر اسماعیل قاآنی نے امریکا کی سرزمین پر دہشت گرد کارروائیوں کی دھمکی دی ہے۔ امریکی حملے میں جنرل قاسم سلیمانی کی ہلاکت ایران کو مزاحمت کے راستے سے ہرگز نہیں روک سکے گی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق قاآنی نے کہا کہ ایران اب بھی جوابی کارروائی کے لیے تیار ہے۔ وہ تہران یونیورسٹی میں قاسم سلیمانی کی برسی کے سلسلے میں منعقدہ ایک تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ قاآنی کے مطابق امریکا کی جانب سے سامنے آئے والی شرپسند حرکتوں سے القدس فورس کا راستہ اور مزاحمت ہرگز تبدیل نہیں ہو گی۔ ایرانی وزیر خارجہ محمد جواد ظریف نے گذشتہ روز امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ الزام عائد کیا کہ وہ ایران پر حملے کے واسطے بہانے تلاش کررہے ہیں۔ ظریف نے باور کرایا کہ تہران پوری طاقت سے اپنا دفاع

بقیہ 21 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

قاسم سلیمانی نے اسلحہ سے بھرے 10 جہاز غزہ بھیجے تھے، اسلامی جہاد

میزائل تیار کرنے کا منصوبہ ایران میں تربیت کے بعد غزہ کی پٹی کو بھیجا گیا تھا، سیکرٹری جنرل

مقبوضہ بیت المقدس (این این آئی) فلسطینی تنظیم اسلامی جہاد کے سیکرٹری جنرل زیاد النخالہ نے انکشاف کیا ہے کہ تمام کلاسک ہتھیار اور طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائل ایرانی پاسداران انقلاب کے قدس فورس کے سابق کمانڈر قاسم سلیمانی کے ذریعے غزہ کی پٹی پر پہنچے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق ایک میڈیا انٹرویو کے دوران النخالہ نے تصدیق کی کہ میزائل تیار کرنے کا

بقیہ 4 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

ٹک ٹاک اور انسٹاگرام کے حوالے سے گوگل کا بڑا اقدام

نیویارک (این این آئی) گوگل نے اپنے نئے فیچر کی آزمائش شروع کردی جس کے تحت ٹک ٹاک اور انسٹاگرام کی ویڈیوز ایپس کی بجائے اب گوگل پیجز پر ہی کھلیں گی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق ٹک ٹاک اور

بقیہ 3 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

مملکت میں تارکین وطن پر عائد ادائیگیاں سالانہ کے بجائے سہ ماہی بنیادوں پر کرنے پر غور

لیبر اصلاحات کے تحت کفیل کا نظام باقی نہیں رہے گا بلکہ اسے ایک سمجھوتے میں تبدیل کردیا جائیگا، حکام

ریاض (این این آئی) سعودی عرب میں انسانی وسائل اور سماجی ترقی کی وزارت میں لیبر پالیسیز کے ڈپٹی منسٹر انجینئر ہانی بن عبدالحسن المعجل نے بتایا ہے کہ تارک وطن کارکنان پر سرکاری ٹیکسوں اور محصولات کا معاملہ زیر غور ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق مکہ مکرمہ میں ایوان تجارت وصنعت کی جانب سے منعقد ایک ورک شاپ میں انہوں نے بتایا کہ غیر ملکی کارکنان پر سرکاری ادائیگیوں کے نظام کا

بقیہ 5 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

یہودی آبادکاروں نے نابلس میں زیتون کا باغ اجاڑ ڈالا

نابلس (این این آئی) قابض صیہونی فوج کی زیر سرپرستی یہودی آبادکاروں نے فلسطین کے مقبوضہ مغربی کنارے میں کے علاقے حارس میں الطائرات کے مقام پر ایک فلسطینی شہری کا زیتون کا باغ اجاڑ ڈالا جس کے نتیجے میں

بقیہ 6 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

قاسم سلیمانی کے قاتل روئے زمین پر محفوظ نہیں ہونگے، ایرانی چیف جسٹس

صدر ٹرمپ کو سخت انتقام کا نشانہ بنایا جائے گا، اب تک جو کچھ سامنے آیا ہے، وہ تو صرف اس کے اشارے ہیں

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ (امریکا) کے گھر کے اندر لوگ موجود ہوں اور وہ آپ کے جرم کا جواب دیں، خطاب

تہران (این این آئی) ایرانی عدلیہ کے سربراہ (چیف جسٹس) ابراہیم رئیسی نے خبردار کیا ہے کہ سپاہ پاسداران انقلاب کی القدس فورس کے مقتول کمانڈر قاسم سلیمانی کے قاتل روئے زمین پر محفوظ نہیں ہوں گے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق وہ تہران یونیورسٹی میں قاسم سلیمانی کی پہلی برسی کے موقع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ انھوں نے بھی ایران کی دوسری اعلیٰ قیادت کی طرح امریکا کے خلاف دھمکی آمیز بیانات جاری کیے اور کہا کہ

بقیہ 7 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

روس میں 20 ہزار سال پرانا برفانی دور کا گینڈا دریافت

یہ واقعی نایاب ہے کیونکہ یہ بہت جلدی گل سڑ جاتے ہیں، سائنس دان

ماسکو (این این آئی) سائنسدانوں نے کہا ہے کہ مشرقی سائبیریا میں مقامی لوگوں کو ہزاروں سال پہلے محفوظ ہوچکے ایک گینڈے کا جسم ملا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ گینڈا شمال مشرقی روس میں یاکوتیا کے ابی سکی علاقے میں برف کے میدان پگھلنے کی وجہ سے سامنے آیا ہے۔ اون سے ڈھکے اس گینڈے کے بیشتر اندرونی اعضا محفوظ ہیں جس کے بعد اس کا شمار اس خطے میں اب تک بہترین طریقے سے محفوظ ہوئے جانوروں میں ہونے لگا ہے۔ ماہرین اس گینڈے کا مزید مطالعہ کرنے کے لیے

بقیہ 10 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

سعودی عرب، بدعنوانی کے مقدمات میں سرکاری عہدے داران اور افسران زیر حراست

ان مقدمات کا تعلق دھوکہ دہی، جعل سازی، رشوت اور مالی خرد برد سے ہے، کنٹرول اینڈ اینٹی کرپشن اتھارٹی

ریاض (این این آئی) سعودی عرب میں کنٹرول اینڈ اینٹی کرپشن اتھارٹی (نزاہہ) نے اعلان میں بتایا ہے کہ حالیہ عرصے کے دوران بدعنوانی سے متعلق مقدمات میں ملوث ایک سابق مختار وزیر، افسران اور ذمے داران کو حراست میں لیا گیا۔ ان مقدمات کا تعلق دھوکہ دہی، جعل سازی، رشوت اور مالی خرد برد سے ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق نزاہہ کے ایک عہدے دار نے بیان میں بتایا کہ اتھارٹی نے مذکورہ عرصے میں متعدد فوجداری مقدمات شروع کیے اور ملوث افراد کے خلاف ضابطے کے اقدامات مکمل کیے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں 12 مقدمات کی تفصیلات جاری کی گئی ہیں۔ مقدمات میں ملوث جن افراد کو حراست

بقیہ 9 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، جمعیت علماء اسلام کے صوبائی امیر مولانا عبدالواسع، جے ٹی آئی کے مرکزی صدر ہدایت اللہ پیرزادہ، صوبائی صدر حافظ محمد حسن شہاب، شاہ زاہد مشوانی، نظام الدین خوستی اور دیگر جے ٹی آئی کے نمائندہ اجلاس سے خطاب کررہے ہیں

امریکا میں پاکستانی ڈاکٹر نے مریضوں کے 6 لاکھ 50 ہزار ڈالر کے بل معاف کردیے

نیو یارک (آن لائن) امریکا میں پاکستانی ڈاکٹر نے مریضوں کو کرسمس کا تحفہ دیتے ہوئے ان کے چھ لاکھ ڈالر سے زائد کے بل معاف کردیئے۔ امریکی میگزین نیوز ویک کے مطابق ڈاکٹر عمر عتیق نے 200 کینسر مریضوں

بقیہ 8 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

صیہونی شرپسندوں کے فلسطینی راہ گیروں اور گاڑیوں پر حملے

مقبوضہ بیت المقدس (این این آئی) قابض صیہونی حکام کی سرپرستی میں یہودی آبادکاروں نے گذشتہ روز مقبوضہ بیت المقدس اور غرب اردن میں کئی مقامات پر فلسطینی راہ گیروں اور فلسطینیوں کی گاڑیوں پر حملے کیے۔ سنگ باری کے دوران متعدد فلسطینی زخمی بھی ہوئے جنہیں ہلال احمر

بقیہ 12 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

سعودی عرب، قصیم صوبے میں پتھروں کے دور کی حجری دستی کلہاڑیاں دریافت

قصیم صوبے میں اس مقام کو مملکت کی سطح پر پتھروں کے دور کے ایک اہم مقام کے طور پر شمار کیا جاتا ہے، ماہرین

ریاض (این این آئی) سعودی عرب میں قومی اور تاریخی ورثے کی اتھارٹی کی ایک ٹیم کو قصیم صوبے میں واقع آثار قدیمہ کے مقام شعیب الادغم میں حجری اوزار (پتھروں سے بنے اوزار) ملے ہیں۔ ان حجری اوزاروں کا تعلق پتھروں کے قدیم دور کی آشولی تہذیب سے ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق مذکورہ اتھارٹی نے ایک اخبار بیان میں واضح کیا کہ دریافت ہونے والے حجری اوزار پتھروں سے بنی دستی کلہاڑیوں کی صورت میں ہیں جن کو بہت باریک بینی کے ساتھ نہایت درست شکل میں تیار کیا گیا۔ قصیم صوبے میں اس مقام کو مملکت کی سطح پر پتھروں کے دور کے ایک اہم مقام کے طور پر شمار کیا جاتا

بقیہ 11 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

سال 2020 میں عرب ملکوں کی صہیونی دشمن سے دوستی مہم میں تیزی

عرب لیگ نے متفقہ طور پر عرب امن فارمولے کی حمایت کی تھی مگر وقت کے ساتھ اب لیگ کا رویہ بھی بدل رہا ہے، رپورٹ

تل ابیب (این این آئی) 2020 میں اسرائیلی قابض ریاست کے ساتھ تعلقات میں ایک تاریخی تبدیلی دیکھنے میں آئی خاص طور پر سال کی دوسری ششماہی کے دوران عرب ملکوں کی صہیونی ریاست کے ساتھ دوستی کی مہم میں تیزی دیکھنے میں آئی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق سوڈان، متحدہ عرب امارات، بحرین اور مراکش نے اسرائیل کے ساتھ سرکاری تعلقات قائم کرنے کی منظوری کا اعلان کیا آخری تینوں ممالک نے پہلے ہی خاص طور پر اسرائیل کے ساتھ نام نہاد امن معاہدوں پر دستخط کردیئے ہیں۔ یہ اقدامات سعودی عرب کے 2002 میں شروع کردہ عرب امن اقدام کے خاتمے کے بالواسطہ اعلان کے طور

بقیہ 15 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

دنیا بھر میں کورونا وائرس سے 18 لاکھ 35 ہزار اموات، آٹھ کروڑ 43 لاکھ سے زائد متاثر

نیویارک (این این آئی) دنیا کا کوئی خطہ کورونا وائرس کی موذی وبا سے محفوظ نہیں، اس کے مریضوں اور اموات میں مسلسل اضافہ جاری ہے۔ دنیا بھر میں کورونا وائرس سے متاثرہ افراد کی تعداد 8 کروڑ 43 لاکھ 82 ہزار 650 تک جا پہنچی ہے جبکہ اس موذی وائرس سے ہلاکتیں 18 لاکھ 35 ہزار 399 ہوگئیں۔ کورونا وائرس کے دنیا بھر میں 2 کروڑ 29 لاکھ 4 ہزار

بقیہ 14 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

سانتا کلاز کے تحائف سے کرونا پھیلنے لگا، اولڈ ہوم میں 26 افراد ہلاک

تحفے بانٹنے والا رضا کار اس وقت وائرس میں مبتلا تھا، ہلاکتیں کیئر ہوم اور تحائف بانٹنے والی تنظیم کی غفلت کا نتیجہ قرار

برسلز (این این آئی) بیلجیم کے ایک اولڈ ہوم میں سانتا کلاز نے وہاں کے مکینوں میں، جہاں تحائف بانٹے، وہاں مبینہ طور پر کورونا وائرس بھی پھیلا دیا۔ اس واقعے کے بعد وہاں مہلک کورونا وائرس سے چھبیس افراد ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ پچاسی بیمار ہیں۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق دسمبر میں بیلجیم کا ایک رضا کار سانتا کلاز کے روپ میں وہاں کے بزرگ مکینوں کی دلجوئی کے لیے تحفے بانٹنے آیا لیکن اس تقسیم کے بعد اسی نرسنگ ہوم میں کورونا وائرس کی جان لیوا بیماری کووڈ انیس پھیل گئی۔ کووڈ انیس کی بیماری سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد چھبیس ہے اور بقیہ کئی افراد شدید علیل ہیں۔ اس کی ابھی حتمی تصدیق نہیں ہو

بقیہ 13 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

چمن سرحد پر ونگ کمانڈر کرنل سلمان کی جانب سے غریب عوام میں لنگر تقسیم کیا جارہا ہے

ایران یورینیم کو 20 فی صد تک افزودہ کرنا چاہتا ہے، آئی اے ای اے

ادارے کے ڈائریکٹر جنرل رافال گراسی نے بورڈ آف گورنرز کو ایران کے ارادے کے بارے میں آگاہ کردیا، ایرانی سفیر

ایران نے دسمبر کے اوائل میں قانون سازی کے ذریعے یورینیم کو افزودہ کرنے کے لیے اضافی اور جدید سینٹری فیوجز مشینیں نصب کرنے کا اعلان کیا تھا

ویانا (این این آئی) ایران نے اقوام متحدہ کے تحت جوہری توانائی کے عالمی ادارے (آئی اے ای اے) کو مطلع کیا ہے کہ وہ یورینیم کو 20 فی صد تک افزودہ کرنا چاہتا ہے۔ ایران جولائی 2015 میں چھ عالمی طاقتوں کے ساتھ جوہری سمجھوتا طے کرتے وقت 20 فی صد تک یورینیم کو افزودہ کررہا تھا لیکن اس وقت وہ 4.5 فی صد تک یورینیم کو افزودہ کررہا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق آئی اے ای اے میں متعین روسی سفیر میخائل علیانوف نے ایک ٹویٹ میں کہا کہ ادارے کے ڈائریکٹر جنرل رافال گراسی نے بورڈ آف گورنرز کو ایران کے ارادے کے بارے میں آگاہ کردیا کہ وہ یورینیم کو 20 فی صد تک افزودہ کرنا چاہتا ہے، ویانا سے تعلق رکھنے والے ایک سفارت کار نے بھی اس امر کی تصدیق کی کہ آئی اے ای اے کے رکن ممالک میں اس ضمن میں ایک رپورٹ تقسیم کی گئی ہے لیکن انھوں

بقیہ 16 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، ایرانی قونصل جنرل حسن درویش وند میتھوڈسٹ چرچ کوئٹہ میں پادری سائمن بشیر کو نئے سال کی مبارکباد دے رہے ہیں

فلسطینی مصالحت کے لیے دوبارہ کوششیں کررہے ہیں، اسماعیل ھنیہ

دوحا (این این آئی) اسلامی تحریک مزاحمت حماس کے سیاسی شعبے کے سربراہ اسماعیل ھنیہ نے کہا ہے کہ ان کی جماعت فلسطینی دھڑوں میں قومی مصالحت کا عمل آگے بڑھانے کے لیے دوبارہ کوششیں کررہی ہے۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق اسماعیل ھنیہ نے ایک بیان میں کہا کہ حماس نے فلسطینی دھڑوں میں صلح اور مفاہمت کے لیے دوبارہ کوششیں شروع کی ہیں تاکہ قومی مصالحت کا تعطل کا شکار ہونے والا عمل دوبارہ آگے بڑھایا

بقیہ 26 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

ایرانی سیاسی قیادت امن اور عسکری لیڈر جنگ کی دھمکیاں دینے میں مصروف

جس نے بھی قاسم سلیمانی کو مارا اسے اصل انتقام کا انتظار کرنا چاہیے، ایرانی عدلیہ کے سربراہ ابراہیم رئیسی

تہران (این این آئی) ایرانی پاسداران انقلاب کی قدس فورس کے سابق کمانڈر قاسم سلیمانی کے قتل کی برسی کے موقع پر ایرانی عہدیداروں کے بیانات میں کھلا تضاد پایا جا رہا ہے۔ ایک طرف ایران کی سیاسی قیادت ہے جو مسلسل امن کی مالا جپتی دکھائی دیتی ہے اور جنگ سے گریز کی باتیں کرتی ہے جب کہ دوسری طرف ایران کی عسکری قیادت بڑھ چڑھ کر جنگ کی باتیں کرتی اور خطے میں ایران مخالف قوتوں اور امریکیوں کو للکار رہی ہے۔ عرب ٹی وی کے مطابق ایرانی پاسداران انقلاب کے سربراہ حسین سلامی نے کہا کہ انتقام لینا جاری ہے اور یہ ایک نقطے تک محدود نہیں ہے۔ انہوں نے قاسم سلیمانی کے قتل کا سخت بدلہ لینے کے اپنے سابقہ عزم کا اعادہ کیا۔ ایرانی قدس فورس کے کمانڈر اسماعیل قاآنی نے امریکا کے اندر اہداف کو نشانہ بنا کر سلیمانی کا بدلہ لینے کی دھمکی دی۔ ایرانی سپریم لیڈر کے فوجی مشیر حسین دہقان نے کہا کہ خطے میں تمام

بقیہ 25 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

اسرائیلی پابندیوں میں تین ہزار فلسطینیوں کی مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کی ادائیگی

صیہونی فورسز نے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر ناکے لگا کر فلسطینیوں کی آمد ورفت بند کررکھی تھی، فلسطینی جانی

مقبوضہ بیت المقدس (این این آئی) اسرائیلی فوج اور پولیس کی طرف سے عاید کردہ کڑی پابندیوں میں تین ہزار فلسطینی مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ میں جمعہ کی نماز ادا کی ہے۔ اس موقع پر اسرائیلی فوج کی بھاری نفری نے پرانے بیت المقدس، مسجد اقصیٰ کے اطراف اور شہر میں تمام سڑکوں کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ کرونا وبا کی آڑ میں فلسطینیوں کو مسجد اقصیٰ کی طرف آنے سے روکا گیا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق پرانے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے تمام داخلی اور خارجی راستوں کے قریب اسرائیلی پولیس نے جگہ جگہ ناکے لگا کر فلسطینیوں کی آمد ورفت بند کررکھی تھی۔ اسرائیلی فوج اور پولیس کی پابندیوں کے باوجود تین ہزار فلسطینی مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کے لیے پہنچنے میں کامیاب رہے۔ اسرائیلی فوج مسجد اقصیٰ میں آنے والے شہریوں

بقیہ 18 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

نئی دہلی میں سردی کا 15 سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا

نئی دہلی (این این آئی) دارالحکومت نئی دہلی میں سردی کا 15 سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا، نئی دہلی میں درجہ حرارت 1.1 ڈگری سینٹی گریڈ تک گر گیا۔ بھارتی ٹی وی کے مطابق بھارتی محکمہ موسمیات کا کہنا تھا کہ شہر کا درجہ حرارت ریکارڈ کرنے والی صفدر جنگ آبزرویٹری کے مطابق نئی دہلی میں ایسی شدید سردی 8 جنوری 2008 کو ریکارڈ کی گئی تھی۔ اس وقت شہر کا درجہ حرارت 2.4 ڈگری سینٹی گریڈ تک گر گیا تھا، اب یکم جنوری 2021 کی سردی نے اس

بقیہ 17 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

راولپنڈی، وفاقی وزیر غلام سرور خان پریس کانفرنس سے خطاب کررہے ہیں

سعودی عرب کی میزبانی میں خلیج سربراہ اجلاس باعث یکجہتی ہوگا، امیر کویت

العلا میں منعقد ہونے والا خلیج سربراہ اجلاس خلیجی ملکوں کی صفوں میں یکجہتی کے فروغ کا باعث بنے گا، بیان

ان کا مقصد سعودی عرب کی میزبانی میں سربراہ کانفرنس کو کامیاب بنانا ہے، امیر کویت کا وزیر خارجہ کے خلیجی ممالک کے دورے کے نتائج پر اطمینان کا اظہار

کویت سٹی (این این آئی) امیر کویت الشیخ نواف الاحمد الجابر الصباح نے کہا ہے کہ انہیں سعودی عرب کی میزبانی میں پانچ جنوری کو ہونے والے خلیج تعاون کونسل کے اجلاس سے بہت سے توقعات وابستہ ہیں۔ العلا میں منعقد ہونے والا خلیج سربراہ اجلاس خلیجی ملکوں کی صفوں میں یکجہتی کے فروغ کا باعث بنے گا۔ عرب ٹی وی کے مطابق امیر کویت نے ایک بیان میں کہا کہ سعودی عرب کے تاریخی شہر العلا میں خلیجی ممالک کے سربراہ اجلاس کے انعقاد کا مقصد خلیجی ملکوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کو فروغ دینا اور خطے کو درپیش چیلنجز کا مل کر مقابلہ کرنا ہے۔ گذشتہ روز قصر بیان میں کویت کے وزیر خارجہ الشیخ احمد ناصر المحمد الصباح نے امیر کویت سے ملاقات کی۔ ملاقات میں وزیر خارجہ نے خلیجی ملکوں کے دورے کے نتائج اور کونسل کے رکن ممالک کو امیر کویت کی طرف سے بھیجے گئے

بقیہ 24 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

مقبوضہ فلسطین میں فلسطینی تعمیرات پر نظر رکھنے کا اسرائیلی منصوبہ

یہودی کونسلوں کو فلسطینیوں کی تعمیراتی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے جدید نقد رقم بھی فراہم کی جائے گی

اسرائیلی وزیر آبادکاری تیاری ہینگبی نے دعوی کیا کہ اس اقدام کا مقصد سیکٹر سی کو فلسطینیوں کے غیر قانونی کنٹرول سے بچانا ہے

مقبوضہ بیت المقدس (این این آئی) اسرائیلی وزارت برائے ہاؤسنگ و آبادکاری نے مقبوضہ مغربی کنارے کے سیکٹر سی فلسطینیوں کی تعمیراتی سرگرمیوں کی نگرانی کے لیے ایک نیا منصوبہ تیار کیا ہے۔ اس منصوبے کے لیے 20 ملین شیکل کی رقم مختص کی گئی۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق وزارت ہاؤسنگ نے مغربی کنارے میں آباد کاری کونسلوں کو مالی مدد دینے کے لیے متعدد معیارات طے کیے ہیں۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے 20 ملین شیکل مختص کیے گئے ہیں۔ اس منصوبے کا مقصد فلسطینی تعمیراتی کاموں کی تصویر کشی، نگرانی کرنا اور نگرانی کے لیے یہودی کونسلوں کو گاڑیاں، بغیر پائلٹ ڈرون، اور الیکٹرانک آلات فراہم کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہودی کونسلوں کو فلسطینیوں کی تعمیراتی سرگرمیوں پر نظر رکھنے کے لیے جدید نقد رقم بھی فراہم کی جائے گی۔

بقیہ 19 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

ایرانی مذہبی رہنما آیت اللہ محمد تقی انتقال کر گئے

آیت اللہ تقی 2005 سے 2013 تک سابق صدر احمدی نژاد کے روحانی مشیر رہے، رپورٹ

تہران (این این آئی) ایران کے قدامت پسند مذہبی رہنما آیت اللہ محمد تقی 85 برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ آیت اللہ محمد تقی مصباح معدے کے عارضے میں مبتلا تھے۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق آیت اللہ تقی 2005 سے 2013 تک سابق صدر احمدی نژاد کے روحانی مشیر بھی رہے۔ آیت اللہ محمد تقی مصباح یزدی 1934 میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم کے بعد 1947 میں وہ اپنے ایک رشتہ دار شیخ احمد آخوندی سے متاثر ہو کر دینی تعلیم کے لیے مدرسہ علمیہ شفیعیہ میں داخلہ لیا اور حوزہ کے مقدمات کو یزد میں پڑھا۔ آیت اللہ تقی نے حوزہ کے رسمی دروس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم جیسے فزکس (طبیعیات)، (کیمسٹری) کیمیا، (فیزیالوجی) فعلیات (اور فرنچ زبان کو بھی مختلف رشتی نامی ایک عالم سے پڑھتے رہے

بقیہ 22 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

یمن میں شادی کی تقریب حوثی ملیشیا کی بربریت کا نشانہ، پانچ خواتین ہلاک

صنعاء (این این آئی) یمن میں باغی حوثی ملیشیا نے وحشیانہ قتل وغارت کا نیا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ واقعہ الحدیدہ شہر کے جنوبی حصے میں پیش آیا۔ عرب ٹی وی کے مطابق شہر میں ایئرپورٹ روڈ پر واقع المنصور ہال میں شادی کے حوالے سے خواتین کی ایک تقریب جاری تھی۔ اس دوران حوثی ملیشیا کی جانب سے داغا گیا توپ کا گولہ مذکورہ ہال کے نزدیک گرا۔ اس کے نتیجے میں 5 خواتین جاں بحق اور 7 افراد زخمی ہوگئے۔ زخمیوں میں 4 خواتین اور 3 بچے شامل ہیں۔ یمنی مشترکہ فورسز کے عسکری میڈیا کے مطابق یہ گولہ الحدیدہ شہر کے مشرق میں

بقیہ 23 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کراچی، وفاقی وزیر اعجاز احمد شاہ سے ایرانی نیوز ایجنسی کے کارکن ملاقات کررہے ہیں

ہڑتال کی کال کامیاب بنانے پر حریت کانفرنس کا کشمیریوں کا شکریہ

سرینگر (این این آئی) بھارت کے غیر قانونی زیر قبضہ جموں وکشمیر میں کل جماعتی حریت کانفرنس نے کہا ہے کہ کشمیریوں نے بھارتی فوجیوں کی طرف سے بیگناہ کشمیری نوجوانوں کے جعلی مقابلوں میں قتل کیخلاف جمعہ کو مکمل ہڑتال کرکے بھارت کے ساتھ ساتھ عالمی برادری پر بھی ایک مرتبہ پھر واضح کردیا ہے کہ انہیں ظلم و جبر کے ذریعے

بقیہ 20 صفحہ نمبر 5 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، ڈپٹی ڈائریکٹر پی ڈی ایم اے فیصل طارق، اسسٹنٹ کمشنر حمیرا بلوچ دشت مارگٹ، مارواڑ میں ریلیف آپریشن میں شریک ہیں

روزنامہ امروز کوئٹہ

ایڈیٹر وپبلشر عبدالحکیم نے قلات پرنٹنگ پریس پٹیل روڈ کوئٹہ سے چھپوا کر دفتر روزنامہ امروز آفس نمبر TF-02 تیسری منزل اینگل پلازہ، اینگل روڈ، کوئٹہ سے شائع کیا

فون:2835212 فیکس:2835212

ای میل imroz.ad@gmail.com

پولیو کا مکمل خاتمہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے اطلاعات محترمہ بشریٰ رند نے کہا ہے کہ حکومت بلوچستان پویو کے مکمل خاتمہ کے لئے پرعزم ہے۔ پولیو جیسے موذی مرض کو تقریباً پوری دنیا میں شکست دی جاچکی ہے۔ ہمارے ملک میں تاحال اس موذی مرض کے متعدد کیسز سامنے آرہے ہیں جو قابل تشویش ہے۔ پولیو کی ایک ویکسین تقریباً 3 ہزار روپے میں آتی ہے۔ جو عوام کو بلا معاوضہ ان کی دہلیز پر مہیا کی جارہی ہے۔ عوام کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ انسداد پولیو ٹیموں کے ساتھ تعاون کو یقینی بنائیں، تاکہ صوبے اور پورے ملک سے مہلک مرض کا خاتمہ ہوسکے۔ وزیراعلیٰ جام کمال کان کی واضح ہدایت ہے کہ پولیو کے خاتمے کے لئے تمام تر اقدامات کیئے جائیں، اس تناظر میں جب بھی پولیو کے انسداد کی مہم شروع کی جائے ہر طبقہ فکر اپنی سطح پر مکمل معاونت کرے۔ والدین اپنے بچوں کو قطرے پلانے کے لئے ورکرز کے ساتھ تعاون کرے۔

بلوچستان کی سرحد افغانستان کے ساتھ ملتی ہے۔ پولیو کا مرض افغان سرزمین پر بھی موجود ہے۔ افغانستان میں بدامنی کی وجہ سے پولیو کے خلاف مہم کو زیادہ موثر انداز نہیں چلایا جاسکا۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں اس بیماری کے کیسز زیادہ پائے جاتے ہیں۔ سرحد پار سے بھی پولیو کے مریض بلوچستان اور دیگر پاکستانی علاقے میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ صوبے میں سال 2020 میں پولیو کے متعدد کیسز سامنے آئے، گزشتہ ہفتے بھی ایک کیس رپورٹ ہوا۔

عالمی ادارہ صحت کی انتھک کوششوں سے دنیا میں پولیو کی بیماری ختم ہوچکی ہے۔ صرف پاکستان اور افغانستان میں ابھی تک مہلک مرض موجود ہے۔ چند سال قبل صوبہ اور ملک میں پولیو کے کیسز میں نمایاں کمی ریکارڈ کی گئی، توقع تھی کہ یہ بیماری مکمل طور پر ختم ہوجائے گی، لیکن دو سالوں سے پولیو کے درجنوں نئے کیسز کا ظاہر ہونا انتہائی تشویشناک امر ہے، کورونا کے باعث بھی انسداد پولیو کی مہمات متاثر ہوئیں تقریباً 10 ماہ تک کام نہیں ہوسکا۔ اب حکومت نے پولیو کے خاتمہ کے لئے مہم کو تیز کرنے کی پلاننگ کی ہے۔

ہمارے معاشرے میں ایسے گروہ جماعتیں اور تنظیمیں موجود ہیں، جو عوامی مفاد کے کاموں پر بھی سیاست چمکانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ولیو کے مہلک مرض بارے بھی بے بنیاد پروپیگنڈہ کیا گیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض علاقوں میں انسداد پولیو کی ٹیموں پر حملے ہوئے، جن میں درجنوں رضا کار ورکرز اور سکیورٹی اہلکار جاں بحق وزخمی ہوئے، حکومت سکیورٹی انتظامات کو بہتر بنانے پر خصوصی توجہ مرکوز کر رہی ہے۔ یہ تذکرہ ضروری ہوگا کہ والدین بھی کچھ علاقوں میں اپنے بچوں کو ویکسین کے قطرے پلوانے سے انکاری ہیں، کیونکہ وہ گمراہ کن پروپیگنڈہ کا شکار ہوچکے ہیں۔

مقامی اخبارات نے ہمیشہ حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے اور عوامی بہبود کے کاموں کی تکمیل میں معاونت فراہم کی ہے۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ لوکل اخبارات و جرائد کی سرکاری سرپرستی کا فقدان رہا ہے۔ مقامی اخبارات کا حلقہ قارئین، صوبے کے دور دراز علاقوں پر محیط ہے۔ جہاں عوام کو پولیو کے مرض بارے آگاہی دینے میں یہ اخبارات موثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ ہم صوبائی حکومت سے یہ کہنا چاہیں گے کہ انسداد پولیو مہم کی افادیت بارے عوام میں شعور پیدا کرنے کے لئے لوکل میڈیا کے ذریعے بھرپور مہم چلائی جائے، اس ضمن میں علماء کرام، قبائلی عمائدین اور اساتذہ کا کردار بھی اہمیت رکھتا ہے۔ ہم والدین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے پھول جیسے بچوں کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے ضرور پلوائیں تاکہ انہیں عمر بھر کی معذوری سے محفوظ رکھا جاسکے۔

انتہا پسندی، ماضی کی مہربانیوں کا ہے یہ فیض

اویس توحید

رات کے بارہ بجنے کو ہیں، کراچی کے سی ویو میں میرے فلیٹ کے سامنے سمندر کے ساتھ ساتھ سڑک پر ہزاروں نوجوان گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں پر سوار، اونچی موسیقی اور پٹاخوں کی آوازوں کے درمیان، ہوائی فائرنگ میں مصروف، نئے سال کی آمد کی خوشی میں بے خود ہیں اور میلے کا ساسماں ہے۔

مگر گزرتا ہوا سال رخصت ہوتے ہوتے انتہا پسندی کا ایک اور داغ دے کر چلا گیا۔

خیبر پختونخوا کی خشک اور بنجر پہاڑیوں کے دامن میں واقع علاقے کرک میں سینکڑوں شدت پسند، ڈنڈوں اور لوہے کی سلاخوں سے لیس، نعرے کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دے، مظاہرین کی ہیجانی کیفیت، کچھ ہی دیر میں ہندو برادری کے مقدس مندر اور سمادھی پر حملہ، توڑ پھوڑ، آگ کے شعلے بلند ہونا شروع۔ مظاہرین کی قیادت مقامی انتہا پسند مذہبی شخصیات کے ہاتھوں۔ کشیدگی، سخت تنقیدی ردعمل، گرفتاریاں اور درجنوں کے خلاف مقدمات درج لیکن اس واقعے نے ہماری ریاست کے دامن کو بدنامی کی چھینٹوں سے داغدار ضرور کیا۔

لگ بھگ سو برس پرانی کرک کے قصبہ ٹیڑی میں ہندو برادری کی اس مقدس عبادت گاہ پر حملہ ملک میں کئی دہائیوں سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کی عکاسی کرتا ہے۔

چند برس قبل میرے آبائی شہر لاڑکانہ میں شدت پسندوں نے ہندو برادری کے ایک فرد پر قرآن شریف کی توہین کے الزام میں ایک مندر پر حملہ کر دیا تھا۔ مندر کی عمارت سے بلند ہونے والے شعلوں اور مورتیوں کے ٹکڑوں اور لاٹھیوں سے لیس شدت پسندوں کی تصاویر دیکھ کر ذہن حقیقت تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔

میرا بچپن، لاڑکانہ میں اپنے محلّہ میں ہندو برادری کے دوستوں کے ساتھ ہولی، دیوالی اور عید کے تہوار منانا، اپنے حویلی نما آبائی گھر ''لکھپت بھون'' کے سامنے محرم کے ایام میں شربت کی سبیلیں لگانا۔ غرض مذہب، عقیدہ مختلف لیکن ساتھ زندگی گزارنے میں کبھی فرق محسوس نہیں ہوا۔

پاکستان کی ہندو برادری کی اکثریت سندھ میں ہی آباد ہے، صدیوں کا ساتھ، شاہ لطیف بھٹائی اور سچل سرمست کے مذہبی رواداری اور تصوف کے بھائی چارے کے پیغام میں رچے بسے۔

حیدرآباد شہر سے کچھ فاصلے پر واقعہ اڈیرو لال کی درگاہ، احاطے میں مندر اور مسجد دونوں موجود ہیں، اور سندھ میں مسلمان اور ہندو مذہبی رواداری کی عکاس ہے۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد ہندوستان اور پاکستان کے لاکھوں خاندانوں کی ہجرت سے نئے تشکیل شدہ معاشروں پر اثرات تو مرتب ہوئے لیکن سندھ میں بسنے والی مقامی مسلم اور ہندو آبادی کے رہن سہن اور بھائی چارے پر کوئی خاص اثر نہ پڑا۔ لیکن آہستہ آہستہ تبدیلیاں رونما ہونے لگیں۔ بالخصوص جنرل ضیا کے دور میں جب مذہبی انتہا پسند گروہوں کو ریاستی سرپرستی کی چھتری کے سایہ تلے پناہ گاہیں فراہم ہوئیں۔

ایودھیا میں بابری مسجد کے انہدام کے بعد ملک بھر میں مندروں پر حملے بھی دیکھنے میں آئے اور ہندو خاندانوں کی انڈیا منتقلی کا رجحان بھی۔ انہی دنوں کرک کا یہ مندر اور سمادھی بھی شدت پسندوں کی لپیٹ میں آیا تھا۔

مندر پر حملہ ہو یا عیسائیوں کے کسی چرچ پر، یا احمدی فرقے کی عبادت گاہ پر، ملک کی سول سوسائٹی کے اراکین جنہیں ''سائیلنٹ میجارٹی'' کہا جاتا ہے، ہمیشہ اقلیتوں کے ساتھ یکجہتی کے لیے آواز بلند کرتے ہیں لیکن بدقسمتی سے شاید خود ایک اقلیت میں بدلتے جا رہے ہیں۔

حکومتیں ہوں یا سیاسی جماعتیں یا ادارے ہمیشہ اقلیتوں کے خلاف حملوں کی مذمت کرتے ہیں لیکن شاید ماضی کی پالیسیوں کی غلطیوں کا ازالہ کر کے ہی کفارہ ممکن ہو۔

جنرل ضیاء□ کے دور میں انتہا پسندی کے جو بیج بوئے گئے تھے وہ نائن الیون کے بعد خودرو پودوں اور درختوں میں تبدیل ہوگئے اور ان کی جڑوں نے معاشرے کو تہہ در تہہ جکڑ رکھا ہے۔

بعض حلقے ماضی کے اس بوجھ کو ہٹانا ریاست کے لیے ایک دشوار ترین اور صبر آزما مرحلہ قرار دیتے ہیں، کیونکہ یہ انتہا پسند گروہ معاشرے کے مختلف طبقات میں تہہ در تہہ سرایت کر چکے ہیں اور کافی اثر رسوخ بھی رکھتے ہیں۔ اس نکتہ میں وزن ضرور ہے۔ مثلاً جہادی تنظیم لشکر طیبہ نے اپنا نام تبدیل کر کے جماعت الدعوۃ رکھ لیا تھا۔ کچھ اپنے مدارس کے نیٹ ورک اور ان میں طلبا کی طاقت سے لیس ہیں۔ بعض فرقہ واریت کا پرچار رکھنے والے گروہ بھی ہیں اور خیال یہی کیا جاتا ہے کہ برسہا برس سے پاکستان سعودی عرب اور ایران کی پراکسی وار کا میدان مشق ہے۔ جس طرح ماضی میں افغانستان کبھی پاکستان کے لیے میدان جنگ رہا ہے۔

پھر کالعدم تحریک طالبان کے مختلف گروہ یا عناصر جنہوں نے اپنی عسکریت کا رخ پاکستان کے اہداف کی طرف کر لیا اور بقول سکیورٹی ذرائع سرحد پار افغانستان میں پناہ گاہیں بنائی ہوئی ہیں۔

ماضی کی غلطیوں کا بوجھ کیسے ہٹایا جائے۔ کبھی ارادے یقین میں بدلتے نظر آتے ہیں لیکن پھر پالیسیوں کے تضادات کا گرہن ان گروہوں کے خاتمہ کے منصوبوں پر حاوی ہوجاتا ہے۔ کبھی ''زیرو ٹالیرنس کی پالیسی'' کا منترا، کبھی جہادیوں کو ''قومی دھارے'' میں لانے کی بحث اور کبھی شدت پسند اور عسکریت پسندوں کے ساتھ معاہدوں کی مصالحت پسند پالیسیاں۔ خود بھی کنفیوز اور عوام بھی کنفیوژن کا شکار جبکہ مغربی دنیا آپ کی جھولی کو اپنے اعتماد کے فقدان کے وزن سے بھاری کرتی رہتی ہے۔

کسی معاہدے سے کوئی انتہا پسند جماعت کس طرح طاقت حاصل کرتی ہے، حالیہ برسوں میں اس کی مثال تحریک لبیک ہے۔ 2017ء میں تحریک لبیک کے فیض آباد دھرنے نے اسلام آباد اور راولپنڈی کے کاروبار زندگی کو مفلوج کر دیا تھا۔ بالآخر معاہدہ طے پایا۔ اس وقت نون لیگ کی حکومت کے وزیر قانون زاہد حامد کو مستعفی ہونا پڑا۔ حکومت کے وزرا کے ساتھ معاہدے میں فوج نے فریق کا کردار ادا کیا۔

جب مظاہرین چھٹ رہے تھے، سوشل میڈیا پر ایک وڈیو وائرل ہوئی، جس میں اس وقت کے پنجاب رینجرز کے سربراہ میجر جنرل حیات مظاہرین میں رقم تقسیم کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ ''آپ کے لیے یہ ہمارا تحفہ ہے''، یونیفارم میں جنرل صاحب کہتے ہوئے سنائی دیے۔

معاہدے میں آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ اور ان کی ٹیم کی کاوشوں کا شکریہ ادا کیا گیا کہ ''انھوں نے قوم کو ایک بہت بڑے سانحے سے بچالیا''۔

معاہدہ پر اس وقت کے آئی ایس آئی کے سینئر افسر جنرل فیض حمید کے دستخط موجود ہیں، جو اب اس ایجنسی کے سربراہ ہیں۔

خادم رضوی اور ان کے ہزاروں کارکنان لوٹ تو گئے لیکن کچھ ماہ بعد ملک میں 2018ء کے انتخابات میں پنجاب اور سندھ میں کافی ووٹ حاصل کیے اور ایک انتہا پسند جماعت سیاسی قوت بن گئی۔

کچھ ماہ قبل پھر تحریک لبیک کے اسلام آباد اور پنڈی میں فرانس میں گستاخانہ کارٹون کی اشاعت اور فرانسیسی صدر کے بیان پر احتجاج اور دھرنا دیا گیا۔ اس دھرنے کا اختتام بھی معاہدے پر ہوا ہے۔ جس کی تشہیر تحریک لبیک نے سوشل میڈیا پر خوب کی۔ وعدے وعید پورے ہوں یا نہیں، معاہدوں سے اس طرح کے جتھوں کی انتہا پسندی کو فروغ ملتا ہے۔

ماضی میں معاہدوں کی ایک تاریخ ہے۔ جنوبی وزیرستان کا طالبان کمانڈر نیک محمد ہو کہ جسے شکئی میں پشاور کے کور کمانڈر جنرل صفدر حسین نے معاہدے کے بعد ہمارے سامنے پھولوں کے ہار پہنائے، شمالی وزیرستان کا کمانڈر گل بہادر ہو یا سوات کا صوفی محمد، ان معاہدوں سے حکومت اور ریاست کمزور ہوتی ہے اور انتہا پسند طاقتور۔ معتدل اور روشن خیال تو تیں تو ویسے ہی اس ملک میں ''فاشسٹ لبرل'' کے طعنے برداشت کرتی ہیں۔

انتہا پسندوں کے بیانات ہوں یا شدت پسندوں کے اقلیتوں کی عبادت گاہوں پر حملے، ملک کی چاہے پالیسیاں بدل رہی ہوں، امیج کو داغدار کرتے ہیں۔

مرحوم خادم رضوی کا اپنی وفات سے قبل دھمکی آمیز بیان ابھی تک ذہن میں گونج رہا ہے، ''تمہارے باپ کا ملک ہے، ہماری مرضی جہاں سی ریلی نکالیں اور جب مرضی ختم کریں۔''

ہم زیرلب یہی جملہ ادا کر سکتے ہیں کہ ماضی کی مہربانیوں کا ہے یہ فیض۔

مذہبی فکر پر زمانے کی سائنس اور فلسفہ کے اثرات

احمد سرفراز

ہر زمانہ اپنا علم لے کر آتا ہے۔ علم حاصل کرنے کے جتنے بھی بنیادی ذرائع ہیں ان سب میں انسانی حواس کا کسی نہ کسی درجے میں عمل دخل ہوتا ہے۔

اہل علم ان ذرائع کو استعمال میں لاکر کائنات کے رازوں پر سے پردہ اٹھاتے رہے ہیں۔ تاریخ میں ایسے لوگ بہت کم ہوئے ہیں، جو مختلف ذرائع علم کے بیک وقت ماہر رہے ہوں اور انہوں نے اپنی تحقیقات میں ایک سے زیادہ حصول علم کے ذرائع کو استعمال میں بھی لایا ہو۔

لیکن ہر دور اور ہر مذہب میں ایسے ماہرین پیدا ہوتے رہے ہیں جو اپنے مذہب کو زمانے کی موجودہ سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں بیان کرتے رہے ہیں۔ کسی بھی زمانے کی سائنسی اور فلسفیانہ فکر کو معیار عقل مان کر کسی بھی مذہب کے بنیادی عقائد اور تعلیمات کو اس زمانے کی سائنس اور فلسفہ کے مطابق اگر بیان کیا جائے تو اسے اس ''مذہب کی سائنسی یا فلسفیانہ تشکیل جدید'' کہا جاتا ہے۔

معلوم تاریخ میں ایک یہودی عالم، فلو جوڈیس پہلا شخص تھا جس نے افلاطون کے فلسفیانہ فکر کو معیار عقل مانتے ہوئے یہودیت کو اس کے ساتھ ہم آہنگ ثابت کرنے کی باقاعدہ کوشش کی۔ فلو یہودیت کو صداقت کا الہامی اور افلاطونی فلسفے کو صداقت کا عقلی ورشن سمجھتا تھا۔ فلو کی اس کاوش کو ہم 'مذہبی فکر کی فلسفیانہ تشکیل' کہہ سکتے ہیں۔ اس طرح فلو تاریخ فلسفہ میں مذہب کی عقلی تشکیل کے رجحان کا بانی قرار پاتا ہے۔ بعد میں جب مذہب کی عقلی تشکیل کا مسئلہ عیسائی علماء کو درپیش آیا تو انہوں نے بھی فلو کا ہی انداز اپنایا اور اس طرح تثلیث کا نظریہ وجود میں آیا۔

ٹالمی (بطلیموس 100-168ء) کا فلکیاتی ماڈل، ابن سینا (980-1037ء) کے زمانے کی سائنس تھی۔ بطلیموس کا تصور کائنات، جو نو آسمانوں پر مشتمل تھا اور جس کے مرکز میں زمین واقع تھی، کم وبیش 1400 سال تک سائنسی نظریہ کائنات کی حیثیت سے رائج رہا۔ ابن سینا قرآن کو صداقت کا الہامی اور فلسفہ ارسطو اور بطلیموس کے سائنسی فلکیاتی ماڈل کو صداقت کا عقلی ورشن سمجھتا تھا۔ اس طرح الفارابی اور ابن سینا نے اپنے زمانے کی سائنس اور افلاطون اور ارسطو کے فلسفیانہ نظاموں کو معیار عقل کے طور پر قبول کر کے اسلام کے مذہبی فکر کی تشکیل جدید کی تا کہ اسلام اور فلسفہ وسائنس میں مطابقت ثابت کر کے اسلام کو عقلی مذہب ثابت کیا جاسکے۔

گیلیلیو، کوپرنیکس اور کپلر کی تحقیقات سے استفادہ کرتے ہوئے نیوٹن نے 1687ء میں اپنا تصور کائنات پیش کیا۔ نیوٹن کے تصور کائنات نے، کائنات کو ایک مشین کی طرح تصور کیا جس میں تمام واقعات قوانین فطرت کے مطابق وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ کائنات میں مافوق الفطرت واقعہ ممکن نہیں تھا۔ اس کے زیر اثر نیچرل ازم کے فلسفے کو فروغ حاصل ہوا۔ نیوٹن کے تصور کائنات میں خدا کا کوئی رول نہیں تھا اور نہ عبادت، دعا، التجا، مناجات، معجزات اور الوہی ایڈمنسٹریشن کی کوئی گنجائش تھی۔

جب نیوٹن کی سائنس کے وارثوں نے ہندوستان فتح کیا اور محکوموں کے عقائد کو چیلنج کیا۔ تو ان حالات میں سرسید احمد خان (1817-1898ء) زمانے کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کی مدد اور رہنمائی کے لئے آگے بڑھے۔ نیوٹن کا میکانکی نظریہ کائنات سرسید احمد خان کے زمانے کی سائنس اور اس کے ساتھ ابھرنے والا نیچرل ازم ان کے زمانے کا فلسفہ تھا۔

سرسید احمد خان نے مسلمانوں کے عقائد کی عقلی تعبیر کر کے انہیں اپنے زمانے کے معیار عقل (فلسفہ وسائنس) کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کے لیے ''صنعت الہی'' اور ''کلام الہی'' کی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے قرآن پاک کی ایسی تعبیر کی جو نیچرل ازم سے ہم آہنگ تھی۔

وقت گزرا تو آئن سٹائن کے سپیشل 1905 / جنرل 1915 نظریہ اضافیت نے نیوٹن کے مشینی تصور کائنات اور اس کی معیت میں پیدا ہونے والے نیچرل ازم کی جگہ لے لی۔ نیوٹن کے مطابق مکان اور زمان میں کوئی تعلق نہیں تھا جب کہ آئن سٹائن نے کہا کہ زمان، الگ حقیقت نہیں بلکہ مکان ہی کی ایک ڈائمنشن ہے۔ زمان، مطلق نہیں، بلکہ تجربہ کنندہ کے اعتبار سے اضافی ہے۔ نیوٹن کی مشینی کائنات میں بنیادی اکائیاں چیزیں تھیں جبکہ آئن سٹائن کی مکانی زمانی کائنات کی بنیادی اکائیاں واقعات تھیں۔

نیوٹن کے نزدیک کائنات ازلی جبکہ آئن سٹائن کے نزدیک حادث تھی۔ نیوٹن کے نزدیک کائنات کلوزڈ جبکہ آئن سٹائن کے نزدیک مسلسل پھیلتی ہوئی تھی۔ ایک مسلسل پھیلتی ہوئی کائنات میں کچھ بھی مستقل نہیں رہتا۔ شے ایک واقعہ بن جاتی ہے۔ مسلسل تبدیل ہوتی ہوئی حقیقت میں واقعے کو زمان کے بغیر متصور نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ سہ ابعادی کائنات کی جگہ چہار ابعادی کائنات کو تصور پیدا ہوا۔ تمام مقداریں اضافی قرار پائیں۔

نظریہ اضافیت کے بعد ایک نئے سکالر کی ضرورت تھی۔ یہاں، علامہ اقبال، اپنے خطبات کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ اور قرآن پاک کی نئی تعبیر کے ذریعے جدید عقلی علوم کی طرز پر ''مذہبی علم کی سائنسی تشکیل'' کا تصور پیش کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ اس مضمون کا مقصد ان صاحبان علم و دانش کی مساعی کی تنقیص ہرگز نہیں جنہوں نے اپنے شب وروز ''الہامی علم'' اور کسی بھی زمانے کے سائنسی اور فلسفیانہ علوم کے مابین رشتہ وتعلق کے بنیادی اصول وضع کرنے میں صرف کردیے۔ صرف یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ جب بھی مذہب کی تشکیل جدید کے کسی نظریہ کی بنیاد اگر سائنسی اور فلسفیانہ بنیاد پر استوار کی جائے گی تو وہ صرف اس وقت تک ہی قائم رہ سکے گا جب تک یہ سائنسی اور فلسفیانہ نظریات قصہ ماضی نہیں بن جاتے۔

نوٹ: یہ مضمون ڈاکٹر عبدالحفیظ فاضلی کی کتاب ''مسلم فکر کی قرآنی جہات'' سے ماخوذ ہے۔

اخوت یونیورسٹی میں ایک دن

ڈاکٹر لبنیٰ ظہیر

ستر کی دہائی میں بنگلہ دیش کے پروفیسر ڈاکٹر محمد یونس نے اپنے ہم وطنوں کو غربت کی زندگی سے نجات دلانے کے لئے انہیں چھوٹے قرضے دینے کا آغاز کیا۔ 1983 میں ڈاکٹر یونس نے باقاعدہ گرامین بنک (گاؤں کا بنک) کی بنیاد ڈالی۔ اس بنک کی مدد سے انہوں نے لاکھوں بنگلہ دیشی خاندانوں کو غربت سے نجات دلائی۔ دنیا نے ڈاکٹر یونس کے اس عظیم کارنامے کو تسلیم کیا اور انہیں نوبل امن ایوارڈ سے نوازا گیا۔ آج سے بیس برس قبل یعنی 2000 میں، پاکستان کے ایک سرکاری افسر کی ملاقات ڈاکٹر محمد یونس سے ہوئی۔ یہ صاحب ڈاکٹر یونس سے بہت متاثر تھے۔ ان کی خدمات کے معترف تھے۔ ملاقات میں ان صاحب نے ڈاکٹر یونس کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ البتہ چھوٹے قرضوں پر وصول کیے جانے والے سروس چارجز یعنی سود پر کچھ اختلاف رائے کا اظہار کیا۔ پروفیسر یونس کو یہ بات انتہائی ناگوار گزری۔ انہوں نے جواب دیا کہ جو لوگ مائیکرو فنانس (چھوٹے قرضوں) پر سروس چارجز کی وصولی پر اعتراض کرتے ہیں، وہ دراصل مائیکرو فنانس کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ کہنے لگے کہ اگر اعتراض کرنے والے یہ لوگ، غریبوں کے اتنے ہی ہمدرد ہیں تو خود کوئی ایسا نظام متعارف کروائیں جس میں غریبوں کو بغیر سود کے قرضے دیے جائیں۔ پروفیسر یونس سے اختلاف رائے کا اظہار کرنے والے یہ پاکستانی افسر ڈاکٹر امجد ثاقب تھے۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نہایت خاموشی سے پروفیسر یونس کی باتیں سنتے رہے۔ ٹھیک ایک سال بعد اسی خاموشی سے انہوں نے ایک مسجد میں بیٹھ کر ''اخوت'' کے نام سے ایک تنظیم کی داغ بیل ڈالی۔

وہ کام جو نوبل انعام یافتہ پروفیسر یونس کو ناممکن دکھائی دیتا تھا۔ ڈاکٹر امجد ثاقب نے وہ کام کر دکھایا۔ غریبوں اور حاجت مندوں کو بغیر سود کے چھوٹے قرضے فراہم کرنے کا بیڑا اٹھا اور نہایت کامیابی سے یہ کام کر گزرے۔ ''اخوت'' کے قیام کو انیس برس بیت چکے ہیں۔ وہ کار خیر جو ڈاکٹر امجد ثاقب نے اپنی جیب سے دس ہزار روپے کی رقم بطور قرض حسن دینے سے شروع کیا تھا، اب ایک سو پچیس ارب روپے تک پہنچ چکا ہے۔ ''اخوت'' کی مدد سے کم وبیش چالیس لاکھ خاندانوں کو خط غربت سے باہر نکالا گیا۔ چھوٹے قرضوں کی فراہمی کے ساتھ ساتھ، ''اخوت'' نے ایک کلاتھ بنک (bankcloth) بھی قائم کر رکھا ہے۔ دنیا کے چند بڑے بنکوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اب تک اس کے ذریعے ضرورت مندوں میں پچیس لاکھ کپڑوں کے جوڑے تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ خواجہ سراؤں کی فلاح و بہبود کے کچھ منصوبے بھی اخوت کے تحت چل رہے ہیں۔

ڈاکٹر امجد ثاقب کی جانب سے ''اخوت یونیورسٹی'' کے دورے کی دعوت موصول ہوئی تو یہ سب باتیں مجھے یاد آگئیں۔ جس دن یونیورسٹی جانے کے لئے لاہور سے قصور کے لئے روانہ ہوئی تو مجھے یاد آیا کہ چند برس پہلے میں نے ڈاکٹر امجد ثاقب کا ایک انٹرویو کیا تھا۔ مستقبل کے منصوبوں پر بات ہوئی تو انہوں نے بتایا تھا کہ وہ ایک یونیورسٹی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ایک ایسی یونیورسٹی جہاں غریب بچے مفت تعلیم حاصل کر سکیں۔

اس وقت یہ بات مجھے دیوانے کا خواب معلوم ہوئی تھی۔ اس زمانے میں وزیراعلیٰ شہباز شریف کے دانش سکولوں کا چرچا تھا۔ مجھے خیال آیا تھا کہ تعلیم ہمارے ہاں ایک نفع بخش کاروبار بن چکی ہے۔ کوئی وفاقی یا صوبائی حکومت تو مفت تعلیم بانٹنے والے ادارے بنا اور چلا سکتی ہے، لیکن یہ کسی غیر سرکاری تنظیم یا کسی فرد واحد کے بس کی بات نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مگر اس خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا۔ اخوت یونیورسٹی کا داخلی گیٹ عبور کیا تو عظیم الشان عمارت سامنے تھی۔ یونیورسٹی کے وسیع گراو؟ نڈ میں نامور صحافیوں اور علمی شخصیات کا میلہ سجا تھا۔ سخت سردی میں صبح سویرے یہ تمام لوگ ڈاکٹر صاحب کے بلاوے پر اکٹھے ہوئے تھے۔

یونیفارم میں ملبوس طالب علم آنے والے مہمانوں کا استقبال کرنے او انہیں جامعہ کی عمارت دکھانے پر مامور تھے۔ یہ دیکھ کر نہایت اچھا لگا کہ پنجاب سمیت تمام صوبوں کے بچے یہاں زیر تعلیم ہیں۔ گلگت بلتستان، فاٹا اور آزاد کشمیر سے بھی۔ دیگر مذاہب کے بچے بھی یہاں پڑھتے ہیں۔ یوں سمجھیں کہ یہ یونیورسٹی ایک چھوٹا سا پاکستان ہے۔ یہاں بچوں کو مفت تعلیم کے ساتھ ساتھ مفت رہائش، خوراک اور یونیفام وغیرہ بھی فراہم کیا جاتا ہے۔

کم وبیش آدھ گھنٹہ تک، میں گھوم پھر کر عمارت کا جائزہ لیتی رہی۔ یہ عمارت کسی بھی طرح کسی نامور یونیورسٹی کی عمارت سے کم نہیں ہے۔ صاف ستھرے کمرہ جماعت۔ ہر طرح کی سہولت سے مزین ہاسٹلز، نہایت عمدہ میس۔ لائبریری، مسجد، اور شفا خانہ بھی یہاں موجود ہیں۔ طالب علموں سے گفتگو کی تو پتہ چلا کہ پڑھائی میں کمزور طالب علموں کے لئے شام میں خصوصی کلاسوں کا انتظام ہے۔ غیر نصابی سرگرمیوں پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ ایک خاتون استاد کنزیٰ سے گفتگو ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ طالب علموں کی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے ''اخوت'' کے انیس برسوں پر محیط سفر پر مختصراً روشنی ڈالی۔ ''اخوت یونیورسٹی'' کے خواب سے تعبیر تک کے سفر کا احوال بیان کیا۔ کہنے لگے کہ جب ہم نے اس منصوبے کی داغ بیل ڈالی اور رقم کا اندازہ لگایا تو پچاس کروڑ روپے کا تخمینہ تھا۔ ہمارے پاس ایک روپیہ بھی نہیں تھا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ ایک اینٹ ایک ہزار روپے کے عوض فروخت کی جائے گی۔ اینٹیں فروخت کرنے کا آغاز ان افراد سے کیا جن کو برسوں پہلے ''اخوت'' نے قرض حسن دیا تھا۔

اللہ پاک نے برکت ڈالی اور اخوت یونیورسٹی کی عمارت تعمیر ہوگئی۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ پچاس ایکڑ پر قائم اس یونیورسٹی کی تعمیر کے لئے کسی حکومت سے ایک دھیلا تک نہیں لیا۔ ایک جانب اشارہ کر کے کہنے لگے کہ اس خالی دیوار پر ان ہزاروں لوگوں کے نام لکھیں گے جنہوں نے یونیورسٹی کے لئے اینٹیں خریدیں۔ راجن پور کی ایک عمر رسیدہ خاتون کا انہوں نے خاص طور پر ذکر کیا۔ اس نے برسوں قبل اخوت سے قرض حاصل کیا تھا۔ اخوت نے خاتون سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ اس وقت اس کے پاس ایک اینٹ خریدنے کے پیسے نہیں ہیں۔

اس بڑھیا نے پانچ سو روپے کے عوض آدھی اینٹ خرید کر اخوت یونیورسٹی کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالا۔ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ اس یونیورسٹی کی بنیادوں میں وہی اخلاص ہے جو علی گڑھ کی بنیاد تھی۔ علی گڑھ کا نام سن کر مجھے ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی مرحوم یاد آگئے۔ انہوں نے بھی اسی جذبے کے تحت ''کاروان علم'' فاونڈیشن کی بنیاد ڈالی تھی۔ وہ غریب اور بے سہارا بچے جو مٹی میں رل جانے کے قریب تھے، کاروان علم کی بدولت ڈاکٹر، انجینئر، سی۔ ایس۔ پی افسر بن گئے۔

ڈاکٹر امجد ثاقب نے بھی اخوت یونیورسٹی کے ذریعے غریب بچوں کا مستقبل سنوارنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اخوت یونیورسٹی کی عمارت کے کچھ حصے ابھی زیر تعمیر ہیں۔ یقیناً بہت سے عطیات درکار ہوں گے۔ اخوت کے پلیٹ فارم سے ضرورت مندوں کو قرض حسن دینے اور انہیں غربت سے نجات دلانے کا مشن بھی جاری و ساری ہے۔ اللہ پاک اس کام میں برکت عطا فرمائے۔ ہم جیسوں کو توفیق دے کہ ہم ''اخوت'' کے مشن میں اپنا اپنا حصہ ڈالیں۔ آمین۔

جا اسامہ بیٹا سوجا، سکون تو صرف قبر میں ہی ہے

عدنان خان کاکڑ

کئی تصویریں سامنے ہیں۔ ایک اکیس برس کا نوجوان۔ زندگی سے بھرپور۔ ایک تصویر میں وہ ایک پہاڑی پر ساز بجا کر زندگی کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ دوسری میں وہ ایک آبشار کے سامنے کھڑا ہے۔ تیسری میں وہ تحریک انصاف کی ٹوپی پہنے دوستوں کے ساتھ کھڑا ہے۔ چوتھی میں وہ آئی ایس ایف کے کسی کارکن کے ساتھ بظاہر انتخابی پرچیاں بھر رہا ہے۔ بہتر زندگی کے خوابوں کے سوا کیا ہے ان تصویروں میں۔ جن کے بیٹے بھتیجے اٹھارہ بیس برس کے ہوں، وہ ان خوابوں کو جانتے ہیں۔ وہ ان میں اپنی جوانی دیکھتے ہیں۔ اور اپنا بڑھاپا بھی۔ بالکل ویسا ہی بچہ جیسا آپ کا اور ہمارا ہے۔

بیس اکیس برس کی عمر میں اس طالب علم کو ایک نئی نکور گاڑی ملی تھی۔ اس کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں ہوگا۔ جب مڈل کلاسیے بچے کو کالج جانے کے لیے موٹر سائیکل بھی ملے تو وہ خوشی سے بے حال ہو جاتا ہے۔ یہ تو پھر نئی گاڑی تھی۔ اس کا خاندان ظاہر ہے کہ بہت خوشحال نہیں تھا۔ بینک سے قسطوں پر لی گئی تھی اور غالباً قسط اتارنے کی ذمہ داری بھی اسامہ کو دی گئی تھی کہ وہ اوبر پر اس گاڑی کو چلاتا تھا۔ زندگی اور کتنی خوبصورت ہوسکتی ہے ایسے نوجوان کے لیے۔ پھر ایک اور تصویر سامنے آتی ہے۔ وہ گاڑی گولیوں سے چھلنی ہے۔ ایک اور تصویر سامنے ہے۔ زندگی سے بھرپور نوجوان اب ایک لاش بن چکا ہے۔ وہ گاڑی اس کا تابوت بن گئی ہے۔

کہانی وہی پرانی ہے جو ہم ساہیوال میں سن چکے ہیں۔ وہاں سی ٹی ڈی کے اہلکاروں نے ننھے بچوں سے بھری گاڑی کا تعاقب کر کے اور گھیر کر اس پر فائرنگ کی تھی اور اسے مقتل گاہ بنا دیا تھا۔ یہاں بھی انسداد دہشت گردی کے اہلکاروں نے یہ دہشت گردی کی ہے۔ بتاتے ہیں کہ تعاقب کر کے گاڑی کے ٹائروں پر فائرنگ کی تھی جس سے دو گولیاں اسامہ کو لگیں۔ خبروں کے مطابق چھے گولیاں پوسٹ مارٹم میں آرہی ہے اور ایف آئی آر میں لکھا ہے کہ گاڑی پر تین اطراف سے سترہ فائر کیے گئے تھے۔

ڈی آئی جی آپریشن اسلام آباد ٹویٹر پر فرماتے ہیں کہ پولیس کو رات کو کال ملی کہ گاڑی میں سوار ڈاکو شمس کالونی کے علاقہ میں ڈکیتی کی کوشش کر رہے ہیں، اے ٹی ایس پولیس کے اہلکاروں نے جو علاقہ میں گشت پر تھے، مشکوک گاڑی کا تعاقب کیا۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ 'پولیس نے کالے شیشوں والی مشکوک گاڑی کو روکنے کی کوشش کی تو ڈرائیور نے گاڑی بھگا دی پولیس نے متعدد بار جی 10 تک گاڑی کا تعاقب کیا نہ رکنے پر گاڑی کے ٹائروں میں فائر کیے، بدقسمتی سے دو فائر گاڑی کے ڈرائیور کو لگ گئے جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔'

پھر شاید ان کو شرم آگئی یا انہوں نے معلومات حاصل کرلیں، اور یہ ٹویٹ ڈیلیٹ کردی گئی۔

بہرحال ہوگا کیا؟ ہمارا خون کھولے گا۔ اپنے بچوں کی شکلیں نظروں کے سامنے پھریں گی۔ اسامہ کے ماں باپ کی حالت دماغ میں سناٹے کا عالم طاری کردے گی۔ ایک سکتہ سا طاری ہوجائے گا۔ لیکن یہ سب تو سانحہ ساہیوال کے بعد بھی ہوا تھا۔ یہ سب تو تربت میں حیات بلوچ کے قتل کے بعد بھی ہوا تھا۔ یہ سب تو کراچی میں سرفراز شاہ کے قتل پر بھی دیکھا تھا۔

لیکن ہوا کیا؟ کس قاتل کو سزا ملی؟ ساہیوال کے ویڈیو ثبوت موجود تھے، سب قاتل انسداد دہشت گردی کی عدالت میں معصوم قرار پائے۔ سرفراز شاہ کے قتل کے الزام میں سزا پانے والے رینجر اہلکار کو صدر ممنون حسین نے معافی دے دی۔ تربت کا واقعہ وقت کی گرد میں دفن ہوگیا ہے۔ کیا اب کچھ مختلف ہونے کی توقع ہے؟

بس دعا کریں کہ وزیراعظم قطر سے واپس آجائیں تو ساہیوال کے سانحے کی طرح پولیس کے ڈھانچے میں تبدیلیاں کردیں اور واقعے کے ذمے داروں کو عبرتناک سزا دیں کہ اب تو معصوم شہریوں کی دہشت گردوں کے ہاتھوں اتنی اموات نہیں ہو رہیں جتنی انسداد دہشت گردی والوں کے ہاتھوں ہو رہی ہیں۔ جب تک وہ واپس نہیں آتے، ہم ان کے فرمان کی روشنی میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ جا اسامہ بیٹا سو جا، ''سکون تو صرف قبر میں ہی ہے''۔

اسامہ کو تو سکون مل گیا، اس کے ماں باپ کا کیا ہو گا؟ انہیں تو ابھی قبر نہیں ملی۔ اور ہمارا کیا ہو گا؟ ہمارے اپنے بچوں کا کیا ہو گا؟ کیا ہم سب اپنی اپنی قبر کا انتظار کریں؟ کہیں کوئی بہتری کی امید نہیں ہے۔

آپ کی رائے اور تحریروں کا خیر مقدم

سیاسی، سماجی معاشی موضوعات کے مطلق اپنی مختصر تحریریں، پریس ریلیز ہمیں بھیجے ہم انہیں اپنے اخبار کی زینت بنائیں گے۔

imroz.ad@gmail.com

whatsapp no :03327971944

ادارہ امروز میڈیا گروپ میں چھپنے والے مضامین / کالم اور تجزیے تحریر کنندگان کا اپنا نظریہ ہوسکتا ہے اس سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں (ایڈیٹر)

مستنصر حسین تارڑ کا ناول: ''شہر خالی، کوچہ خالی''

یونس خان

شہر خالی، جادہ خالی، کوچہ خالی، خانہ خالی
جام خالی، سفرہ خالی، ساغر و پیمانہ خالی

افغان شاعر اور موسیقار امیر جان صبوری کا کلام جسے تاجک گلوکارہ نگارہ خالوا نے گایا ہے اور جو یک دم پاکستان میں مقبول بھی ہوا اور وبا کے دنوں میں حسب حال بھی تھا کو جناب مستنصر حسین تارڑ نے اپنی تحریر کا حصہ بنایا ہے اور آغاز میں ہی اس نظم کو اردو ترجمے کے ساتھ شامل کیا ہے اور ناول کا عنوان بھی اسی شعر سے مستعار لیا گیا ہے۔

یہ ناول اسی فیصد تو مصنف کے ذاتی تجربات، احساسات اور خیالات پر مبنی ہے، جب کہ کوئی بیس فیصد حصہ فینٹیسی پر مشتمل ہے۔ کورونا کے دنوں اور راتوں کی کہانی ہے۔ پرندوں کی یلغار ہے فاختہ اور چیل ایک وقت میں زندگی اور موت کے استعارے کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ وبا کے پانی ہیں جس سے کل دھرتی بھر گئی ہے اور فاختہ خشکی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ شہر کی سڑکیں خالی ہو جانے کے باعث حرکت اور شور میں کمی واقع ہوئی ہے اور یہ مختلف طرح کے پرندے ہیں جو منڈیر پر آ کر بیٹھنا شروع ہو گئے ہیں جو ایک بوڑھے کے لئے توجہ اور دلچسپی کا باعث بن رہے ہیں۔

''یہ محبت کرنے کے دن نہ تھے۔ محبت موخر کرنے کے دن تھے۔

یہ تنہائیوں کے دن تھے۔

ایسی تنہائیاں جن کی کوئی حد نہ تھی۔ کون تھا جو پیش گوئی کر سکے کہ ان کا اختتام سو برس میں ہو جائے گا، شاید وقت کا اختتام ہو جائے پر یہ ان کی حدود سے بھی پار تک چلی جائیں، ماورا ہو جائیں زمانوں اور قرنوں سے اور چھید کر دیں اس کائنات کی ان دیکھی چادر میں اور کسی اور کائنات کی مسافتیں اختیار کر لیں۔

یہ ایسی تنہائیوں کے دن تھے۔''

گھر کی منڈیر مصنف کے اکلاپے کی واحد تفریح ہے جسے وہ دیکھتا رہتا ہے۔ جس روز وہاں پرندوں کی مختلف نسلوں کا ہجوم اترتا ہے تو مصنف کا دل بھی ایک سفید کنول کی مانند کھل جاتا ہے اور وہ دل بہلانے کی خاطر تصور کے تانے بانے بننے لگتا ہے کہ منڈیر دراصل ایک تھیٹر کی سٹیج ہے اور اس پر کوئی ایسا کھیل کھیلا جاتا ہے جو آج تک کھیلا نہیں گیا۔ اس تھیٹر کی خوبی یہ ہے کہ آپ اپنی افتادِ طبع اور اپنے حسن ذوق کے معیاروں کے مطابق دنیا کا کوئی بھی کلاسیک ڈرامہ یا اوپیرا منتقل کر سکتے ہیں۔ اپنی پسند کے کسی بھی کردار کو ڈرامائی انداز میں منڈیر کی سٹیج پر تصور کر سکتے ہیں۔

مصنف انسانی سائیکی کے مختلف در بھی کھولتا چلا جاتا ہے۔ موت، ناگہانی حادثے یا دکھ کا اور جنسی عمل کا آپس میں کیا رشتہ ہے، اس کی توجیہہ کی الجھنیں شاید فرائڈ اور ژونگ کی تحریروں میں سلجھی ہوں لیکن حتمی طور پر یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہم اہل مشرق کی نفسیات اور مغرب کے باسیوں کے نفسیاتی مسائل سراسر الگ ہیں اور ہم ان کے نفسیات دانوں کی تحقیق کو مکمل طور پر اپنے آپ پر منطبق نہیں کر سکتے۔ دکھ اور جنسی عمل کے ربط کا سلسلہ شاید ہماری سرزمین کی قدامت اور توہم سے جڑا ہوا ہے۔

یہ تنہائی اور سماجی فاصلے کے اثرات ہیں کہ مصنف کہتا ہے کہ اصل بدھ تورات کو پڑتا ہے۔

دن کے جتنے وسوسے ہوتے ہیں، خوف اور وہم جس قدر ہوتے ہیں، وہ تمام ڈراوے اور ہول جو دن کی روشنی میں اپنی گپھاؤں میں گھات لگائے منتظر ہوتے ہیں، دانت نکوستے، غراتے ہوئے باہر آ جاتے ہیں۔ نیند کی گولیاں پھانکنے کے باوجود نہ میں سوتا ہوں نہ جاگتا ہوں، نہ زندہ ہوتا ہوں نہ مرتا ہوں کہ نیند کو بھی تو عارضی موت کہا جاتا ہے۔

مصنف کا کہنا ہے کہ جن علاقوں میں اب وہ آباد ہے کبھی یہاں ہرن آباد ہوا کرتے تھے پھر آبادیاں پھیلتی گئیں اور ویرانیاں سکڑتی گئیں اور یوں یہاں کی جنگلی حیات بھی معدوم ہوتی چلی گئی۔ اب وہی ایک ہرن بطور فینٹسی وہاں موجود ہے مصنف کے گھر کے باہر جو مصنف سے باتیں کرتا ہے ''اس وبا نے ہماری بددعا سے جنم لیا ہے۔ تم وہاں ہوا کرتے تھے اپنی بستیوں کی فصیلوں کے اندر اور ہم ان کے باہر تھے اپنے جنگلوں کی عافیت میں۔ تمہارے اور ہمارے درمیان ویرانوں اور بے آباد وسعتوں کے سلسلے تھے جو تمہیں اور ہمیں بھی محفوظ رکھتے تھے۔ پھر تم نے سوروں کی مانند بچے جننے شروع کر دیے، اتنے بچے جنے کہ بستیوں میں گنجائش نہ رہی اور تم ہمارے جنگلوں اور صحراؤں پر قابض ہو گئے۔ ہمیں اپنی سرزمینوں سے بے دخل کر دیا۔ یوں جب انسانوں اور حیوانوں کے درمیان محفوظ فاصلے نہ رہے، دونوں قریب آ گئے تو ایسی بیماریاں جو صرف حیوانوں میں پائی جاتی تھیں، انسانوں میں منتقل ہونے لگیں، یہ وبا ابھی ابتدا ہے۔

تم نے قدرت کے نظام کی خلاف ورزی کی ہے اس لیے تمہاری بساط سمیٹی جا رہی ہے۔ تمہیں اپنے کیے کی سزا مل رہی ہے۔'' سائنسدان بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ جانور ہی ہیں جنہوں نے اس بیماری کو بیمار انسانوں سے لے کر صحت مند انسانوں کو منتقل کر دیا اور پھر انسانوں کے باہمی روابط نے انہیں ایک وبا کی شکل دے دی جو دنیا بھر میں پھیل گئی جس کے ذمہ دار انسان خود ہیں۔

مصنف تنہائی کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہر شے کا حساب کتاب ہو سکتا ہے۔ تنہائی کا کوئی حساب نہیں ہوتا۔ ایک خاص حد تک تنہائی کے شب و روز کا حساب رہتا ہے اور پھر کچھ حساب نہیں رہتا، شب و روز کے شمار کے پیمانے معطل ہو جاتے ہیں، جیسے مکمل تنہائی کی قید کاٹنے والے انسان کو جب رہائی نصیب ہوتی ہے تو وہ تعین نہیں کر سکتا کہ کیا وہ ایک برس قید تنہائی میں رہا ہے یا اسے سو برس ہو گئے ہیں۔ اس کے آثار ہویدا ہونا شروع ہو چکے ہیں اور گمان یہی ہے کہ جب کرہ ارض کی اکثر بستیوں کی تنہائی اختتام کو پہنچے گی تو ہماری حالت اس قیدی سے جدا نہیں ہوگی۔

کورونا کے بچوں، خاص کر غریب بچوں پر ایسے بچوں پر جو پوش ایریاز میں کام کرنے والی عورتوں کے بچے ہیں ان پر پڑے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے ایک بچی کا ذکر کرتے ہوئے مصنف کہتا ہے کہ وہ ایک پارک میں روزانہ ایک چھوٹی بچی کو دیکھتا ہے جس کا پھیکا پڑ چکا فراک اور بن دھوئے بھورے بال اس امر کی غمازی کرتی ہے کہ یہاں گھریلو کام کاج کرنے والیوں میں سے کسی ایک کی بیٹی ہے۔ یہ بچی پورے پارک میں تنہا ہوتی ہے، دوڑتی پھرتی ہے، کبھی اس جھولے پر جھولتی ہے اور کبھی اس سلائیڈ پر چڑھ کر پھسلتی ہوئی نیچے آتی ہے اور اس کے فلاکت زدہ چہرے پر مسرت کی پھلجھڑیاں پھوٹتی ہیں کہ اسے اپنی خوش نصیبی پر یقین نہیں آتا۔ شاید پچھلے زمانوں میں وہ دیگر بچوں کی موجودگی میں اس پارک میں داخل ہونے کی جرات نہ کر سکتی تھی۔ اگرچہ داخلے پر ایک سرکاری اعلان آویزاں ہے کہ لاک ڈاؤن کے دوران اس پارک میں داخل ہونا منع ہے۔ لیکن صبح سویرے کون دیکھتا ہے۔

ہمارے ہاں جب آفتیں حد سے گزر جاتی ہیں، وباؤں بیماریوں اور موسموں کی شدت پر اختیار نہیں رہتا تو لوگ عبادتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لوگ وبا کے خوف سے مذہب کے قریب آ جاتے ہیں یہاں معاملہ الٹ بھی ہو سکتا ہے کہ لوگ شک و شبے میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

لوگوں کے گھروں میں دبک جانے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لوگوں کی موجودگی سے درختوں، پودوں اور پھولوں کی مہک جو کہیں غائب ہو گئی تھی اب وہ خوشبوئیں بھی جسم میں سرایت کرنا شروع ہو گئی ہیں۔

تنہائی سے تنگ آ کر ایک دن مصنف داتا دربار جانے کا ارادہ کر لیتا ہے اور پھر ایک دن وہ وہاں پہنچ بھی جاتا ہے، وہ اپنے ساتھ کبوتروں کو ڈالنے کے لئے دانوں کی پوٹلی بھی ساتھ لے جاتا ہے لیکن وہاں جا کر پتا چلتا ہے کہ کبوتر تو مر گئے جیسے بھکاری بھیک نہ ملنے کی وجہ سے مر جاتے ہیں ویسے ہی کبوتر بھی خوراک نہ ملنے کی وجہ سے مر گئے ہیں۔ دربار پر لوگوں کی آمد و رفت محدود ہونے کی وجہ سے وہاں لنگر کی تقسیم بھی بند ہو گئی ہے۔

داتا دربار پر ایک مجذوب ملتا ہے جو بتاتا ہے کہ لوگوں کو تو اپنے دانے پانی کی فکر ہے کبوتروں کو کہاں سے کھلائیں گے۔ کبوتروں نے خالی فرش پر چونچیں مار مار کر اپنی چونچیں توڑ لی ہیں۔ جب دانہ دنکا نہ ملا تو لاغر ہو کر مرنے لگے۔ صرف وہ ہے جو دن رات ان کبوتروں کے کفن دفن کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہے ان میں سے نیم مردہ کبوتروں کو وہ پکا کر کھا بھی لیتا ہے۔ مجذوب کہتا ہے کہ کبوتر آ جائیں گے مولا، انہیں کیا پتہ کہ آج ان کے رزق کا بندوبست ہو گیا ہے۔ پتا چلے گا تو وہ چلے آئیں گے۔ ان کا رزق فرش پر بکھیر دو تو سہی۔ مجذوب کی پکار پر جو روزن اور طاقچے تھے، محرابیں اور گنبد تھے وہاں سے کبوتر پھوٹنے لگے جیسے غیب میں موجود تھے اور مولا آ جاؤ کی پکار پر ظہور میں آ گئے۔ وہ جھپٹتے چلے آتے تھے۔ جہاں کہاں وہ پوشیدہ تھے، بھوک سے نڈھال پڑے تھے بند چونچیں کیے مقفل خاموشی کے ساتھ چلے آئے۔ اتنی کثرت میں کہ صحن میں اتری دھوپ سہم کر سمٹ گئی اور ایک سرمئی اندھیرا چھا گیا، جس بھوکی شدت سے وہ اترتے تھے مصنف کو یقین ہو چلا تھا کہ وہ اس پر جھپٹنے کے لئے چلے آتے ہیں اور وہ اسے نوچ نوچ کر کھا جائیں گے۔

مصنف فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن گھٹنوں کے جواب دے جانے کی وجہ سے وہیں سنگ مرمر کے فرش پر ڈھیر ہو جاتا ہے۔ کبوتروں کی بھوکی چونچیں یہ تمیز نہیں کر پا رہی تھیں کہ فرش پر بکھرے یہ دانے ان کی خوراک ہیں یا یہ بوڑھا جو فرش پر لاغر پڑا لرزش میں ہے۔ وہ مصنف کی مٹھی میں بھنچی پوٹلی پر بھی چونچیں مار رہے تھے اور کچھ چونچیں بھٹک کر مصنف کے ہاتھ اور بدن کے دیگر حصوں پر بھی اترتی تھیں، استرے کی دھار ایسی تیز چونچیں مصنف کو کسی حد تک زخمی کر دیتی ہیں۔ وہ گھر پہنچتا ہے تو بیٹا باپ کے گھر سے غائب رہنے کی وجہ سے تشویش میں مبتلا پایا جاتا ہے اور جب وہ کسی حد تک اسے زخمی دیکھتا ہے تو فوراً ان زخموں کو ڈیٹول سے صاف کر کے اس پر مرہم لگاتا ہے اور با امر مجبوری مصنف کو قرنطینہ میں جانا پڑتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کی وجہ سے گھر والے کورونا میں مبتلا ہوں۔

قرنطینہ کے آٹھویں روز مصنف بیدار ہونے پر سب سے پہلے کھڑکی کے پردے ہٹاتا ہے اس کے دل میں کھد بد ہوتی ہے وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ آج اس کی منڈیر پر کون سا پرندہ مہمان بن کر اترا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ وہاں ایک بدرنگ کریہہ شکل والی چیل پر پھیلائے بیٹھی ہے۔ چیلیں عام طور پر خالی آسمان پر معلق سی نظر آتی ہیں جیسے تھم گئی ہوں۔ نیچے اترتی ہیں تو کبھی ایسے مقام کا انتخاب نہیں کرتیں جہاں آس پاس کچھ شجر ہوں اور ان کے پروں کے الجھ جانے کا امکان ہو۔

اس چیل کی آمد نے ہر سو ایک نحوست پھیلا دی تھی۔ چیل کی وہاں موجودگی اسے بے آرام کر رہی تھی۔ ایک انجانا سا ڈر اس کے بدن کے مساموں سے پسینے کی مانند پھوٹنے لگتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے کمرے میں محفوظ تھا وہ اسے گزند نہیں پہنچا سکتی تھی تو پھر اس ڈر کا کیا جواز تھا۔ یہی چیل بعد ازاں موت کا استعارہ بن جاتی ہے۔ مصنف بخار میں پھنکنے لگتا ہے وہ اپنے گھر والوں کو مطلع نہیں کرتا۔ اگلے دن بخار کی شدت میں اضافہ ہوتا ہے تو اس کے بیٹے کو خبر ہوتی ہے تو فوراً اسے ہسپتال منتقل کیا جاتا ہے جہاں وہ جان کنی کے مراحل سے گزرتا ہے۔

انتہائی نگہداشت کا وارڈ زندگی اور موت کے درمیان ایک پڑاؤ ہے، کبھی موت کھینچتی ہے تو زندگی اسے روکتی ہے اور کبھی زندگی حاوی ہونے لگتی ہے موت اپنا سیاہ بوجھ پلڑے میں ڈال کر اپنی جانب جھکانے لگتی ہے۔ یہ ہوش اور بے ہوشی کے درمیان ایک برزخ ہے۔ اور یہاں بھی قیام دائمی نہیں رہتا، ڈانواں ڈول ہوتا رہتا ہے کبھی ہوش کے آنگن میں اور کبھی بے ہوشی کی تاریک کھائی میں۔ اس وارڈ میں پلڑے اگر برابر رہتے ہیں تو تادیر نہیں رہتے۔ کبھی ادھر کبھی ادھر۔ نہ ہی یہاں وقت گزرنے کا کوئی پیمانہ ہے۔ شب و روز کا، ماہ و سال کا کچھ حساب نہیں۔ ایک لمحہ بیتا ہے یا بے حساب سورج ابھرے اور ڈوب گئے، کچھ شمار نہیں۔ محسوس یہی ہوتا ہے کہ اس مردہ ٹھنڈک میں وقت تھم گیا ہے۔ تمام گھڑیوں کی سوئیاں رک گئی ہیں۔

جھیل کے پانیوں کی ہموار سطح پر لہروں کے دائرے سے نمودار ہوتے ہیں۔ پانیوں کے اس خفیف سے تلاطم میں سے منڈیر کا سراب ہولے ہولے ابھرتا ہے اور ساکت ہو جاتا ہے۔ صرف ایک فرق کے ساتھ۔ منڈیر اب ویران پڑی ہے۔ وہ چیل جس پر گمان تھا کہ وہ مامور کر دی گئی ہے اس نے بو سونگھ لی ہے وہاں موجود نہ تھی۔ ڈوب چکی تھی۔

فاختہ اڑان میں تھی۔

وہ تھکاوٹوں کے جہاں کی کلفتوں اور اذیتوں کے پار بے حسی کی ایک کیفیت میں داخل ہو چکی تھی۔ نسل انسانی کی بقا کی خاطر وہ خشکی کا ایک چپہ بھی تلاش نہ کر سکتی تھی، اس کی جستجو اور کاوشیں رائیگاں گئی تھیں۔ لگتا تھا کہ وبا کے پانیوں نے نسل انسانی اور حیوانی کو نگل لیا تھا، ہمیشہ کے لئے اور ان سب کا خون اس کی گردن پر تھا کہ وہ ان کی بقاء کے لیے خشکی تلاش کرنے میں ناکام ہو گئی تھی۔ روئے زمین پر کہیں خشکی کے آثار تھے ہی نہیں تو وہ کیسے انہیں تلاش کر سکتی تھی۔

عین اس لمحے جب وہ پانیوں کی جانب گرتی چلی جاتی تھی اور پانی اس کی جانب اڈتے چلے آتے تھے۔ وہ اگرچہ بے اختیار ہو چکی تھی لیکن اس کی آنکھیں ابھی اختیار میں تھیں، ان آنکھوں نے دیکھا کہ پانیوں پر معلق دھند میں کچھ ابھرا ہوا ہے، اور فاختہ کی آن آنکھوں میں توانائی کی جتنی بھی رمق تھی وہ مرکوز ہوتی اس شے پر جو ظاہر ہو رہی تھی۔

اور وہاں خشکی تھی۔

ایک منڈیر تھی۔

منڈیر تیزی سے نزدیک آتی جاتی تھی اور جب اس کے درمیان چند لمحوں کا مختصر فاصلہ رہ گیا تو یک دم وہ اس سکت اور قوت کو بروئے کار لائی جو ابھی ابھی اسے عطا ہوئی تھی اور منڈیر کے عین اوپر ایک پل کے لیے معلق سی ہو گئی اور پھر اگلے پل وہ گری نہیں اپنے اختیار میں آ چکے نئی حیات کی پھونک سے زندہ ہو چکے بال و پر کو سنبھال کر آرام سے خشکی کے اس ٹکڑے پر اتر گئی جس کی تلاش میں وہ اڑان کی کئی زندگیاں بسر کر چکی تھی۔ بار بار مرتی تھی اور ہر بار جی اٹھی تھی۔

فاختہ منڈیر پر ایسے براجمان ہو گئی جیسے یہ اس کا وہ گھونسلا ہو جس میں وہ ازل سے رہتی تھی۔

وہ نسل انسانی کی بقا کی نوید لے کر آئی تھی۔

اس کے تسلسل کی خوش خبری لے کر آئی تھی۔

وہ اس کے منقطع ہونے کی تردید لے کر آئی تھی۔

تصدیق کرنے آئی تھی کہ وبا کے یہ پانی سمٹ جائیں گے، تندور جن میں سے وہ ابلے تھے ان میں واپس دفن ہو جائیں گے۔

فاختہ منڈیر پر بیٹھی تھی اور اس کی چونچ میں خشکی کی ایک نشانی تھی۔ فاختہ منڈیر پر بیٹھی مصنف کو دیکھے جا رہی تھی۔

اور مصنف فاختہ کو تکتا جاتا تھا۔

پولیس

ریلوے اسٹیشن	9201490
کینٹ پولیس اسٹیشن	9201087
بجلی روڈ پولیس اسٹیشن	9202042
سٹی پولیس اسٹیشن	9201250
گوالمنڈی پولیس اسٹیشن	1217
پشتون آباد پولیس اسٹیشن	2664040
قائد آباد پولیس اسٹیشن	9202218
انڈسٹریل پولیس اسٹیشن	92111050
پولیس لائن	9201435
کچلاک پولیس اسٹیشن	2890234
سریاب پولیس اسٹیشن	9211080
بروری پولیس اسٹیشن	2853610
نیو سریاب پولیس اسٹیشن	2892033
شالکوٹ پولیس اسٹیشن	2460190
ایمرجنسی سینٹر	15
ایمرجنسی سینٹر (A)	9202556
ایمرجنسی سینٹر (B)	9202777
سول لائن پولیس اسٹیشن	9202730
کرائمز برانچ	9201418
صدر پولیس اسٹیشن	9201435
ٹریفک ایمرجنسی	9201994
سیٹلائٹ ٹاؤن پولیس اسٹیشن	9211707
سی آئی اے	9202253
ایئرپورٹ پولیس اسٹیشن	2880387

بجلی

مرکزی شکایات سینٹر	18
کوئٹہ سٹی ڈویژن	9202027
ریونیو آفس سریاب	9211341
سب ڈویژن کرانی	2442834
کچلاک سب ڈویژن	2890076
گوالمنڈی سب ڈویژن	2869004
لیاقت بازار شکایت آفس	9201450
بروری سب ڈویژن	2828400
زرغون آفس	2823403
سپرنٹنڈنٹ انجینئر کوئٹہ	9202003

پی آئی اے

انکوائری	117
ایکس چینج	9201993/9202632
ریزرویشن	9201066
ایئرپورٹ انکوائری	114
ایکسچینج	9203873
ایئرپورٹ ایکسچینج	2880213/6
ٹریفک	2880028

ٹیلیفون

ہیلپ لائن	1236
شکایات	1218
بلنگ ہیلپ لائن	1200

ہسپتال

ایدھی سینٹر	283086/115
عمر فاؤنڈیشن	2837296
سول ہسپتال ایمبولینس	9202017
سول ہسپتال ایکس چینج	9202017
کرسچن ہسپتال	2842697
وفاقی میڈیکل سینٹر	9211636
ہیلپر آئی ہسپتال	9211087
ریلوے ہسپتال	9211078
لیڈی ڈفرن ہسپتال	2836532
فاطمہ جناح ٹی بی سینیٹوریم	2853618
چلڈرن ہسپتال	2823705/11
مائیلو شہید ٹرسٹ	2824875/2828383
پاکستان جنرل ہسپتال	2842043/2842295
جیلانی ہسپتال	2447183
ایل آر بی ٹی	2850362
شعبہ حادثات سول ہسپتال / ایمرجنسی	137
بی ایم سی	2823618/2830553
فوجی فاؤنڈیشن میڈیکل سینٹر	2664461

فائر بریگیڈ

سٹی فائر بریگیڈ	2841118/920264
سرکلر روڈ	9201066/16
کنٹونمنٹ بورڈ	9201629

واسا شکایات

ایکسین	9211612
سب آفس مالی باغ	9202299
کواری روڈ	9202846
ایوب اسٹیڈیم	9202708

دیگر اہم نمبر

پی ٹی وی سینٹر	9202626
ریڈیو پاکستان	9202393
کوئٹہ پریس کلب	2821734
بلوچستان بورڈ	9202791

بقیہ 1

ایسٹرازینیکا ویکسین کی عوامی سطح پر استعمال کی منظوری دے چکے ہیں۔ سی ڈی ایس سی او اس کے علاوہ فائزر، جرمن کمپنی بائیو این ٹیک اور بھارت کی کمپنی بھارت بائیوٹیک کی بنائی گئی ویکسین کی بھی ہنگامی بنیاد پر استعمال کے لیے درخواست دینے پر غور کر رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق فائزر کی ویکسین دیگر کے مقابلے میں معمولی سرد مقام میں رکھی جا سکتی ہے اور اس کے لیے منفی 94 فارن ہائیٹ یا منفی 70 ڈگری درجہ حرارت کی ضرورت نہیں، اس لیے جن ممالک میں صحت کا ڈھانچہ غیر معمولی نہیں ہے وہاں آسانی رہے گی۔ بھارت کے حکام کو توقع ہے کہ 2021 کے پہلے 6 سے 8 ماہ میں ایک ارب 35 کروڑ آبادی کے حامل ملک میں تقریباً 30 کروڑ افراد کو ویکسین لگا دی جائے گی۔ برطانیہ رواں ہفتے ایسٹرازینیکا ویکسین استعمال کرنے والا پہلا ملک بن گیا تھا اور یورپ کے دیگر ممالک کے مقابلے میں آگے ہے۔ بھارت میں ایسٹرازینیکا ویکسین کی تیاری سیرم انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا (ایس آئی آئی) کر رہی ہے جبکہ ویکسین تیار کرنے والی دنیا کی سب سے بڑی کمپنی نے اب تک 5 کروڑ خوراک تیار کی ہیں۔ کمپنی کا کہنا تھا کہ بھارت کی حکومت نے ایس آئی آئی سے تاحال خریداری کا معاہدہ نہیں کیا لیکن اولین ترجیح مقامی مارکیٹ ہوگی، جس کے بعد خاص کر جنوبی ایشیائی ممالک اور افریقہ۔ برآمد کی جائے گی۔ اس سے قبل نومبر میں ایسٹرازینیکا کی ویکسین کے بداثرات کے باعث تشویش کا اظہار بھی کیا گیا تھا، تاہم کمپنی نے اس کی وضاحت کر دی تھی۔ برطانیہ کے حکام نے رواں ہفتے بتایا تھا کہ ویکسین کی استعمال کے بعد 80 فیصد کامیابی کی شرح رہی ہے۔

بقیہ 2

چیت ہوئی جو بے نتیجہ ختم ہو گئی۔ سرد ترین مقام لداخ میں دونوں ممالک کی فوج ایک دوسرے کے سامنے ہے۔ جریدے کے مطابق بھارت کی جانب سے معاشی پابندیاں چین کیلئے کوئی معنی نہیں رکھتیں، بھارت کسی بھی فوجی تنازع کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ چین کے ساتھ جنگ سے بھارت کو اپنے مختارانہ خارجہ پالیسی سے ہاتھ دھونا پڑ سکتا ہے، بھارت کے پاس دوسرا آپشن کمزور دفاعی پوزیشن لینا ہے۔ فوجیوں کی بڑی تعداد کی تعیناتی کا مقصد چین کو مزید پیشرفت سے روکنا ہے۔ سرد ترین موسم، علاقے کا جغرافیہ اور لاجسٹک سپورٹ کے لحاظ سے بھارت چین کی نسبت زیادہ مشکل پوزیشن میں ہے۔ 13 لاکھ سے زائد فوج کیلئے بھارت کو ایک بڑا بجٹ مختص کرنا پڑتا ہے۔ چین کے ساتھ کسی بھی تنازع کی صورت میں بھارت کو مزید بجٹ درکار ہوگا۔ بھارت کی کمزور معیشت اس کی متحمل نہیں، بھارتی بحریہ کے بجٹ میں کمی اس کی واضح مثال ہے۔ بھارت 200 بحری جہاز کی جگہ صرف 175 جہاز پر ہی اکتفا کر رہا ہے۔

بقیہ 3

انسٹاگرام کی ویڈیوز دیکھنے کے لیے ہمیں گوگل سرچ انجن سے مذکورہ ایپ تک جانا ہوتا ہے لیکن اب یہ سلسلہ جلد ختم ہو جائے گا جس کے ذریعے صارفین سرچ انجن کے پیجز پر ہی براہ راست ویڈیو دیکھ سکیں گے۔ گوگل نے اپنے سرچ پیجز پر زیادہ وقت تک رکھنے کے لیے یہ طریقہ اپنایا ہے۔ فی الحال اس نئے فیچر کو محدود انداز میں آزمایا جا رہا ہے۔ گوگل پر ٹک ٹاک اور انسٹاگرام کی ویڈیوز پر کلک کرنے پر ایپ کی بجائے اس کا ویب ورژن اوپن ہوگا۔ کیونکہ گوگل کے خیال میں ایپ میں جانے سے ہوسکتا ہے کہ لوگ اسی میں گم ہو جائیں، نئی حکمت عملی سے صارفین کو پیجز پر ہی روکا جا سکتا ہے۔ یہ نیا فیچر فی الوقت محدود صارفین کو دستیاب ہے جو اینڈرائیڈ اور آئی فون میں گوگل ایپ کے ٹاپ پر موجود ہے، ممکنہ طور پر اس فیچر میں دیگر سوشل میڈیا ایپس کو بھی شامل کیا جائے گا۔

بقیہ 4

منصوبہ ایران میں تربیت کے بعد غزہ کی پٹی کو بھیجا گیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ قاسم سلیمانی نے اسلحہ اور گولہ بارود سے بھری 10 کشتیاں اور جہاز غزہ کی پٹی کو بھیجے۔ النخالہ نے مزید کہا کہ فلسطینی دھڑوں نے کچھ دن قبل جو الرکن الشدید کے عنوان سے مشقیں کی ہیں وہ امریکا اور اسرائیل کے لیے پیغام ہیں۔ النخالہ نے کہا کہ غزہ میں عسکری مشقوں میں 100 کلومیٹر کے فاصلے تک مار کرنے والے میزائلوں کا تجربہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے

بقیہ 5

جائزہ لیا جائے گا اور ممکنہ طور پر یہ ادائیگیاں سالانہ بنیادوں کے بجائے سہ ماہی بنیادوں پر کر دی جائیں گی۔ اس طرح نجی سیکٹر کی کمپنیوں کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ انجمل نے واضح کیا کہ کارکن کی طرف سے اقامہ تجدید فیس اور مالی ٹیکس کی ادائیگی اس وقت موجودہ آجر کی جانب سے کی جاتی ہے۔ ڈپٹی منسٹر نے مزید بتایا کہ مملکت میں لیبر اصلاحات کے تحت کفیل کا نظام باقی نہیں رہے گا بلکہ اسے شرائط کے ساتھ آجر اور کارکن کے درمیان ایک سمجھوتے کے تعلق سے تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس نظام کا اطلاق 14 مارچ 2021 سے ہو گا۔ انسانی وسائل اور سماجی ترقی کی وزارت نے 4 نومبر کو لیبر اصلاحات متعارف کرائی تھیں۔ انجمل نے بتایا کہ اگر کوئی کارکن دو سال کی مقررہ معاہدے سے قبل آجر تبدیل کرنا چاہتا ہے تو اسے معاہدے میں شامل جرمانے کی شق کے مطابق آجر کو زر تلافی کی ادائیگی کرنا ہوگی۔

بقیہ 6

باغ میں موجود 300 درخت تلف کر دیے گئے۔ مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق یہودی آباد کاروں نے غرب اردن کے شمالی علاقے الخارس نحیسن عودہ سلطان، اور دو حقیقی بھائیوں عمر اور عبدالرحیم سمیرہ کے زیتون کے باغ میں گھس کر درجنوں پھل دار پودے کاٹ ڈالے۔ زیتون کے باغ پر یلغار کرنے والے آباد کاروں کا تعلق ایک مقامی یہودی کالونی سے بتایا جاتا ہے۔ متاثرہ شہریوں نے میڈیا کو بتایا کہ ایلعازر کے مقام پر واقع اس کے مکان میں زیتون کے دسیوں پھل دار پودے تھے۔ باغ کو اجاڑنے کی اس مذموم کارروائی کے دوران اسرائیلی فوج نے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا تھا اور کسی فلسطینی کو باغ کی طرف جانے کی اجازت نہیں دی گئی۔

بقیہ 7

امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو بھی انصاف سے کوئی استثنا حاصل نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ صدر ٹرمپ کو سخت انتقام کا نشانہ بنایا جائے گا، اب تک جو کچھ سامنے آیا ہے، وہ تو صرف اس کے اشارے ہیں۔ یہ کوئی فرض نہ کرلے کہ وہ صدر امریکا ہے، مگر وہ بظاہر قاتل ہے یا اس نے قتل کا حکم دیا ہے تو اس کو انصاف سے استثنا حاصل ہو جائے گا، ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ ابراہیم رئیسی نے اسی دھمکی آمیز لہجے میں اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ جن لوگوں کا اس قتل اور جرم میں ہاتھ کار فرما ہے، وہ اس سرزمین پر محفوظ نہیں ہوں گے۔ جامعہ تہران میں منعقدہ برسی کی اس تقریب میں ایران کے اعلیٰ عہدے داروں کے علاوہ شام، عراق، لبنان اور یمن سے تعلق رکھنے والی اتحادی تنظیموں اور ملیشیاؤں کے نمائندے بھی موجود تھے۔ انہوں نے بھی قاسم سلیمانی کو اپنے اپنے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا اور ان کا بدلہ لینے کے اعلانات کیے ہیں۔ ان کے جانشین اسماعیل قاآنی نے تقریب میں اپنی تقریر میں کہا کہ مقتول قاسم سلیمانی کی ہلاکت کا بدلہ کہیں بھی اور کسی بھی طرح لیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ (امریکا) کے گھر کے اندر لوگ موجود ہوں اور وہ آپ کے جرم کا جواب دیں۔ قاسم سلیمانی کی برسی کے موقع پر ان کے آبائی شہر کرمان میں بھی آئندہ دنوں میں ایک تقریب منعقد ہوگی۔ انہیں اسی شہر میں دفن کیا گیا تھا۔ ایران کی بیرون ملک فوجی کارروائیوں کی ذمے دار القدس فورس کے کمانڈر میجر جنرل قاسم سلیمانی اور ایران کی حمایت یافتہ عراق کی شیعہ ملیشیاؤں پر مشتمل الحشد الشعبی کے ڈپٹی کمانڈر ابو مہدی المہندس تین جنوری 2020 کو امریکا کے بغداد کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر ڈرون حملے میں مارے گئے تھے۔ ایرانی لیڈر مقتول قاسم سلیمانی کی ہلاکت کا بدلہ لینے کے لیے دھمکی آمیز بیانات جاری کرتے رہتے ہیں۔ قبل ازیں ایرانی صدر حسن روحانی اور سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای نے گذشتہ روز کہا تھا کہ مقتول کمانڈر قاسم سلیمانی کی ہلاکت کا بدلہ لیا جائے گا۔ انہیں ہلاک کرنے والے جرائم پیشہ افراد کو کڑا انتقام منتظر ہے اور امریکا اور اسرائیل کی مزاحمت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ مزید کہا کہ تمام مشتوں میں براہ راست ہتھیار استعمال کیے گئے۔ خیال رہے کہ مشرق وسطی میں ایران نواز قوتوں کو اسلحہ، رقوم اور تربیت فراہم کرنے والے قاسم سلیمانی کو تین جنوری 2020 کو بغداد کے ہوائی اڈے پر امریکی فوج کے ایک آپریشن میں الحشد ملیشیا کے سربراہ ابو مہدی المہندس کو ہلاک کر دیا تھا۔ تہران میں قاسم سلیمانی کی برسی کی تقریب سے خطاب میں زیادہ النخالہ نے کہا کہ قاسم سلیمانی نے ہمیں میزائل بھیجے اسلحہ لدے 10 بحری جہاز غزہ بھیجے تھے۔ اس موقع پر ایرانی پاسداران انقلاب کی قدس فورس کے کمانڈر اسماعیل قانی نے امریکا کے اندر دہشت گردی کی کارروائیوں کی دھمکی دی اور کہا تھا کہ ایک امریکی حملے میں جنرل قاسم سلیمانی کی ہلاکت ایران کو مزاحمت سے باز نہیں رکھ سکے گی۔

بقیہ 8

کے 6 لاکھ 50 ہزار ڈالر کے بل معاف کر دیے ہیں۔ انہوں نے امریکی ریاست آرکنساس میں کینسر سنٹر بنایا تھا جہاں یہ تمام مریض زیر علاج رہے ہیں۔ ڈاکٹر عمر عتیق نے کرسمس کے موقع پر اپنے کینسر کے مریضوں کو مبارکباد کا پیغام بھیجتے ہوئے لکھا کہ ان کے علاج کے بقایاجات ادا کر دیے گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے مریضوں کو لکھے گئے پیغام میں مزید کہا کہ آرکنساس کینسر کلینک کو آپ کی خدمت کرنے پر فخر ہے۔ کلینک نے مریضوں کے بقایاجات معاف کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ڈاکٹر عمر عتیق کا کہنا تھا کہ اگرچہ ہیلتھ انشورنس کے تحت مریضوں کے بیشتر اخراجات پورے کیے جاتے ہیں، تاہم بقایا رقم بھی مریض کے لیے ادا کرنا مشکل ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر عمر عتیق کے کینسر سنٹر میں کیموتھراپی، ریڈی ایشن تھراپی اور دیگر طریقوں کے ذریعے کینسر کے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر عتیق نے مزید کہا کہ مریضوں کی واجب الادا رقم معاف کرنے سے زیادہ بہتر وقت اور کوئی نہیں ہو سکتا جب کورونا کی وبا نے گھر، زندگیاں اور کاروبار تباہ کر دیے ہیں۔ یاد رہے کہ ڈاکٹر عمر عتیق کا تعلق پاکستان سے ہے اور وہ یونیورسٹی آف آرکنساس میں میڈیسن کے پروفیسر ہونے کے علاوہ امریکن کالج آف فزیشن کے بورڈ آف گورنرز کی سربراہی بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر عمر عتیق کا کہنا تھا کہ انہیں اپنے مریضوں کو قرضے کے بوجھ سے نجات دلانے کی خوشی ہے۔ کسی بھی مریض کا نفرت کا ہونا میرے لیے باعث فخر ہے۔ ڈاکٹر عمر کے کلینک نے کسی بھی مریض کا رقم یا انشورنس نہ ہونے کے باعث علاج کرنے سے انکار نہیں کیا۔

بقیہ 9

میں لیا گیا ان میں سابق فوجی افسران، وزارت داخلہ کا سابق مشیر، کاروباری شخصیات، عرب شہریت رکھنے والے غیر ملکی، مقامی سعودی شہری، سعودی ہلال احمر میں مالیاتی اور انتظامی امور کا سابق ڈائریکٹر جنرل، ایک سابق مختار وزیر، ایک سابق سفیر، وزارت خارجہ کے دو ملازمین، جنرل اتھارٹی آف زکات اینڈ ٹیکس کا ایک ملازم، ایگزیکیوشن کورٹ کا ایک ملازم، ایک سرکاری یونیورسٹی ملازمین، ایک ضلعی میونسپل سربراہ، ڈائریکٹوریٹ آف پاسپورٹس اور ڈائریکٹوریٹ آف نارکوٹکس کے دو نان کمیشنڈ افسران، سعودی بحریہ کے دو افسران اور نیشنل اینٹی نارکوٹکس کمیٹی کا سابق سیکرٹری جنرل شامل ہے۔ نزاہہ اتھارٹی نے باور کرایا کہ وہ سرکاری مال یا منصب کو ناجائز طور پر اپنے مفاد میں استعمال کرنے والے ہر شخص کو قانون کے کٹہرے میں لانے کا سلسلہ جاری رکھے گی خواہ یہ افراد ملازمت میں موجود ہوں یا سبکدوش ہو چکے ہوں۔ نزاہہ کمیٹی نے مالی اور انتظامی بدعنوانی کے انسداد کے سلسلے میں حکومتی اداروں کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔ کمیٹی نے مخصوص ٹیلی فون نمبر (980) پر بدعنوانی سے متعلق سرگرمیوں کی اطلاع دینے کے حوالے سے سعودی شہریوں اور مملکت میں مقیم غیر ملکیوں کا شکریہ ادا کیا۔ کمیٹی نے بدعنوانی کے خلاف مہم کی غیر محدود سپورٹ پر خادم حرمین شاہ سلمان بن عبدالعزیز آل سعود، ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

بقیہ 10

اسے آئندہ ماہ لیبارٹری بھیجیں گے۔ ماہرین برف کی سڑکیں بننے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ باقیات کو یکوسک شہر لے جا سکیں، جہاں سائنسدان نمونے لیں گے اور ریڈیو کاربن تجزیہ کریں گے۔ خیال کیا جا رہا ہے کہ گینڈا 20 سے 50 ہزار سال پہلے یہاں رہا ہو گا۔ گینڈے کی باقیات کا جائزہ لینے والے سائنسدان ویلری پلوٹنکو نے روسی میڈیا کو بتایا کہ مرنے کے وقت اس گینڈے کی عمر تین سے چار برس کے لگ بھگ تھی اور اس کی موت ممکنہ طور پر ڈوبنے کی وجہ سے ہوئی، انھوں نے بتایا کہ گینڈے کی آنتوں اور عضو تناسل کے نشانات بھی واضح ہیں۔ روس میں اکیڈمی آف سائنس سے تعلق رکھنے والی مس پلوٹنکو نے میڈیا کو بتایا کہ ناک پر ایک چھوٹا سا سینگ بھی محفوظ ہے اور یہ واقعی نایاب ہے کیونکہ یہ بہت جلدی گل سڑ جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ سینگ پر موجود نشانات اس بات کی جانب اشارہ دیتے ہیں کہ گینڈا اسے اپنی خوراک کھانے کے لیے استعمال کرتا تھا۔

بقیہ 11

ہے۔ واضح رہے کہ آشولی تہذیب تقریباً 2 ہزار سال پرانی ہے۔ حالیہ دریافت ہونے والی دستی حجری کلہاڑیوں کو اس زمانے کے لوگ اپنی روز مرہ کی زندگی میں استعمال کیا کرتے تھے۔ آشولی تہذیب کے حجری اوزاروں کی تیاری کے حوالے سے ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ یہ اوزار اس زمانے میں نہایت اہم ضرورت شمار ہوتے تھے۔ شعیب الاغم میں حجری اوزاروں کی کثرت سے اس مقام پر بسنے والے معاشروں میں بھرپور انسانی کثافت واضح ہوتی ہے۔ یہ اس بات کا بھی پتہ دیتے ہیں کہ جزیرہ عرب کی آب و ہوا اور ماحول ان لوگوں کے یہاں بسنے اور یہاں دستیاب قدرتی وسائل سے مستفید ہونے کے لیے نہایت موزوں تھا۔ سیٹلائٹ تصاویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ آشولی تہذیب کے مقامات (جن میں شعیب الاغم بھی شامل ہے) وادیوں اور نہروں سے آراستہ تھے۔ یہ بات بھی معلوم ہے کہ جزیرہ عرب میں بسنے والے لوگ وسیع جغرافیائی فاصلوں تک منتقل ہونے کی قدرت رکھتے تھے۔ سعودی قومی اور تاریخی ورثے کی اتھارٹی کے مطابق حالیہ دریافت کے حوالے سے تمام نئی ماحولیاتی اور ثقافتی معلومات کے ذخیرے کو یکجا کر لیا گیا ہے۔ ان معلومات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ مختلف زمانوں میں جزیرہ عرب میں ماحولیات میں کافی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ جزیرہ عرب براعظم افریقا اور بقیہ براعظم ایشیا کے درمیان ماقبل تاریخ زمانوں میں راستوں کا ایک مرکزی سنگم تھا۔ یہ پتھروں کے دور میں بستیوں اور آبادی کاری کا اہم مقام رہا۔ خیال ہے کہ اس زمانے میں ہجرت کرنے والے لوگوں کے لیے گزرنے کے دو مرکزی راستے، آبنائے باب المندب اور جزیرہ نما سینا کی گزرگاہ تھی۔ اتھارٹی کے مطابق ان کی ٹیم شعیب الاغم کے مقام پر تحقیق جاری رکھے گی جس سے مزید اہم معلومات سامنے آ سکیں۔ مستقبل میں اس حوالے سے مزید شواہد سے پردہ اٹھے گا کہ جزیرہ عرب پتھروں کے دور میں انسانوں کے بسنے کے لیے ایک اہم ترین مقام رہا۔

بقیہ 12

فلسطین کے امدادی عملے نے طبی امداد فراہم کی۔ غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق مقامی فلسطینی ذرائع نے بتایا کہ یہودی آباد کاروں کی بڑی تعداد نے غرب اردن کے شمالی شہر نابلس میں فلسطینی شہریوں کی گاڑیوں اور راہ گیروں پر سنگ باری کی۔ نابلس میں فلسطینی سماجی کارکن غسان دغلس نے بتایا کہ یہودی آباد کاروں کے ایک گروپ نے نابلس اور قلقیلیہ روڈ پر فلسطینی شہریوں کی گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں پر پتھراؤ کیا۔ سنگ باری کے واقعے کے بعد اسرائیلی فوج نے علاقے کو گھیرے میں لے لیا اور فلسطینی شہریوں کو مظاہرہ کرنے سے روک دیا۔

بقیہ 13

سکی کہ اس کیئر ہوم میں کورونا وبا سانتا کلاز کی وجہ سے پھیلی ہے لیکن اس کی تصدیق کر دی گئی ہے کہ تحفے بانٹنے والا رضا کار اس وقت وائرس میں مبتلا تھا۔ بیلجیئن میڈیا کے مطابق جس کیئر ہوم میں کورونا وبا پھیلی ہے، وہ مشہور بیلجیئن شہر اینٹورپ کے فلیمش آبادی والے نواحی قصبے مول میں واقع ہے۔ سانتا کلاز اولڈ ہوم میں پانچ دسمبر کو داخل ہوا تھا۔ اصل میں یہ دن مشہور مسیحی سینٹ نکولس کی یاد میں بھی منایا جاتا ہے، جو لوگوں میں تحفے بانٹنے کے لیے مشہور تھے۔ اس تقسیم کے چند ایام کے بعد کیئر ہوم کے مکینوں میں کووڈ انیس کی علامات نے ظاہر ہونا شروع کر دیا۔ کرسمس پر کے ایف سی کھانا جاپانیوں کا پسندیدہ مشغلہ ہلاکتوں کو کیئر ہوم کی انتظامیہ اور تحفے بانٹنے والی تنظیم کی بے پروائی کا نتیجہ قرار دیا جا رہا ہے۔ پچاس دیگر علیل افراد میں عملے کے چالیس اراکین بھی شامل ہیں اور ان کا علاج جاری ہے۔ مقامی بلدیاتی دفتر نے وضاحت جاری کی ہے کہ جب بالکل تحفے بانٹے جا رہے تھے، اس وقت کیئر ہوم کے مکین ماسک نہیں پہنے ہوئے تھے، وائرولوجسٹ کا کہنا تھا کہ وائرس کے پھیلاؤ کا منبع ایک ہی ہے۔

بقیہ 14

معلوم ہوتا ہے۔

980 مریض اسپتالوں، قرنطینہ مراکز میں زیر علاج اور گھروں میں آئسولیشن میں ہیں، جن میں سے 1 لاکھ 6 ہزار 620 کی حالت تشویش ناک ہے جبکہ 5 کروڑ 96 لاکھ 42 ہزار 271 کورونا مریض صحت یاب ہو چکے ہیں۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق کورونا وائرس کے کیسز اور اس سے اموات کے اعتبار سے 10 سر فہرست ممالک میں 33 کروڑ سے زائد آبادی کا حامل امریکا پہلے نمبر پر ہے جہاں اس وائرس سے اب تک 3 لاکھ 56 ہزار 445 افراد موت کے منہ میں پہنچ چکے ہیں جبکہ اس سے بیمار ہونے والوں کی مجموعی تعداد 2 کروڑ 6 لاکھ 17 ہزار 346 ہو چکی ہے۔ کورونا وائرس کے امریکا میں 80 لاکھ 85 ہزار 60 مریض اسپتالوں، قرنطینہ مراکز میں زیر علاج اور گھروں میں آئسولیشن میں ہیں، جن میں سے 29 ہزار 405 کی حالت تشویش ناک ہے جبکہ 1 کروڑ 21 لاکھ 75 ہزار 841 کورونا مریض اب تک شفایاب ہو چکے ہیں۔ 1 ارب سے زائد آبادی والا ملک بھارت کورونا وائرس کے مریضوں کی تعداد میں تیزی سے اضافے کے ساتھ اس فہرست میں دوسرے نمبر پر ہے، جہاں اس سے 1 لاکھ 49 ہزار 218 ہلاکتیں ہو چکی ہیں جبکہ اس موذی وائرس سے متاثرہ مریضوں کی تعداد 1 کروڑ 3 لاکھ 5 ہزار 788 ہو گئی۔ کورونا وائرس کے مریضوں کی تعداد کے حوالے سے ممالک کی اس فہرست میں برازیل تیسرے نمبر پر ہے جہاں یہ جان لیوا وائرس 1 لاکھ 95 ہزار 441 زندگیاں نگل چکا ہے جبکہ کورونا مریضوں کی تعداد 77 لاکھ 578 تک جا پہنچی ہے۔ کورونا وائرس سے روس میں کل اموات 57 ہزار 555 ہو گئیں جبکہ اس کے مریضوں کی تعداد 31 لاکھ 86 ہزار 336 ہو چکی ہے۔ فرانس میں کورونا وائرس کی وبا سے مجموعی اموات 64 ہزار 765 ہو چکی ہیں، جہاں اس کے اب تک کل کیسز 26 لاکھ 39 ہزار 773 رپورٹ ہوئے ہیں۔ برطانیہ میں کورونا وائرس کے کیسز اور اس سے اموات دوبارہ تیزی سے بڑھنے لگی ہیں، یہاں اس سے اموات کی تعداد 74 ہزار 125 ہو گئی جبکہ کورونا کے کیسز کی تعداد 25 لاکھ 42 ہزار 65 ہو چکی ہے۔ ترکی میں کورونا وائرس سے اموات 21 ہزار 93 تک جا پہنچی ہیں جبکہ کورونا وائرس کے کیسز 22 لاکھ 20 ہزار 855 ہو چکے ہیں۔ اٹلی میں کورونا وائرس سے کل اموات 74 ہزار 621 ہو گئی جبکہ اس کے کل کیسز 21 لاکھ 29 ہزار 376 ہو گئے۔ اسپین میں کورونا وائرس کی وبا سے اموات 50 ہزار 837 ہو گئیں جبکہ اب تک اس کے 19 لاکھ 36 ہزار 718 مصدقہ متاثرین سامنے آئے ہیں۔ جرمنی اس فہرست میں 10 ویں نمبر پر آ گیا ہے جہاں کورونا وائرس 34 ہزار 388 زندگیاں نگل چکا ہے، جبکہ اب تک اس کے 17 لاکھ 62 ہزار 504 کیسز رپورٹ ہوئے ہیں۔ سعودی عرب اسی فہرست میں 36 ویں نمبر پر پہنچ گیا ہے جہاں کورونا وائرس سے اب تک کل اموات 6 ہزار 230 رپورٹ ہوئی ہیں جبکہ مملکت میں اس کے مریضوں کی تعداد 3 لاکھ 62 ہزار 878 تک جا پہنچی ہے۔ 1 ارب 43 کروڑ سے زائد آبادی والے ملک چین میں کورونا وائرس کا پہلا کیس سامنے آیا تھا، چین کا اس فہرست میں نمبر 82 ہو چکا ہے، جہاں کورونا مریضوں کی تعداد 87 ہزار 93 ہو چکی ہے تاہم اس سے ہونے والی اموات کی تعداد 4 ہزار 634 پر رکی ہوئی ہے۔ پاکستان میں کورونا وائرس کی دوسری لہر جاری ہے، یہاں کورونا وائرس کے کیسز میں پھر تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، کورونا مریضوں کی تعداد کے حوالے سے مرتب کی گئی فہرست میں پاکستان ایک بار پھر 29 ویں نمبر سے 28 ویں پر آ گیا ہے۔ پاکستان میں گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران کورونا وائرس کے مزید 2 ہزار 184 کیسز سامنے آئے ہیں، مزید 82 افراد اس موذی وبا کے سامنے زندگی کی بازی ہار گئے، جبکہ 1 ہزار 745 مریض اس بیماری سے شفایاب ہو گئے۔ نیشنل کمانڈ اینڈ کنٹرول سینٹر (این سی او سی) کے اعداد و شمار کے مطابق ملک بھر میں کورونا وائرس سے انتقال کرنے والوں کی مجموعی تعداد 10 ہزار 258 ہو گئی ہے، جبکہ کل مریضوں کی تعداد 4 لاکھ 84 ہزار 362 ہو چکی ہے۔ 24 گھنٹوں میں کورونا وائرس کے مزید 38 ہزار 229 ٹیسٹ کیے گئے، جبکہ اب تک کل 67 لاکھ 75 ہزار 307 ٹیسٹ کیے جا چکے ہیں۔ کورونا وائرس کے ملک بھر میں اسپتالوں، قرنطینہ سینٹرز اور گھروں میں کل 35 ہزار 130 مریض زیر علاج ہیں، جن میں سے 2 ہزار 264 مریضوں کی حالت تشویش ناک ہے، جبکہ 4 لاکھ 38 ہزار 974 مریض اب تک اس بیماری سے شفایاب ہو چکے ہیں۔

بقیہ 15

پر سامنے آئے حالانکہ عرب لیگ نے متفقہ طور پر عرب امن فارمولے کی حمایت کی تھی۔ وقت کے ساتھ اب عرب لیگ کا رویہ بھی بدل رہا ہے۔ مرحوم سعودی بادشاہ شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اعلان کیا تھا کہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات معمول پر لانے سے قبل سنہ 1967 کے علاقوں سے اسرائیل کی واپسی اور ان علاقوں پر مشتمل آزاد فلسطینی ریاست کا قیام ناگزیر ہے۔ مشترکہ بیان میں امریکا، صیہونی ریاست اور سوڈان نے اعلان کیا کہ خرطوم اور تل ابیب نے تعلقات معمول پر لانے کے معاہدے پر اتفاق کیا ہے۔ اسی دن، وائٹ ہاؤس نے اعلان کیا کہ امریکی صدر ٹرمپ نے سوڈان کو دہشت گردی کی سرپرستی کرنے والی ریاستوں کی فہرست سے نکالنے کے اپنے ارادے سے آگاہ کر دیا، 1993 سے اس میں عائد چلی آ رہی ہیں۔

بقیہ 16

نے اس کی مزید وضاحت نہیں کی۔ 2015 میں طے شدہ جوہری سمجھوتے کے تحت ایران یورینیم کو صرف 3.67 فی صد تک افزودہ کر سکتا ہے۔ یہ جوہری ہتھیار تیار کرنے کے لیے درکار 90 فی صد افزودہ یورینیم سے کہیں کم سطح کی ہے۔ ایران نے دسمبر کے اوائل میں قانون سازی کے ذریعے یورینیم کو افزودہ کرنے کے لیے اضافی اور جدید سینٹری فیوجز مشینیں نصب کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں اس کے جوہری پروگرام کو وسعت دی جا سکے گی۔ یورپی یونین کے رکن تینوں ممالک برطانیہ، جرمنی اور فرانس نے ایران کے یورینیم کو افزودہ کرنے کی حالیہ سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ اگر ایران سفارت کاری کو موقع دینے میں سنجیدہ ہے تو اسے ان اقدامات پر عمل درآمد نہیں کرنا چاہیے۔ آئی اے ای اے نے اپنی ایک سابقہ رپورٹ میں کہا تھا کہ ایران نطنز میں واقع اپنی زیر زمین جوہری تنصیب میں جدید آئی آر 2 ایم سینٹری فیوجز مشینوں کے تین مزید کلسٹر نصب کرنا چاہتا ہے۔ ایران عالمی طاقتوں کے ساتھ طے شدہ جوہری سمجھوتے کے تحت صرف آئی آر 1 سینٹری فیوجز کو نطنز میں نصب کر سکتا ہے اور ان ہی کے ذریعے یورینیم کو افزودہ کر سکتا ہے۔ یہ مشینیں سست رفتاری سے یورینیم کو مصفا اور افزودہ کرتی ہیں۔ مذکورہ تینوں مغربی طاقتوں نے کہا تھا کہ ایران کی جانب سے آئی اے ای اے کو نطنز میں واقع ایندھن کو افزودہ کرنے کے پلانٹ میں جدید سینٹری فیوجز کی تنصیب 2015 میں طے شدہ جوہری سمجھوتے کی شرائط کے منافی ہے۔

بقیہ 17

ریکارڈ کو بھی توڑ دیا۔ محکمہ موسمیات کے مطابق دھند کے باعث سورج نکلنے سے قبل تک شہر میں حد نگاہ صفر تھی۔ محکمہ موسمیات کے مطابق 6 جنوری تک شدید سردی کی لہر جاری رہے گی۔

بقیہ 18

کی توہین آمیز تلاشی لینے کی مرتکب ہوئی۔ قابض فوج نے نماز جمعہ کے لیے آنے والے ایک فلسطینی نوجوان ایاد الجعبہ کو باب السلسلہ سے حراست میں لے لیا۔ اسرائیلی فوج کی طرف سے رکاوٹ ڈالنے کے بعد سیکڑوں فلسطینیوں نے باب العامود کے باہر نماز جمعہ ادا کی۔ گذشتہ روز مسجد اقصیٰ میں نماز جمعہ کی امامت الشیخ عکرمہ صبری نے کرائی۔ انہوں نے جمعہ کے خطبے میں کہا کہ قرآن پاک میں خیانت کو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت سے مربوط کیا ہے۔ ان امانتوں میں زمین کی امانت بھی ہے اور وہ ارض فلسطین ہیں۔ ارض فلسطین کے ساتھ خیانت بہت بڑی خیانت ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کرنے والے ممالک اپنی نمازوں سے ہمیں دھوکہ نہ دیں۔ اسرائیل کیساتھ تعلقات قائم کرنا ارض فلسطین، اسرا و معراج کے ساتھ خیانت کے مترادف ہے۔

بقیہ 19

فلسطینیوں کی تعمیراتی سرگرمیوں پر نظر رکھنے اور نشاندہی کرنے والے یہودی آبادکاروں کو بھی معقول معاوضہ دیا جائے گا۔ اسرائیلی وزیر آبادکاری تیازی ہنگبی نے دعوی کیا کہ اس اقدام کا مقصد سیکٹری کو فلسطینیوں کے غیر قانونی کنٹرول سے بچانا ہے۔ انہوں نے اشارہ کیا کہ یہ اقدام وزیراعظم بنجمن نیتن یاہو کے تعاون سے اٹھایا گیا ہے تاکہ فلسطینیوں کو اس سیکٹر پر قبضہ کرنے سے روکا جا سکے۔ حالیہ مہینوں میں قابض فوج نے مغربی کنارے کے علاقہ سی (اوسلو معاہدوں کی تقسیم کے مطابق) میں فلسطینیوں کے مکانات اور تنصیبات کو مسمار کرنے کا عمل تیز کر دیا ہے۔

بقیہ 20

تحریک آزادی سے دستبردار نہیں کیا جا سکتا۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق کل جماعتی حریت کانفرنس کے ترجمان نے سرینگر سے جاری ایک بیان میں ہڑتال کی کال کو کامیاب بنانے پر کشمیریوں کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ کشمیری بھارتی تسلط سے آزادی کیلئے بیش بہا قربانیاں دے رہے ہیں جنہیں ہرگز رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا۔ ترجمان نے کہا کہ وہ دن دور نہیں جب کشمیریوں کی عظیم قربانیاں رنگ لائیں گی اور وہ بھارتی چنگل سے آزاد ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جموں و کشمیر کے عوام 1947 سے بالعموم اور گزشتہ تین دہائیوں سے بالخصوص قربانیوں کی ایک عظیم تاریخ رقم کر رہے ہیں جبکہ بھارت حق پر مبنی تحریک حق خودارادیت کو دبانے کیلئے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے اور اس نے اپنی فورسز کو نہتے کشمیریوں کے قتل عام کی کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت یہ بات سمجھ چکا ہے کہ کشمیری عوام تحریک آزادی سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے لہٰذا اس نے 5 اگست 2019 کو 370 اور 35 اے کی دفعات ختم کر کے مقبوضہ علاقے میں آبادی کا تناسب تبدیل کرنے کی راہ ہموار کی۔ ترجمان نے کہا کہ مودی حکومت نے لاکھوں غیر کشمیری بھارتی باشندوں کو کشمیر کے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کیے ہیں جو عالمی قانونوں کی کھلی خلاف ورزی ہے کیونکہ جموں و کشمیر عالمی سطح پر تسلیم شدہ ایک متنازعہ علاقہ ہے۔ جس کے سیاسی مستقبل کا فیصلہ ابھی باقی ہے۔

بقیہ 21

وہ جید، فلسفی، مفسر قرآن اور حوزہ علمیہ قم کے پروفیسروں میں سے تھے۔ امام خمینی تعلیمی تحقیقی ادارہ (موسسہ آموزشی پژوہشی امام خمینی) کی صدارت، مجلس خبرگان رہبری (ایران کی سپریم کونسل جو سپریم مذہبی و سیاسی لیڈر کو چنتی ہے) کی رکنیت، شورائے عالی انقلاب فرہنگی (تہذیبی انقلاب کی اعلی مشاورتی کمیٹی) کی رکنیت، جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم (حوزہ علمیہ قم کے اساتذہ کی مجلس) کی رکنیت اور مجمع جہانی اہل بیت (اہل بیت عالمی اسمبلی) کی اعلی مشاورتی کمیٹی کی صدارت آپ کی خدمات میں سے رہی ہیں۔

بقیہ 22

حوثیوں کے زیر کنٹرول پارک حدیدہ لینڈ سے داغا گیا۔ ادھر یمنی وزیر اطلاعات معمر الاریانی نے ایران نواز حوثی ملیشیا کی اس وحشیانہ کارروائی کی شدید مذمت کی جس میں ایک توپ کا گولہ شادی ہال کے سامنے آ کر گرا۔ اپنی ٹویٹ میں الاریانی کا کہنا تھا کہ حوثی ملیشیا کی جانب سے مرتکب یہ مجرمانہ کارروائیاں تشدد، قتل، خون ریزی اور شہریوں کی جانوں کی عدم پروا پر مبنی روش کا ثبوت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حوثی ملیشیا کی جانب سے اپنے جرائم کا سلسلہ جاری رکھنا عالمی برادری کی مستقل خاموشی کا براہ راست نتیجہ ہے۔ دوسری جانب الحدیدہ صوبے کے جنوبی ضلع الحوک کے رہائشی علاقے منظر سے مسلسل دوسرے دن مزید خاندانوں کی نقل مکانی دیکھنے میں آئی۔ حوثی ملیشیا کی جانب سے جاری گولہ باری کے سبب یہ لوگ الخوخہ ضلع کا رخ کر رہے ہیں۔ حوثیوں کی بم باری کے نتیجے میں مذکورہ رہائشی علاقے میں اب تک درجنوں گھر تباہ ہو چکے ہیں۔

بقیہ 23

مکتوبات پر خلیجی قیادت کے ردعمل پر بات کی۔ امیر کویت نے وزیر خارجہ شیخ احمد کی خلیجی ممالک کے دورے کے نتائج پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ ان کا مقصد سعودی عرب کی میزبانی میں سربراہ کانفرنس کو کامیاب بنانا ہے۔ خیال رہے کہ امیر کویت نواف الاحمد الجابر الصباح نے خلیج تعاون کونسل کے رکن ممالک کو ہاتھ سے لکھے مکتوب ارسال کیے تھے۔ یہ مکتوبات سلطنت عمان کے سلطان ہیثم بن طارق، متحدہ عرب امارات کے صدر الشیخ خلیفہ بن زاید بن سلطان آل نہیان، بحرین کے فرمانروا شاہ حمد بن عیسیٰ آل خلیفہ اور قطر کے امیر تمیم بن حمد آل ثانی کو بھیجے گئے تھے۔

بقیہ 24

امریکی فوجی اڈے ایرانی میزائلوں کی رینج میں ہیں۔ انہوں نے ٹرمپ کو مشورہ دیا کہ وہ نئے سال کو امریکیوں کے غم میں تبدیل نہ کریں۔ ایرانی عدلیہ کے سربراہ ابراہیم رئیسی نے کہا کہ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ اب محفوظ نہیں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ جس نے بھی قاسم سلیمانی کو مارا اسے اصل انتقام کا انتظار کرنا چاہیے۔ تاہم دوسری طرف ایرانی سفارت خانے حالات کو پرسکون بنانے، جنگ سے گریز کرنے اور تہران کو مظلوم ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایرانی وزیر خارجہ محمد جواد ظریف نے اپنے کوئی ہم منصب کے ساتھ فون پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ایران جنگ نہیں چاہتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ خطے میں کسی بھی ممکنہ جنگ کے نتائج کا ذمہ دار امریکا ہوگا۔

بقیہ 25

جا سکے۔ اسماعیل ھنیہ کا کہنا تھا کہ فلسطینی قوم میں اتحاد ہی قابض دشمن کے خلاف ہماری کوششوں کا مرکز اور محور ہے۔ فلسطینی قوم اپنی صفوں میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کر کے قضیہ فلسطین کو ختم کرنے کی سازشوں کا مقابلہ کرنے اور فلسطینی قوم کے دیرینہ حقوق کے حصول کی راہ ہموار کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تحریک فتح سمیت دیگر فلسطینی دھڑوں کی قیادت سے مفاہمت کے حوالے سے رابطے شروع کیے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ فلسطینی قوتوں میں اتحاد اور یکجہتی کا قیام حماس کی اولین ترجیح ہے۔ ہم فلسطینی اداروں بہ شمول تنظیم آزادی فلسطین کی قومی سیاسی شراکت کے تحت تشکیل نو کی کوشش کر رہے ہیں۔

امروز شوبز

علی ظفر اور آئمہ بیگ کا گانا 'وے ماہیا' آتے ہی چھا گیا

گانا میری طرف سے تمام محبت کرنے والوں کو خراج تحسین ہے جو تمام مشکلات کے باوجود ایک دوسرے کو پالیتے ہیں، گلوکار

علی ظفر اور آئمہ بیگ کے پہلے ڈوئٹ سانگ کی ہدایات عدنان قاضی نے دی ہیں جبکہ اس کی شاعری حسن بادشاہ نے ترتیب دی ہے

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان کے معروف اداکار و گلوکار علی ظفر اور گلوکارہ آئمہ بیگ کا سال نو پر ریلیز ہونے والا گانا 'وے ماہیا' آتے ہی چھا گیا ہے۔ دونوں فنکاروں کی جانب سے سال نو پر گانا ریلیز کر کے مداحوں کو نئے سال کا تحفہ دیا گیا ہے۔ علی ظفر اور آئمہ بیگ کے پہلے ڈوئٹ سانگ کی ہدایات عدنان قاضی نے دی ہیں جبکہ اس کی شاعری حسن بادشاہ نے ترتیب دی ہے۔ علی ظفر نے ٹوئٹر پر گانے کی ویڈیو شیئر کرتے ہوئے بتایا کہ گانے کی ویڈیو پاکستان کے شمالی علاقہ جات نتھیا گلی میں شوٹ کی گئی ہے، پاکستان ایک خوبصورت ملک ہے۔ جبکہ انسٹاگرام پر ویڈیو شیئر کرتے ہوئے علی ظفر نے کہا کہ یہ گانا میری طرف سے تمام محبت کرنے والوں کو خراج تحسین ہے جو تمام مشکلات کے باوجود ایک دوسرے کو پالیتے ہیں۔ پاکستان کے معروف اداکار و گلوکار علی ظفر اور گلوکارہ آئمہ بیگ کا سال نو پر ریلیز ہونے والا گانا 'وے ماہیا' آتے ہی چھا گیا ہے۔ دونوں فنکاروں کی جانب سے سال نو پر گانا ریلیز کر کے مداحوں کو نئے سال کا تحفہ دیا گیا ہے۔ علی ظفر اور آئمہ بیگ کے پہلے ڈوئٹ سانگ کی ہدایات عدنان قاضی نے دی ہیں جبکہ اس کی شاعری حسن بادشاہ نے ترتیب دی ہے۔ علی ظفر نے ٹوئٹر پر گانے کی ویڈیو شیئر کرتے ہوئے بتایا کہ گانے کی ویڈیو پاکستان کے شمالی علاقہ جات نتھیا گلی میں شوٹ کی گئی ہے، پاکستان ایک خوبصورت ملک ہے۔ جبکہ انسٹاگرام پر ویڈیو شیئر کرتے ہوئے علی ظفر نے کہا کہ یہ گانا میری طرف سے تمام محبت کرنے والوں کو خراج تحسین ہے جو تمام مشکلات کے باوجود ایک دوسرے کو پالیتے ہیں۔

گال گیڈٹ کی خواتین سے متعلق ڈاکومنٹری نشر کیلئے تیار

نیویارک (این این آئی) دنیا بھر میں موجود باہمت اور متاثر کر دینے والی خواتین شخصیات کی ڈاکومنٹری نشر کے لئے تیار ہے جس کی ایگزیکٹو پروڈیوسر اسرائیلی اداکارہ گال گیڈٹ ہیں۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق ڈاکومنٹری سیریز کا نام 'امپیکٹ' ہے جو کہ مشہور چینل نیشنل جیوگرافک سے نشر کی جائیگی۔ اس ڈاکومنٹری سیریز میں دنیا کے مختلف حصوں میں موجود مشکل حالات کا مقابلہ کرنے والی نوجوان خواتین کی زندگی کے بارے میں دکھایا جائے گا۔ اداکارہ اور ایگزیکٹو پروڈیوسر گال گیڈٹ نے اس ڈاکومنٹری سیریز کا ٹیزر اپنے انسٹاگرام اکاؤنٹ پر شیئر کیا اور تفصیلات کے بارے میں بھی بتایا۔ گال گیڈٹ نے ویڈیو پیغام میں کہا کہ یہ ڈاکومنٹری سیریز بہت ہی مضبوط ہے جس میں حیرت انگیز اور غیر معمولی خواتین کی کہانیاں دکھائی جائیں گی جنہوں نے واقعی اپنی کمیونٹی میں اثرات مرتب کیے۔ دوسری جانب حال ہی میں اداکارہ کی ریلیز ہونے والی ہالی ووڈ فلم ونڈر وومن 1984ء نے دنیا بھر میں 100 ملین ڈالرز کمالئے ہیں۔

نیہا ککڑ کے شوہر اور شادی سے متعلق نئے انکشافات

جب روہن کو شادی کیلئے کہا تو رونے لگ گئے، گلوکارہ

ممبئی (این این آئی) بھارتی گلوکارہ نیہا ککڑ اپنے شوہر اور شادی کے حوالے سے نئے نئے انکشافات کر رہی ہیں۔ بھارتی ریلٹی شو انڈین آئیڈل جس میں وہ بطور جج شریک ہوتی ہیں نے اپنے شوہر روہن پریت سنگھ کے ہمراہ شرکت کی۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق نیہا ککڑ نے شو کے دوران پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں اپنے شوہر سے متعلق نیا انکشاف کیا۔ روہن پریت سنگھ نے اس موقع پر اپنے بیوی کی بات کا بھرم رکھتے ہوئے اس کی تصدیق بھی کر دی۔ بھارتی گلوکارہ نے روہن پریت سے پہلی ملاقات اور بات شادی تک پہنچنے سے متعلق پوچھے گئے سوال پر کھل کر اظہار کیا۔ نیہا ککڑ نے کہا کہ جب میں نے روہن کو شادی کیلئے کہا تو وہ رونے لگ گئے جس پر میں نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو ابھی بھی موقع ہے بات کو یہیں پر روک لیتے ہیں شادی نہیں کرتے ہیں۔ اس پر روہن پریت سنگھ نے اپنی بیوی کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ وہ دراصل خوشی کے آنسو تھے۔

کریتی سینن نے نئے سال کیساتھ نئے عزائم باندھ لئے، الگ راستہ بھی چن لیا

نئے سال پر عہد باندھنے والی نہیں ہوں، اس سال میں نے اظہار کا راستہ چن لیا، اپنی سوچوں کو لکھوں گی، اداکارہ

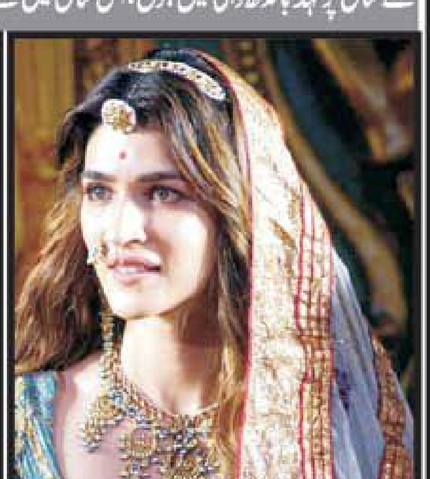

ممبئی (این این آئی) بالی ووڈ کی خوبرو اداکارہ کریتی سینن نے نئے سال کے ساتھ نئے عزائم باندھ لئے اور ساتھ ہی ایک الگ راستہ بھی چن لیا ہے۔ بھارتی میڈیا [illegible]

عزائم کے اظہار کیلئے سوشل میڈیا پر ایک پوسٹ شیئر کی ہے۔ انسٹاگرام پر شیئر پوسٹ میں خوبرو بھارتی اداکارہ نے نئے سال 2021ء کی ڈائری کی تصویر شیئر کی اور ساتھ ہی پیغام بھی لکھا۔ کریتی سینن نے 'ان کمپلی کیٹڈ' کے ہیش ٹیگ کے ساتھ شیئر کردہ اپنے پیغام میں کھل کر جذبات کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ انسان زیادہ تر اپنے جذبات کو دبا دیتے ہیں، جب ہم غم، خوف، غصہ، مایوسی اور عدم تحفظ جیسے جذبات کا اظہار کرتے ہیں، تو اُسے ہماری کمزوری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بالی ووڈ اداکارہ نے مزید کہا کہ لیکن جب ہم بچے ہوتے ہیں تو زور سے روتے ہیں، چیختے ہیں، چھوٹی چھوٹی چیزوں پر ہنستے ہیں اور بغیر سوچے بولتے ہیں، تو ہم اسے عام سے بات سمجھتے ہیں۔ کریتی سینن نے یہ بھی کہا کہ لیکن جیسے ہی ہم بڑے ہوتے ہیں، تو ہم رویے سیکھتے ہیں، ہم محسوس کچھ کرتے ہیں اور کہتے کچھ اور ہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نئے سال پر عہد باندھنے والی نہیں ہوں، لیکن اس سال میں نے اظہار کا اپنا راستہ چن لیا، اپنی سوچوں کو لکھوں گی۔ خوبرو اداکارہ نے ساتھ ہی مداحوں سے [illegible]

عائشہ خان نے 2021 کی پہلی سیلفی شیئر کر دی

ہم سال 2021 کیلئے تیار ہیں، سابق اداکارہ

اسلام آباد (این این آئی) شوبز انڈسٹری کو خیرباد کہنے والی پاکستان کی سابق اداکارہ عائشہ خان نے [illegible] 2021 [illegible]

معاوضے کے فرق پر انیل کپور نے کرینہ کپور کو لاجواب کر دیا

آپ نے تو فلم میں کام کرنے کیلئے مجھ سے بہت سارے پیسے لئے ہیں، انیل کپور

[illegible] اداکاروں نے پرفارم کیا۔ کرینہ کپور نے شو کے آغاز میں ہی کہا کہ اب فلم انڈسٹری میں خواتین کیلئے حالات بدل رہے ہیں، اس پر آپ کی کیا رائے ہے۔ اس پر انیل کپور نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ میں نے ہمیشہ خواتین کو خود سے بالاتر محسوس کیا ہے، انہیں یہ احساس بھی کروانا چاہیے، میری بیوی اور بیٹی اپنے فیصلے خود کرتی ہیں۔

[illegible] خواتین اداکاروں کے معاوضے میں فرق کا تذکرہ کیا، ساتھ ہی مثال دی کہ بالی ووڈ میں بہت سے مرد اداکار اپنی خواتین کو برابری کا معاوضہ دینے کے حامی ہیں۔ اس پر انیل کپور نے اداکارہ سے کہا کہ تم نے تو مجھ بہت زیادہ پیسے لئے ہیں جس پر کرینہ کپور ہنس دیں اور خاموش ہو گئیں۔ انہوں نے ساتھ ہی بات بدلتے ہوئے کہا کہ [illegible]

ایک مخصوص لابی میرے خلاف منفی پراپیگنڈے میں مصروف رہتی ہے، ہما علی

لاہور (این این آئی) [illegible]

ہمیں اپنے دل سے حکومتی سرپرستی کا خیال نکال دینا چاہیے، غلام محی الدین

لاہور (این این آئی) [illegible]

خوبصورت بیوی وہ ہے جو آپ کو جنت کے قریب لائے، مفتی انس

کراچی (این این آئی) [illegible]

ونڈر وومن 1984 نے 100 ملین ڈالرز کمالئے

ونڈر وومن کی کاسٹ، ہدایت کار اور عملے کو مبارکباد پیش کرتے ہیں، جیف گولڈ اسٹین

کراچی (این این آئی) ہالی ووڈ فلم ونڈر وومن 1984ء نے دنیا بھر میں 100 ملین ڈالرز کمالیے ہیں۔ فلم کے ڈسٹری بیوٹرز کے مطابق پیٹی جینکنز کی ہدایت کاری میں بننے والی فلم ونڈر وومن، جس میں گال گاڈٹ، کرسٹن وگ، پیڈرو پاسکل اور کرس پائن نے اداکاری کے جوہر دکھائے ہیں نے دنیا بھر میں 100 ملین ڈالرز کا بزنس کر لیا ہے۔ فلم کے ڈومیسٹک ڈسٹری بیوٹر جیف گولڈ اسٹین اور انٹرنیشنل فلم ڈسٹری بیوشن کے صدر اینڈریو کرپس نے نئے سال کے موقع پر ونڈر وومن کے حوالے سے مشترکہ بیان جاری کیا ہے۔ جیف گولڈ اسٹین اور اینڈریو کرپس نے بیان میں کہا کہ وہ ونڈر وومن کی کاسٹ، ہدایت کار اور عملے کو مبارک باد پیش کرتے ہیں، فلم بینوں کی محبت ناقابل بیان ہے، یہ ایک سنسنی خیز تجربہ ہے۔ دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی بازار سینما ہاؤسز کھلے ہیں وہاں ڈیانا پرنس کی ایکشن سے بھرپور کہانی کو خوب پذیرائی بخشی گئی ہے۔ بھارت میں اس فلم کو چند دن قبل ہی ریلیز کیا گیا، بھارتی اخبار کی نقاد نے اس فلم کو 2 سٹار دیے تاہم انہوں نے جینکنز کے کام کی تعریف کی۔

Imroz Sports

امروز کھیل

بابر اعظم نیوزی لینڈ کے خلاف دوسرا ٹیسٹ میچ نہیں کھیلیں گے

بابر اعظم قومی ٹیم کے کپتان اور اہم ترین بیٹسمین ہیں، ہم کوئی جلد بازی نہیں کریں گے، ڈاکٹر سہیل سلیم

میڈیکل ٹیم بابر اعظم کی انجری کا مسلسل جائزہ لے رہی ہے اور ہم پر امید ہیں کہ وہ جنوبی افریقہ کے خلاف ہوم سیریز کے لیے ہمیں مکمل طور پر دستیاب ہوں گے

کرائسٹ چرچ (این این آئی) پاکستان کرکٹ ٹیم کے کپتان بابر اعظم نیوزی لینڈ کیخلاف دوسرا ٹیسٹ میچ نہیں کھیلیں گے، ان کی جگہ وکٹ کیپر بیٹسمین محمد رضوان تین جنوری سے ہیگلے اوول میں کھیلے جانے والے میچ میں پاکستان کی قیادت کریں گے۔ کرائسٹ چرچ پہنچنے پر بابر اعظم نے گزشتہ روز مکمل نیٹ سیشن کیا تاہم نیٹ کے دوران انہوں نے اپنے ہاتھ کے انگوٹھے میں ہلکا درد محسوس کیا۔ دو جنوری کو کرائسٹ چرچ میں بارش کے باعث بابر اعظم قومی ٹیم کے نیٹ سیشن کے دوران بیٹنگ پریکٹس نہیں کر سکے، لہٰذا ٹیم مینجمنٹ نے کوئی بھی خطرہ مول نہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ بابر اعظم اپنے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا فریکچر ہونے کی وجہ سے نیوزی لینڈ کے خلاف ٹی ٹونٹی سیریز اور پہلا ٹیسٹ میچ نہیں کھیل سکے تھے۔ ڈاکٹر قومی کرکٹ ٹیم ڈاکٹر سہیل سلیم نے کہا کہ بابر اعظم کی انجری میں بہتری واضح ہے، انہوں نے گزشتہ روز باقاعدہ نیٹ سیشن میں حصہ لیا ہے۔ ڈاکٹر سہیل سلیم نے کہا کہ بابر اعظم قومی ٹیم کے کپتان اور اہم ترین بیٹسمین ہیں، لہٰذا ہم کوئی جلد بازی نہیں کریں گے۔ ڈاکٹر سہیل سلیم نے کہا کہ میڈیکل ٹیم بابر اعظم کی انجری کا مسلسل جائزہ لے رہی ہے اور ہم پر امید ہیں کہ وہ جنوبی افریقہ کے خلاف ہوم سیریز کے لیے ہمیں مکمل طور پر دستیاب ہوں گے۔ اسی لئے بابر اعظم قومی ٹیم کے کپتان اور اہم ترین بیٹسمین ہیں، ہم کوئی جلد بازی نہیں کریں گے، کیونکہ وہ ہمارے مین ہتھیار ہیں

ہمارے پاس ٹیسٹ میچ جیت کر سیریز برابر کرنے کا موقع ہے، محمد رضوان

بابر اعظم جنوبی افریقہ کے خلاف ہوم سیریز میں واپس آئیں گے تو اچھا کمبی نیشن بنے گا

کرائسٹ چرچ (این این آئی) قومی کرکٹ ٹیم کے ٹیسٹ کپتان محمد رضوان نے کہا ہے کہ ہمارے پاس ٹیسٹ میچ جیت کر سیریز برابر کرنے کا موقع ہے۔ اپنے بیان میں محمد رضوان نے کہا کہ ٹور کا آخری میچ ہمیشہ بہت اہم ہوتا ہے، ابتدائی دونوں ٹی ٹونٹی میچز ہارنے کے بعد ہم نے آخری میچ میں کامیابی حاصل کی، آخری ٹی ٹونٹی میچ جیتنے سے جو مومنٹم پکڑا اس کا ٹیسٹ میچ میں فائدہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ سیریز ابھی ہمارے ہاتھ سے نہیں نکلی، تمام کھلاڑی پر اعتماد ہیں، ہمارے پاس ٹیسٹ میچ جیت کر سیریز برابر کرنے کا موقع ہے۔ انہوں نے کہا کہ بابر اعظم ایک بہادر کھلاڑی ہیں، انہوں نے پہلے بھی بہت قربانیاں دی ہیں، بابر اعظم کا ماننا ہے کہ ابھی انہیں مکمل فٹنس کے لیے وقت درکار ہے، وہ سو فیصد فٹ ہوئے بغیر ملک کی نمائندگی کا نہیں سوچ سکتے۔

سارو و گنگولی کی طبیعت ناساز، دل کا دورہ پڑنے پر کولکتہ ہسپتال میں داخل

کولکتہ (این این آئی) بھارتی کرکٹ بورڈ (بی سی سی آئی) کے صدر اور سابق کپتان سارو و گنگولی کی طبیعت ناساز، دل کا دورہ پڑنے پر کولکتہ کے ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ بھارت کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان اور بی سی سی آئی کے صدر سارو و گنگولی کو دل کی تکلیف کے باعث کولکتہ کے اسپتال میں داخل کر دیا گیا جہاں ان کی انجیو پلاسٹی کی جائیگی۔ سارو و گنگولی کو صبح ورک آؤٹ کے بعد دل کی تکلیف کی شکایت ہوئی، انہیں فوری طور پر کولکتہ کے اسپتال لے جایا گیا

سر سبز پاکستان انڈر 19 پولو کپ ٹورنامنٹ ایل پی سی ریمنگٹن فارما کی ٹیم نے جیت لیا

ایل جی پی سی سروس ٹائرز کی ٹیم نے ایل پی سی اے او ایس کو 5-6 سے ہرا کر تیسری پوزیشن حاصل کی

لاہور (این این آئی) جناح پولو اینڈ کنٹری کلب کے زیراہتمام سر سبز پاکستان انڈر 19 پولو کپ 2020-21ء ٹورنامنٹ ایل پی سی ریمنگٹن فارما کی ٹیم نے جیت لیا۔ فائنل میں زبردست مقابلے کے بعد جے پی سی کولٹس کی ٹیم کو 4-7 سے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ادھر ایل جی پی سی سروس ٹائرز کی ٹیم نے ایل پی سی اے او ایس کو 5-6 سے ہرا کر تیسری پوزیشن حاصل کی۔ تفصیلات کے مطابق سرد موسم بھی جونیئر کھلاڑیوں کو زبردست پولو مقابلے میں شرکت سے نہ روک سکا۔ اس موقع پر مہمان خصوصی پولو لیجنڈ عرفان علی حیدر تھے۔ اس موقع پر جنرل آفیسر کمانڈ میجر جنرل محمد رضا ایزد، صدر کلب لیفٹیننٹ کرنل (ر) شعیب آفتاب، سیکرٹری میجر (ر) بابر محبوب، سابق ٹیسٹ کرکٹر انضمام الحق، کامران اکمل، سہیل تنویر، فاطمہ گروپ کے ڈائریکٹرز علی مختار، عباس مختار اور تماشائیوں کی بڑی تعداد موجود تھی۔ فائنل میچ کافی دلچسپ رہا۔ لاہور پولو کلب کی ٹیم ریمنگٹن فارما نے جے پی سی کولٹس کو 4-7 سے ہرا دیا۔ ایل پی سی ریمنگٹن فارما کی طرف سے راجہ جلال ارسلان نے شاندار کھیل پیش کیا اور چھ خوبصورت گول سکور کیے جبکہ بازل فیصل کھوکھر نے ایک گول سکور کیا۔ ہارنے والی جے پی سی کولٹس کی طرف سے امین رحمان نے دو، مصطفیٰ عزیز اور سید محمد تراب رضوی نے ایک ایک گول سکور کیا۔ ادھر تیسری چوتھی پوزیشن کے میچ میں ایل جی پی سی سروس ٹائرز نے ایل پی سی اے او ایس کی ٹیم کو سڈن ڈیتھ پر پانچویں چکر میں 5-6 سے ہرا دیا۔

نیوزی لینڈ کے خلاف کارکردگی پر ایوارڈ ملنے پر فواد عالم خوشی سے نہال

کراچی (این این آئی) نیوزی لینڈ کے خلاف پہلے ٹیسٹ میچ کی دوسری اننگز میں شاندار سنچری بنانے والے فواد عالم نے ایوارڈ ملنے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ٹوئٹر پر پیغام میں لکھا کہ مجھے پاکستان کی نمائندگی کرنے میں بیحد خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ مجھ پر بہت مہربان رہے۔ فواد عالم نے تمام ساتھ دینے اور سپورٹ کرنے والوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جس کے جواب میں ان کے مداحوں نے کرکٹر کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا

اولمپکس گیمز میں پاکستان کیلئے گولڈ میڈل جیتنا چاہتی ہوں، آمنہ عامر قادری

سوئمنگ کو فروغ دینے کیلئے حکومت ہر ضلع میں سوئمنگ پول بنائے، نیشنل جونیئر سوئمر کی میڈیا سے گفتگو

لاہور (این این آئی) گولڈ میڈلسٹ نیشنل جونیئر سوئمر آمنہ عامر قادری نے کہا کہ اولمپکس گیمز میں پاکستان کی نمائندگی کرنے کا خواب دیکھا ہے جس کو حقیقت کا روپ دینے کیلئے اپنے کوچز اورنگزیب اور فاروق نذیر کی زیر نگرانی خوب محنت کر رہی ہوں، مجھے پورا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ میری محنت کا صلہ ضرور دے گا اور میں اولمپکس گیمز میں پاکستان کیلئے گولڈ میڈل جیتنے میں کامیاب ہو جاؤں گی۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ملک میں سوئمنگ پولز کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے جب تک پاکستان کے ہر ضلع میں عالمی معیار کے سوئمنگ پول نہیں بنیں گے تب تک سوئمنگ کا کھیل فروغ نہیں پاسکتا، پاکستان اگر ایشیا سمیت دُنیا بھر میں منعقد ہونے والے سوئمنگ کے کھیل میں میڈلز جیتنا چاہتا ہے تو حکومت تمام تعلیمی اداروں میں سوئمنگ کی تربیت کو لازمی قرار دے۔ گولڈ میڈلسٹ نیشنل جونیئر سوئمر آمنہ عامر قادری نے کہا کہ سوئمنگ ایک مشکل کھیل ہے جس کی ترقی حکومت کی سرپرستی کے بغیر ممکن نہیں ہے، سکولز اور کالجز کی سطح پر زیادہ سے زیادہ سوئمنگ ایونٹس کے انعقاد کو یقینی بنایا جائے تو نیا ٹیلنٹ سامنے آسکتا ہے۔

ملتان، کمشنر جاوید اختر کرکٹ میچ کی فاتح ٹیم کے کپتان کو ٹرافی دے رہے ہیں

ایوارڈ حاصل کرنے والے کھلاڑی محنت جاری رکھتے ہوئے ملک و قوم کیلئے باعث فخر بنیں، شاہد آفریدی

ایوارڈ کیلئے نامزدگی بھی ایک بڑی کامیابی ہے اور آپ کی بہترین پرفارمنس کا منہ بولتا ثبوت ہے، سابق کپتان کا بیان

کراچی (این این آئی) قومی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان شاہد آفریدی نے پی سی بی ایوارڈز اپنے نام کرنے والے تمام کھلاڑیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اسی طرح محنت جاری رکھتے ہوئے ملک و قوم کیلئے باعث فخر بنیں۔ انہوں نے اپنے حالیہ سوشل میڈیا پیغام میں پی سی بی ایوارڈز جیتنے والے تمام کھلاڑیوں کو مبارکباد دی جبکہ ایوارڈ کیلئے نامزد کھلاڑیوں کا بھی حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا کہ ایوارڈ کیلئے نامزدگی بھی ایک بڑی کامیابی ہے اور آپ کی بہترین پرفارمنس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ شاہد آفریدی نے کہا کہ اپنی پرفارمنس پر اسی طرح قائم رہیں اور ملک کو اور شائقین کرکٹ کو 2021 اور اس کے بعد بھی باعث فخر بنائیں۔ خیال رہے کہ گزشتہ روز پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) نے پی سی بی ایوارڈز کا اعلان اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر کیا۔ قومی کرکٹ ٹیم کے کپتان بابر اعظم، وکٹ کیپر محمد رضوان، فواد عالم اور ویمنز ٹیم کی آل راؤنڈر عالیہ ریاض نے پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) ایوارڈز اپنے نام کرنے میں کامیاب رہے۔ قومی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان شاہد آفریدی نے پی سی بی ایوارڈز اپنے نام کرنے والے تمام کھلاڑیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اسی طرح محنت جاری رکھتے ہوئے ملک و قوم کیلئے باعث فخر بنیں۔ انہوں نے اپنے حالیہ سوشل میڈیا پیغام میں پی سی بی ایوارڈز جیتنے والے تمام کھلاڑیوں کو مبارکباد دی جبکہ ایوارڈ کیلئے نامزد کھلاڑیوں کا بھی حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا کہ ایوارڈ کیلئے نامزدگی بھی ایک بڑی کامیابی ہے اور آپ کی بہترین پرفارمنس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ شاہد آفریدی نے کہا کہ اپنی پرفارمنس پر اسی طرح قائم رہیں اور ملک کو اور شائقین کرکٹ کو 2021 اور اس کے بعد بھی باعث فخر بنائیں۔ خیال رہے کہ گزشتہ روز پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) نے پی سی بی ایوارڈز کا اعلان اپنے ٹوئٹر اکاؤنٹ پر کیا۔ قومی کرکٹ ٹیم کے کپتان بابر اعظم، وکٹ کیپر محمد رضوان، فواد عالم اور ویمنز ٹیم کی آل راؤنڈر عالیہ ریاض نے پاکستان کرکٹ بورڈ (پی سی بی) ایوارڈز اپنے نام کرنے میں کامیاب رہے۔

لاہور، صوبائی وزیر کھیل برائے تیمور بھٹی سپورٹس ایونٹس کے حوالے سے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں

آسٹریلیا، بگ بیش لیگ میں تھنڈر کے عثمان خواجہ رینی گیڈز کیخلاف میچ میں شاٹ کھیل رہے ہیں

پاکستانی لڑکی نے عالمی میموری چیمپئن شپ جیت لی

ایونٹ میں بچوں اور عمر رسیدہ افراد سمیت نوجوان حصہ لیتے ہیں

لندن (این این آئی) برطانوی دارالحکومت لندن میں ہر سال ہونے والا یادداشت اور انسانی صلاحیتوں کے مختلف مقابلوں کا عالمی ایونٹ پاکستانی لڑکی نے جیت لیا۔ پاکستانی لڑکی ایما عالم نے لندن میں ہونے والی گلوبل میموری چیمپئن شپ 2020 جیت کر دنیا کے 16 ممالک کے افراد کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ورلڈ میموری چیمپئن شپ کی جانب سے جاری بیان کے مطابق پاکستانی لڑکی ایما عالم نے ایونٹ میں ہونے والے 10 مختلف قسم کے مقابلوں میں دوسرے ممالک کے شرکا کو پیچھے چھوڑتے ہوئے چیمپئن جیت لی۔ گلوبل میموری چیمپئن شپ میں چین، بھارت، ملائیشیا، قطر، مصر، امریکا اور برطانیہ سمیت مجموعی طور پر 16 ممالک کے 300 شرکا نے حصہ لیا اور یہ ایونٹ دسمبر 2020 میں لندن میں ہوا۔ اس سال 29 ویں سالانہ ایونٹ منعقد کیا گیا تھا، جس میں ایما عالم سمیت 5 پاکستانی نوجوانوں نے حصہ لیا تھا۔ پاکستانی ٹیم نے ایونٹ کے 10 مختلف کیٹگریز کے مقابلوں میں حصہ لیا اور بعض کیٹگریز میں پاکستانی ٹیم نے ریکارڈز بھی بنائے۔ چیمپئن شپ میں جہاں پاکستانی ٹیم نے نمایاں کارکردگی دکھائی، وہیں ایما عالم نے چین، بھارت، امریکا، برطانیہ اور دیگر ممالک کے شرکا کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ایونٹ اپنے نام کر لیا۔ ایونٹ میں بچوں اور عمر رسیدہ افراد سمیت نوجوان حصہ لیتے ہیں، تاہم مجموعی طور پر ہر عمر کے افراد میں سے صرف ایک ہی شخص کو چیمپئن قرار دیا جاتا ہے اور اس سال ایما عالم کو چیمپئن قرار دیا گیا۔ ایما عالم نے ایونٹ میں ایڈلٹ کے طور پر شرکت کی تھی اور انہوں نے کئی مقابلوں میں دوسری اور تیسری پوزیشن بھی حاصل کی

کرائسٹ چرچ میں بارش کے باعث قومی ٹیسٹ کا ٹریننگ سیشن متاثر، آدھا گھنٹہ پریکٹس کر سکے

کرائسٹ چرچ (این این آئی) کرائسٹ چرچ میں بارش کے باعث قومی ٹیسٹ اسکواڈ کا ٹریننگ سیشن متاثر ہوا اور بلے بازوں نے آدھا گھنٹہ ہی نیٹ سیشن میں حصہ لیا، فاسٹ باؤلرز نے نیٹ سیشن میں حصہ نہ لیا، کھلاڑیوں نے گراؤنڈ میں وارم اپ سیشن کے علاوہ فیلڈنگ پریکٹس کی، پاکستان اور نیوزی لینڈ کے مابین سیریز کا آخری ٹیسٹ میچ (آج) اتوار سے شروع ہوگا، دونوں ٹیموں کے مابین ٹیسٹ میچ ہیگلے اوول میں کھیلا جائے گا۔ نیٹ سیشن میں حصہ نہ لیا، کھلاڑیوں نے گراؤنڈ میں وارم اپ سیشن کے علاوہ فیلڈنگ پریکٹس کی، پاکستان اور نیوزی لینڈ کے مابین سیریز کا آخری ٹیسٹ میچ (آج) اتوار سے شروع ہوگا، دونوں ٹیموں کے مابین ٹیسٹ میچ ہیگلے اوول میں کھیلا جائے گا۔

کشمیر پریمیر لیگ کے حوالے سے 5 جنوری سے ٹرائل روع ہونگے

اسلام آباد (این این آئی) کشمیر پریمیر لیگ کے حوالے سے 5 جنوری سے ٹرائل شروع ہونگے۔ منگل کو تقریب کے دوران چیئرمین کشمیر پریمیر لیگ عارف ملک نے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ کشمیر پریمیر لیگ کے حوالے سے 5 جنوری کو میرپور، 6 جنوری کو باغ، 7 جنوری کو مظفرآباد میں ٹرائلز ہوں گے، ہزاروں کی تعداد میں نوجوان ٹرائلز میں حصہ لیں گے، کشمیر پریمیر لیگ کے زریعے نوجوان کھلاڑی ڈومیسٹک ٹیم اور پھر پی ایس ایل میں بھی کھیلیں گے، کشمیر پریمیر لیگ کے دوران بھی فنڈ ریزنگ کا کام کیا جائے گا۔ ہزاروں کی تعداد میں نوجوان ٹرائلز میں حصہ لیں گے، کشمیر پریمیر لیگ کے زریعے نوجوان کھلاڑی ڈومیسٹک ٹیم اور پھر پی ایس ایل میں بھی کھیلیں گے، کشمیر پریمیر لیگ کے دوران بھی فنڈ ریزنگ کا کام کیا جائے گا۔

گوجرانوالہ، انٹر کلب ہاکی چیمپئن شپ جیتنے والی ٹیم کا ٹرافی کے ساتھ گروپ فوٹو

بقیہ 1

فلسطینی مسلمانوں سے یکجہتی کا مثالی اظہار کریں گے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے کراچی میں جے یو آئی سندھ کے سیکرٹری جنرل علامہ راشد محمود سومرو سے ان کے برادر نسبتی کے انتقال پر تعزیت کے دوران گفتگو کرتے ہوئے کیا۔اس موقع پر صوبائی نائب امیر مولانا عبد الکریم عابد، ڈاکٹر نصیر الدین سواتی، مولانا محمد غیاث، سمیع الحق سواتی، مولانا احسان اللہ ٹکروی، مولانا حسن لانگا، مولانا نور الحق، شرف الدین اندھڑ ودیگر بھی موجود تھے۔سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری، اور علامہ راشد محمود سومرو نے جماعتی ذمہ داران سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ نااہل اور ناجائز حکمران پی ڈی ایم کی تحریک سے حواس باختہ ہو کر اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہیں، نیب کو گھر کی لونڈی بنا کر حکومت مخالف رہنماؤں کیخلاف استعمال کیا جا رہا ہے، نیب کی جانبداری زبان زد عام ہو چکی ہے نیب اپنی تمام توانائیاں اپوزیشن لیڈرشپ کی کردار کشی اور تضحیک کیلئے بروئے کار لا رہا ہے جو کہ انتہائی شرمناک عمل ہے، قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن کی حالیہ کردار کشی مہم نیب کی اسی سطحی ذہنیت کی عکاسی ہے، انہوں نے جمعیت علما اسلام کراچی کے ذمہ داران سے کہا کہ وہ 21 جنوری کو اسرائیل نامنظور مارچ اور جلسہ عام کی کامیابی کیلئے عوامی مہم کو تیز کریں، گلی گلی، محلہ محلہ جا کر اسرائیل سے پینگیں بڑھانے والوں کو بے نقاب کریں، سلیکٹڈ حکمران کشمیریوں کو فراموش کرنے کے بعد فلسطین کا قضیہ بھی زمین بوس کرنے کی سازشوں میں مصروف عمل ہیں۔لیکن مولانا فضل الرحمٰن اور جمعیت علما اسلام نے جس طرح حکمرانوں کی کشمیر فروشی کا پردہ چاک کیا ہم قبلہ اول کی حرمت کیلئے پاکستانی عوام کو بیدار کر کے فلسطینی مسلمانوں سے یکجہتی کا اظہار کریں گے۔انہوں نے کہا کہ جمعیت علما اسلام کی صفوں میں قیادت پر اعتماد اور بھرپور یکجہتی ہے، کارکنان کا قیادت پر مسلسل اور غیر متزلزل اعتماد ہی جمعیت کی طاقت ہے جس سے مخالفین خائف ہیں۔مولانا عبدالغفور حیدری نے واشگاف الفاظ میں حکومتی [illegible] مولانا فضل الرحمٰن کی قیادت میں پوری اپوزیشن متحد اور پی ڈی ایم کی تحریک فیصلہ کن راؤنڈ میں داخل ہو چکی ہے، ہم بہت جلد ان نااہل اور ناجائز حکمرانوں سے قوم کو چھٹکارا دلائیں گے۔

بقیہ 2

پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پی ڈی ایم 31 جنوری کا انتظار کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس عوام کا مینڈیٹ ہے، وزیر اعظم عمران خان کو ایوان کا اعتماد حاصل ہے۔انہوں نے کہا کہ پی ڈی ایم کے کہنے پر کوئی مستعفی نہیں ہوگا، شاہ محمود قریشی نے کہا کہ پی ڈی ایم کی ساڑھے 5 گھنٹے کی طویل نشست بے نتیجہ رہی، پوری قوم پی ڈی ایم کی حقیقت جان چکی ہے۔وزیر خارجہ نے کہا کہ پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ (پی ڈی ایم) کے احتجاج سے ہمیں کوئی ٹینشن نہیں، جو فیصلہ ہوا وہ احتجاج کا ہے کیا کر لیں گے؟ وزیر خارجہ نے کہا کہ عوام اپوزیشن کی اصلیت پہچان چکے ہیں، ان کے جلسے جلوسوں میں جان نہیں ہے۔

بقیہ 3

کو تحفظ فراہم کرنا ہماری حکومتی ذمہ داری ہے۔کسی بھی شخص کو چاہے وہ کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت سے ہو؛ کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔انہوں نے کہا کہ کرک ٹیمپل واقعہ دراصل پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے کیا گیا ہے، اس واقعہ کے پیچھے وہی عناصر شامل ہیں جن کو یورپی یونین کی ڈس انفولیب نے ایکسپوز کیا ہے۔

بقیہ 4

سینیٹ کا بائیکاٹ کریں گے، لانگ مارچ ضرور کریں گے، ہم آپ کے استقبال کی تیاری کریں گے، مولانا فضل الرحمٰن کی ہوائیاں اڑی ہوئی ہیں، اسلام اور اسلام آباد میں فرق رکھنا چاہیے، ملک میں تمام مذہبی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنا ہماری حکومتی ذمہ داری ہے۔[illegible] انہوں نے کہا کہ 15 لاکھ پناہ گزینوں اور 8 لاکھ افغانوں کا ڈیٹا ہے، [illegible] افغان مہاجرین غیر قانونی ہیں اور ان کے بارے میں فیصلہ کیا جا رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ 2 لاکھ افغانوں کے کارڈ بلاک کیے ہیں، [illegible] 300 [illegible] انہوں نے بتایا کہ ایک لاکھ 37 ہزار [illegible] کارڈز [illegible] بلاک ہوئے ہیں، [illegible] 7 ہزار کو بھی جاری کیے گئے ہیں، [illegible] انہوں نے کہا کہ وزارت داخلہ میں چین اور افغانستان کے ویزا میں کرپشن تھی، [illegible] ختم کر دیا ہے، اور 192 ممالک کو ویزا آن لائن کر دیا ہے۔اس موقع پر انہوں نے اوورسیز پاکستانیوں سے کہا کہ آپ کو کوئی شکایت ہو تو [illegible] انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ (ن) کے قائد نواز شریف کی پاکستان واپسی کے لیے وفاقی حکومت کے اقدامات جاری ہیں۔انہوں نے کہا کہ 16 فروری کو نواز شریف کا پاسپورٹ ختم ہو رہا ہے، [illegible] 16 فروری سے پہلے آ جائیں [illegible] اپوزیشن جماعتوں پر تنقید کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ (پی ڈی ایم) نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ضمنی انتخابات میں حصہ لیں گے، [illegible] اور پی ڈی ایم نے شکست تسلیم کر لی ہے۔[illegible]

انہوں نے اچھا کھیلا ہے اور مجھے شک ہے کہ پیپلز پارٹی اپنے لیے بہتر راستے تلاش کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ کرک ٹیمپل واقعہ کا سخت نوٹس لیا ہے، واقعے کے ماسٹر مائنڈ مولانا شریف سمیت 36 افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔شیخ رشید احمد کے مطابق واقعہ میں ملوث تمام افراد کے ساتھ قانون کے مطابق سختی سے نمٹا جائیگا۔ان کو قرار واقعی سزائیں دلائی جائیں گی۔انہوں نے کہا کہ ملک میں تمام مذہبی اقلیتوں کو تحفظ فراہم کرنا ہماری حکومتی ذمہ داری ہے۔انہوں نے کہا کہ کسی بھی شخص کو چاہے وہ کسی بھی سیاسی یا مذہبی جماعت سے ہو؛ کسی بھی مذہب کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔انہوں نے کہا کہ کرک ٹیمپل واقعہ دراصل پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔اس واقعہ کے پیچھے وہی عناصر شامل ہیں جن کو یورپی یونین کی ڈس انفولیب نے ایکسپوز کیا ہے۔

بقیہ 5

ریونیو جاوید غنی، چیئرمین نیا پاکستان ہاؤسنگ ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور نجی شعبے کے لوگوں پر مشتمل کمیٹی کو قابل عمل حل پیش کرنے کی ہدایت کی۔یہ فیصلہ ہاؤسنگ اینڈ کنسٹرکشن سے متعلق قومی رابطہ کمیٹی (این سی سی) کے اجلاس کے دوران کیا گیا تھا جس میں بلڈرز اور ڈویلپرز نے بھی شرکت کی تھی۔نجی ٹی وی نے ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ وزیر اعظم نے کمیٹی کو سٹیل بارز کی مقامی پیداوار، صارفین کی دلچسپی اور حکومت کے ریونیو پر اثرات سے متعلق تفصیلی تحقیقاتی تجزیے کے بعد سٹیل بارز کی قیمتوں میں مسلسل اضافے پر حکمت عملی تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

بقیہ 6

دو ماہ کے دوران میڈیا سے تعلق رکھنے والے 5 افراد کو قتل کیا جا چکا ہے۔افغان حکام کے مطابق گزشتہ روز صوبہ غور کے شہر فیروزکوہ کے قریب صحافی کو مسلح افراد نے گولی مار کر قتل کیا۔28 سالہ صحافی مقامی ریڈیو اسٹیشن کا ایڈیٹر ان چیف تھا، صحافی کے قتل کی ذمہ داری کسی گروپ نے ابھی قبول نہیں کی۔حالیہ دنوں میں افغانستان میں صحافیوں، حکومتی اہلکاروں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کی ٹارگٹ کلنگ میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔

بقیہ 7

آئے روز قیمتوں کو بڑھانے سے ملک میں کاروبار تباہ ہو رہا ہے [illegible] پاکستان کے تاجروں کی انڈسٹری اور تجارت دن بدن ختم ہوتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے [illegible] مزدور طبقہ پریشان ہے۔قیمتوں کے اضافے سے عوام پر کافی اثر پڑ رہا ہے حکومت پیٹرولیم کی مصنوعات کے قیمتوں میں اضافے سے گریز کریں تا کہ تاجر برادری اور عوام [illegible] مہنگائی [illegible] غربت [illegible] صوبہ [illegible] پانی جیسے [illegible] تاجروں [illegible] دوسری طرف ایف بی آر [illegible] مارکیٹوں [illegible] اگر یہی حال رہا تو تاجر برادری اپنی دکانوں اور فیکٹریوں کو تالا لگا کر کاروبار بند کرنے کا اعلان کرے گی۔

بقیہ 8

آپریشن سینٹر کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران 38 ہزار 229 کورونا ٹیسٹ کئے گئے، جس کے بعد مجموعی کووڈ 19 ٹیسٹس کی تعداد 67 لاکھ 75 ہزار 307 ہوگئی ہے۔گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر میں مزید 2 ہزار 184 نئے کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، اس طرح پاکستان میں کورونا کے مصدقہ مریضوں کی تعداد 4 لاکھ 84 ہزار 362 ہوگئی ہے۔سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اب تک سندھ میں 2 لاکھ 16 ہزار 632، پنجاب میں ایک لاکھ 39 ہزار 341، خیبر پختونخوا میں 59 ہزار 23، اسلام آباد میں 38 ہزار 020، بلوچستان میں 18 ہزار 181، آزاد کشمیر میں 8 ہزار 303 اور گلگت بلتستان میں 4 ہزار 862 افراد میں کورونا کی تشخیص ہوئی ہے۔سرکاری اعداد و شمار کے مطابق اس وقت ملک بھر میں کورونا کے فعال مریضوں کی تعداد 35 ہزار 130 ہوگئی ہے۔جب کہ 2 ہزار 355 زائد مریضوں کی حالت تشویشناک ہے۔گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر میں کورونا سے مزید 82 افراد جاں بحق ہوئے جس کے بعد اس وبا سے جاں بحق افراد کی مجموعی تعداد 10 ہزار 258 ہوگئی ہے۔این سی او سی کے مطابق کورونا سے ایک دن میں ایک ہزار 745 مریض صحت یاب ہوئے جس کے بعد صحت یاب ہونے والے مریضوں کی تعداد 4 لاکھ 38 ہزار 974 ہوگئی ہے۔

بقیہ 9

لاپتا کیے جانے والے افراد میں سے 3 ہزار 796 کا سراغ لگایا جا چکا ہے۔انکوائری کمیشن کے حالیہ اعداد و شمار کے مطابق [illegible] 921 کیسز سامنے آئے جن میں سے 2 ہزار 184 افراد واپس اپنے گھروں کو لوٹ گئے، 857 افراد کو نظر بند کر دیا گیا جبکہ 535 کو جیلوں میں قید کر دیا گیا۔جبری طور پر لاپتا کیے گئے افراد میں سے 220 کی لاشیں ملیں۔مجموعی طور پر 3 ہزار 796 افراد کا سراغ لگایا گیا۔جبری لاپتا ہونے کے سب سے زیادہ واقعات خیبر پختونخوا میں پیش آئے جہاں 2 ہزار 942 افراد لاپتا ہوئے جن میں سے 59 کی لاشیں برآمد ہوئیں، ایک ہزار 335 کا سراغ لگایا گیا، [illegible] ایک ہزار 643 افراد لاپتا ہوئے جن میں سے 55 مردہ حالت میں پائے گئے۔پنجاب میں سے ایک ہزار 432 افراد لاپتا ہوئے جن میں سے 66 کی لاشیں ملیں۔جبری گمشدگیوں کے حوالے سے سب سے زیادہ بدنام بلوچستان سے 537 کیسز سامنے آئے جن میں سے 222 کا سراغ لگا لیا گیا، جبکہ 30 افراد مردہ حالت میں ملے۔اسی طرح اسلام آباد سے 300، آزاد کشمیر سے 58 اور گلگت بلتستان سے 9 افراد جبری طور پر لاپتہ ہوئے۔

بقیہ 10

ملین ڈالر ملنے کی تصدیق کرتے ہوئے اپنی رقم کا بھی مطالبہ کر دیا ہے۔لندن ہائیکورٹ کے حکم پر حکومت پاکستان نے برطانوی فرم کو براڈ شیٹ کو یہ رقم ادا کی ہے تاہم فرم کا کہنا ہے کہ 3 ملین ڈالر مزید اور 5 ہزار ڈالر روزانہ سود کی ادائیگی باقی ہے۔برطانوی فرم نے کہا کہ بقیہ رقم کی ادائیگی تک 5 ہزار ڈالر روزانہ کی بنیاد پر سود بڑھتا جائے گا۔

بقیہ 11

حکومت معیشت اور آٹو موبائل انڈسٹری کے فروغ کے لیے کوشاں ہے، برطانیہ کی کمپنی کا پاکستان میں آنا اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان کی معیشت درست سمت میں گامزن ہے۔انہوں نے کہا کہ ایم جی جے ڈبلیو آٹو موبائل پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کرے گی، [illegible] حکومت آٹو موبائل انڈسٹری اور معیشت کو مزید مستحکم [illegible] کوشش جاری رکھے گی، [illegible] تمام تر مشکلات کے باوجود [illegible] سال کی شروعات میں پاکستان معیشت کے لیے ایک [illegible] امید کی کرن بھی ہے۔اس موقع پر ایم جی کو پاکستان لانے والے جاوید آفریدی نے کہا کہ پاکستان میں حکومت کی اچھی پالیسیوں کی وجہ سے معیشت درست سمت میں آگے بڑھ رہی ہے۔

بقیہ 12

انتہائی دردناک ہے۔انہوں نے کہا کہ نوجوان کے سفاکانہ قتل کے ذمہ دار وزیر داخلہ ہیں، شیخ رشید خود تو بے اولاد ہیں انہیں نہیں معلوم اولاد کا غم کتنا دردناک ہوتا ہے۔انہوں نے کہا کہ شیخ رشید خوف اور وحشت کی فضا قائم کر کے کٹھ پتلی حکومت نہیں بچا سکتے۔نیر بخاری نے سوگوار خاندان سے ہمدردی اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پیپلز پارٹی غمزدہ خاندان کے دکھ میں شریک ہے۔

بقیہ 13

چھاپا مار امفتی کفایت اللہ کے بھائی، بہنوئی اور دو بیٹوں کو گرفتار کر لیا۔تفصیلات کے مطابق مفتی کفایت اللہ کے خاندانی ذرائع نے دعویٰ کیا کہ پولیس نے مفتی کفالت اللہ کے بھائی، بہنوئی اور 2 بیٹوں کو حراست میں لے لیا۔مفتی کفایت اللہ کے خاندانی ذرائع نے بتایا کہ پولیس کارروائی کے دوران مفتی مفتی کفایت اللہ گھر پر موجود نہیں تھے۔دوسری جانب ڈی پی او صادق بلوچ نے واقعے کی تصدیق یا تردید سے انکار کر دیا ہے۔

بقیہ 14

پارٹی سے نکالا۔حافظ حسین احمد نے اپنے ویڈیو بیان میں کہا کہ ہم نے جے یو آئی میں کانٹ چھانٹ کا سلسلہ شروع کر دیا ہے، کانٹ چھانٹ کا پہلا نشانہ مولانا فضل الرحمٰن بن چکے ہیں اور بنتے رہیں گے۔انہوں نے کہا کہ نواز شریف صرف ایک کام جانتے ہیں "پیسا پھینک، تماشہ دیکھ"۔نواز شریف کی ملی بھگت سے محمد علی درانی شہباز شریف اور فضل الرحمٰن کو ملے، نواز شریف نے زرداری کو کنٹرول کرنے کے لئے مولانا کو پی ڈی ایم کا سربراہ بنوایا۔حافظ حسین احمد نے کہا کہ آصف علی زرداری سب پر بھاری نکلے، ضیاء الحق کی برسی سے شروع ہونے والی ن لیگ کی سیاست کو زرداری نے بے نظیر بھٹو کی برسی پر دفن کر دیا۔انہوں نے کہا کہ زرداری نے اپنا ویٹو کا حق بھی پی ڈی ایم سے منوالیا، سینٹ کا الیکٹرول کالج توڑنے، لانگ مارچ، 20 ستمبر کے تمام فیصلوں کو زرداری اور بلاول نے ویٹو کر دیا۔حافظ حسین احمد نے کہا کہ پی ڈی ایم نے اپنے فیصلوں پر پانی پھیر کر پیپلز پارٹی کے فیصلوں کو تسلیم کر لیا۔

بقیہ 15

روانہ ہونی تھی فلائٹ منسوخ ہونے کی وجہ سے کوئٹہ اور دیگر شہروں سے لاہور جانے والے مسافر شدید سردی میں رل گئے مسافروں نے ائیر پورٹ پر نجی ائیر لائن کے عملے کے خلاف شدید احتجاج کیا اور دوسرے شہروں کے مسافروں نے عملے سے مطالبہ کیا کہ ہمیں مقامی ہوٹلوں میں قیام کرایا جائے لیکن عملے کی جانب سے مسافروں کو ہوٹلوں میں قیام کرانے سے انکار کر دیا گیا واضح رہے کہ فلائٹ میں سابق ایڈووکیٹ جنرل رؤف عطا ایڈووکیٹ، تاجر، مریض اور دیگر مسافر بھی موجود تھے۔

بقیہ 16

دھماکے سے کئی قیمتی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے،،، سوئی سدرن گیس کمپنی کی جانب سے اس حوالے سے مہم بھی چلائی گئی،، اس مہم کے نتیجے میں ان واقعات میں معمولی کمی ضرور آئی، 2020 کے دوران بلوچستان کے علاقوں میں گیس کے باعث دم گھٹنے اور گیس دھماکوں کے تیرہ واقعات میں انیس افراد جان بحق جبکہ 27 زخمی اور بے ہوش ہوئے،،، ان واقعات میں پنجگور اور والبندین میں ایل پی جی سلنڈر سے گیس لیک سے دم گھٹنے سے ہلاک ہونے والے تین افراد بھی شامل ہیں،،، گذشتہ سال گیس لیک سے ہلاکت کا سب بڑا واقعہ نو جنوری کو کوئٹہ کے سبزل روڈ کے ایک مکان میں پیش آیا تھا جہاں گیس سے دم گھٹنے سے ایک خاندان کے پانچ افراد لقمہ اجل بنے تھے،،،

بقیہ 17

لورالائی لیفٹیننٹ کرنل محمد تسلیم ڈی آئی جی پولیس سید محسن علی کمانڈنٹ لورالائی سکاؤٹ کرنل شہریار لودھی رشید ناصر سردار سکندر حیات جوگیزئی سردار معصوم خان ترین قبائلی عمائدین سردار صاحبان تاجر برادری ودیگر سول فوجی اعلیٰ آفیسران نے شرکت کی انہوں نے کہا کہ چیف انسٹرکٹر سکول آف ایف سی اینڈ ٹریننگ سینٹر معزز مہمانان گرامی پاک آرمی اور فرنٹیئر کور کے آفیسرز سردار صاحبان یہ تاریخ میں پہلی دفعہ ہے کہ ایف سی بلوچستان میں خواتین اہلکاروں پر مشتمل دستے کی شمولیت تاریخ رقم کرنے جاری ہے آج کی پریڈ میں لیڈیز ریکروٹس کے دستے نے شامل ہو کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک کی بقاء اور سلامتی کیلئے وہ جوانوں کے شانہ بشانہ سیسہ پلائی دیوار کی طرح کھڑی ہیں آئی جی ایف سی میجر جنرل فیاض حسین شاہ نے کہا کہ آج کی پریڈ اور اعلیٰ معیار دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ یہاں کا تربیتی معیار پاکستان کے کسی بھی عسکری ادارے سے کم نہیں ہے جس کیلئے میں یہاں کے تربیتی عملے اور انتظامیہ کو بھی مبارکباد شاباش دیتا ہوں سینٹر میں کامیاب ٹریننگ آپ سب لوگوں کی زندگی میں پہلی منزل ہے اور آج کے بعد آپ اپنے ونگ میں نئی پیشہ وارانہ منزل کی جانب روانہ ہونگے جو کہ ایک کڑی آزمائش بھی ہے آنے والے وقت میں آپ لوگوں کو اپنی خواہشات اور خوشیوں کو ملک اور قوم کے مفاد اور بھلائی کے تابع کرنا ہوگا انہوں نے کہا کہ امید کرتا ہوں کہ اس نیک مقصد کیلئے آپ کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے آپ کے سینئر اور پہلے آنے والوں کی ملک اور صوبہ بلوچستان کیلئے خدمات بہت اہمیت کی حامل اور آپ سب کیلئے مشعل راہ ہیں انہوں کہا کہ معزز خواتین اور عزیز جوانوں آپ سب کو فخر ہونا چاہیے کہ آپ فرنٹیئر کور بلوچستان میں شامل ہونے جا رہے ہیں جس کی تاریخ قربانیوں اور شاندار کارناموں سے مزین ہے اس کور کا ماضی انتہائی شاندار اور مستقبل انشاء اللہ تابناک ہے آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پاکستان اور بالخصوص بلوچستان کو دہشتگردی کی عفریت کا سامنا رہا ہے دہشتگردوں نے نہ صرف عسکری اور ایف سی تنصیبات کو نشانہ بنایا ہے بلکہ مسجدوں عبادت گاہوں بازاروں اور سکولوں میں معصوم لوگوں کو نشانہ بنایا لیکن پاکستان اور بلوچستان کے عوام کے حوصلے پست کرنے میں ناکام رہے انہی عناصر کی سرکوبی اور انسداد دہشت گردی میں ایف سی ہمیشہ ہر اول دستے کی طرح سب سے آگے رہی ہے اور کسی بھی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کیا ہے اور نہ ہی کرے گی آئی جی ایف سی میجر جنرل فیاض حسین شاہ نے کہا کہ میں یہ بات فخر سے کہتا ہوں کہ بلوچستان میں رہنے والی تمام محب وطن اقوام کی مدد سے اور ایف سی کے جوانوں کی جوانمردی سے ہم نے دہشتگردی کی کمر توڑ دی ہے اس لازول جدوجہد میں ہمارے شہیدوں کا خون اور غازیوں کا غیر متزلزل حوصلہ شامل ہے میں اس موقع پر تمام شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنا آج ہمارے کل کیلئے قربان کر دیا اور اب ہماری بہنیں اور بیٹیاں بھی دہشت گردی کے خلاف صف اول میں کھڑی ہیں اور جس ملک کے پاس اتنی بہادر بیٹیاں موجود ہوں اس کو کوئی طاقت انشاء اللہ نقصان نہیں پہنچا سکتی آئی جی ایف سی نے کہا کہ مستقبل کی جنگ میں جغرافیائی حدود سے نظریاتی دفاع تک تمام اجزاء کو شامل کر لیا گیا دشمن اپنے مذموم مقاصد کیلئے نفسیاتی جنگ کا حربہ استعمال کر رہا ہے تاکہ ہماری قوم اور سیکورٹی اداروں کے حوصلوں پر کاری ضرب لگا سکے اس لئے میں آپ کو یہ بات واضح کرتا چلوں کہ آج کی جنگ صرف ہتھیاروں سے نہیں بلکہ اقتصادیات میڈیا اور پروپیگنڈا کی شکل میں جاری ہے آئی جی ایف سی نے کہا کہ بھارت حالیہ دنوں میں اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے نہتے اور بے گناہ کشمیریوں پر مظالم کے سیاہ باب رقم کر رہا ہے لیکن اس مشکل صورتحال میں پوری قوم متحد ہے اور کشمیری بھائیوں سے یکجہتی کا اظہار کر رہی ہے، ہم ہر طرح سے کشمیریوں کے ساتھ ہیں اور ہر طرح کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کو تیار ہیں انہوں نے کہا کہ ایف سی بلوچستان کا کردار بلوچستان کی ترقی اور خوشحالی میں ہمیشہ مثالی رہا ہے دہشتگردی کے خلاف جنگ ہو یا زمانہ امن ایف سی ہمیشہ قومی خدمات اور آفات سے نمٹنے کیلئے افواج پاکستان اور سول انتظامیہ کے شانہ بشانہ رہی ہے تعلیم کا فروغ طبی سہولیات کی فراہمی کھیلوں کے میدانوں کی آباد کاری اور مواصلات کے نظام میں بہتری ایف سی کی خدمات کو عوامی سطح پر نہایت احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے انہوں نے کہا کہ معزز خواتین اور جوانوں نے آج جو حلف اٹھایا ہے اس سے ان کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو گیا ہے اور آپ کو آگے چل کر علم میں اضافے اور پیشہ ورانہ مہارت بہتر کرنے کے بہت سے مواقع میسر آئیں گے ان موقعوں کا آپ نے بھرپور فائدہ اٹھانا ہے آپ لوگ جہاں بھی ہوں پوری محنت دیانتداری اطاعت اور وفاداری کے ساتھ لیاقت کا مظاہرہ کرنا ہے اور ایف سی کی درخشندہ روایات کے علم کو مزید اونچا کرنا ہے انہوں نے تمام اعزازات حاصل کرنے والوں کو بہترین کارکردگی پر انکو اور انکے والدین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کی محنت لگن اور پیشے سے محبت کی قدر کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اسی محنت اور جذبے سے اپنی ونگ میں کام کریں گے آخر میں ایک بار پھر ٹریننگ مکمل کرنے والے تمام ریکروٹس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں آئی جی ایف سی نے آخر میں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے ریکروٹس حماد ایوب اکرم علی سید انور شعیب اختر اور لیڈی ریکروٹس منزہ عنایت میں انعامات تقسیم کیے۔

بقیہ 18

۔راولپنڈی میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے وزیر ہوابازی نے کہا کہ پاکستان ڈیموکریٹک موومنٹ میں تمام جماعتیں ایک صفحے پر بھی نہیں ہیں، پی ڈی ایم میں ایک بڑی سیاسی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کی سندھ میں حکومت ہے اور وہ بھی استعفیٰ نہیں دے گی جبکہ مسلم لیگ کا بھی ایک بہت بڑا دھڑا استعفیٰ نہیں دے گا۔انہوں نے کہا کہ مریم بی بی کے کہنے پر کوئی مسلم لیگی استعفیٰ نہیں دے گا، مسلم لیگ کے اندر بھی ایک واضح دراڑ اور گروپ بندی موجود ہے، جمہوریت پر یقین رکھنے والے واضح اور نمایاں سوچ رکھنے والے لوگ ان کی اکثریت موجود ہے۔انہوں نے کہا کہ تیسری بڑی جماعت مولانا فضل الرحمٰن کی جمعیت علمائے اسلام ہے، خدا کی شان دیکھیں کہ پی ڈی ایم کے چیئرمین کے ساتھ ان کی اپنی جماعت نہیں کھڑی اور مولانا شیرانی، حافظ حسین احمد اور اراکین پارلیمنٹ سمیت جمعیت علمائے اسلام (ف) کے اہم اراکین کا گروپ نکھر کر سامنے آ گیا ہے اور انہوں نے اپنی جماعت کا اصل نام جمعیت علمائے اسلام پاکستان رکھ دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ درحقیقت مولانا فضل الرحمٰن کی جمعیت دراصل جمعیت علمائے اسلام ہند کی ایک ذیلی شاخ ہے اور جو پالیسی ہندوستان کی ہو گی وہی جمعیت علمائے اسلام ہند کی ہو گی اور وہی پالیسی مولانا فضل الرحمٰن کی ہو گی، اس سے اختلاف کرتے ہوئے محب وطن پاکستانی نکھر کر سامنے آ گئے ہیں اور انہوں نے قائدانہ کردار لے لیا ہے۔انہوں نے کہا کہ پی ڈی ایم کا شیرازہ بکھر چکا ہے، کل تک میں کہہ رہا تھا کہ پیپلز پارٹی استعفے نہیں دے گی اور مسلم لیگ (ن) کا ایک دھڑا استعفیٰ نہیں دے لیکن اب میں کہتا ہوں کہ پی ڈی ایم استعفے نہیں دے گی اور مولانا کی جمعیت علمائے اسلام بھی استعفے نہیں دے گی۔انہوں نے کہا کہ مولانا فضل الرحمٰن کی گفتگو سے اس کی پہلی جھلک نظر آ گئی ہے۔جس میں کہا گیا کہ پی ڈی ایم ضمنی انتخابات میں حصہ لے گی لیکن سینیٹ کے انتخابات کے بارے میں بعد میں فیصلہ کرے گی، یہ بات بھی صرف کہنے کی ہے اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ سینیٹ کے انتخابات بھی ہوں گے اور پی ڈی ایم اس میں حصہ بھی لے گی۔انہوں نے کہا کہ نہ پی ڈی ایم کا کوئی رکن استعفیٰ دے گا نہ وہ انتخابات سے دور ہوں گے، ضمنی انتخابات میں بھی حصہ لیں گے اور سینیٹ کے انتخابات میں بھی حصہ لیں گے، اگر یہ سب کچھ کریں گے تو پی ڈی ایم کا مثبت چہرہ سامنے آئے گا۔انہوں نے کہا کہ اگر پی ڈی ایم واقعی جمہوری اتحاد ہے تو اسے اداروں کا احترام کرنا چاہیے، انہیں ضمنی انتخابات میں بھی حصہ لینا چاہیے، انہیں سینیٹ کے انتخابات میں بھی حصہ لینا چاہیے اور اگر وہ وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لانا چاہتے ہیں تو یہ ان کا جمہوری حق ہے، ضرور لائیں، وزیر اعلیٰ پنجاب اور اسپیکر کے خلاف بھی تحریک عدم اعتماد لانا چاہتے ہیں تو ضرور لائیں۔انہوں نے کہا کہ انہیں پہلے کی طرح منہ کی کھانی پڑے گی جس طرح چیئرمین سینیٹ کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک لائے تھے تو اکثریت ہونے کے باوجود لوگوں نے تحریک عدم اعتماد کے حق میں ووٹ نہیں دیا، لوگ ووٹ نہیں دیں گے کیونکہ وہ نواز شریف کے بیانیے سے اختلاف کرتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ بہت سارے لوگ اور محب وطن پاکستانی جو نواز شریف کو صرف مسلم لیگ کی نام کی وجہ سے سپورٹ کر رہے تھے، اب مسلم لیگ سے اپنی راہ جدا کرنا چاہتے ہیں، نواز شریف کے بیانیے کو وہیں لندن دفن کرنا چاہتے ہیں اور ان کے بیانیے میں کوئی دم خم نہیں رہے گا۔انہوں نے کہا کہ یہ سال عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے لیے بہتری کا سال ہوگا، سیاسی استحکام بھی آئے گا کیونکہ دھرنا، احتجاج، استعفیٰ نہیں ہو گا، ضمنی انتخابات میں بھی پی ڈی ایم حصہ لے گی، سینیٹ کے انتخابات میں بھی حصہ لے گی اور اس سال کے آخر میں ہم بلدیاتی انتخابات کرائیں گے اس میں بھی پی ڈی ایم حصہ لے گی۔انہوں نے کہا کہ عام انتخابات 2023 میں ہوں گے اور اگر ہم لوگوں کے اعتماد پر پورا نہ اتر سکے تو ان کے پاس حق ہوگا، وہ بہتر فیصلہ کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ اس بیانیے اور سوچ کے بعد اس قوم کا فیصلہ تحریک انصاف کے حق میں ہوگا۔

بقیہ 19

انہوں نے جمعیت طلباء اسلام کے صوبائی مجلس عاملہ اور تمام اضلاع کے صدور جنرل سیکرٹریز کے نمائندہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔اجلاس سے جمعیت طلباء اسلام پاکستان کے صدر ہدایت اللہ پیرزادہ، صوبائی امیر حافظ محمد حسن شہاب، جنرل سیکرٹری شاہ زاہد مشوانی، سیکرٹری اطلاعات نظام الدین خوستی و دیگر نے بھی خطاب کیا۔اجلاس میں تنظیم کی سابقہ کارگزاری رپورٹ پیش کی گئی بلکہ آئندہ کے لائحہ عمل سے متعلق بھی تبادلہ خیال کیا گیا۔اجلاس کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء اسلام کے صوبائی امیر و رکن قومی اسمبلی مولانا عبدالواسع نے کہا کہ جمعیت طلباء اسلام ذیلی تنظیم کی حیثیت سے جماعت کے پیغام کو نوجوانوں میں بہتر انداز میں پھیلا رہا ہے عدم فعالیت کی وجہ سے جے ٹی آئی کے بہت سے ساتھی دور ہوئے ہیں تاہم موجودہ مرکزی صدر و دیگر کی کاوشوں سے جے ٹی آئی پورا مقام حاصل کر رہی ہے ذیلی تنظیم نوجوانوں کو جماعت کے اصولوں اور نظریاتی سیاست و دیگر کے حوالے سے طلباء میں شعور پیدا کر رہا ہے تمام ساتھی تنظیم اور جماعت کی فعالیت کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے سوشل میڈیا کا مثبت استعمال کریں اور اخلاقیات کے دائرے میں رہتے ہوئے دلیل کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کے پیغام کو پھیلانے کی کوشش کریں جدید دور میں نوجوان ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہو کر اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر اس کا استعمال یقینی بنائیں تنظیم کی رپورٹ دیکھ کر خوشی ہوئی ہم سب پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے سب کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرنا چاہیے باقی نتائج اللہ پر چھوڑ دیں۔اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے جے ٹی آئی کے مرکزی صدر ہدایت اللہ پیرزادہ نے ساتھیوں کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ جے ٹی آئی طلباء تنظیم کی حیثیت سے جمعیت علماء اسلام کا پیغام ہر گھر اور ہر نوجوان تک پہنچانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرے گی جمعیت علماء اسلام کے اکابرین کی سرپرستی میں جے ٹی آئی اپنی خدمات عبادت سمجھ کر ادا کرے جے ٹی آئی بلوچستان کے امیر حافظ محمد حسن شہاب نے عہدیداران کی کارکردگی پر اطمینان کا اظہار کیا اور کہا کہ تمام ساتھی اپنی ذمہ داری بھرپور انداز میں نبھائیں جے ٹی آئی نوجوانوں کی نظریاتی شخصی 'اخلاقی پرورش کر رہی ہے کیونکہ نظریات اور بہتر شخصیت سے ہی انسان کی پہچان ہوتی ہے۔

بقیہ 20

ریونیو کی بلند ترین سطح کو حاصل کیا۔ایف بی آر نے جولائی تا دسمبر 102 ارب روپے کے ریفنڈز جاری کیے جبکہ مالی سال جولائی تا دسمبر محاصل کے ابتدائی اعداد و شمار بھی جاری کر دیے گئے۔ایف بی آر کے مطابق پہلی ششماہی میں 2204 ارب روپے کا نیٹ ریونیو حاصل کیا، موجودہ نیٹ ریونیو پچھلے سال کے 2101 ارب روپے کے مقابلے میں 5 فیصد زائد ہے۔ایف بی آر کے مطابق انکم ٹیکس کی مد میں 816 ارب روپے حاصل کیے گئے، سیلز ٹیکس سے ریونیو 915 ارب، فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی 127 ارب اور کسٹمز ڈیوٹی 336 ارب رہی۔

بقیہ 21

عثمان مبین نے وزیر داخلہ کو بریفنگ دی۔وزیر داخلہ کو بتایا گیا کہ نادرا میگا سنٹر میں عوام کو ہفتہ کے سات روز دن رات سروس فراہم کی جاتی ہے۔وزیر داخلہ نے شناختی کارڈ اور دیگر دستاویزات کا حصول آسان بنانے کی ہدایت کر دی۔

بقیہ 22

خطاب اور مختلف وفود سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔امیر جماعت نے کہا کہ اگرچہ سابقہ ادوار میں بھی ملکی بہتری کے لیے کوئی خاطر خواہ اقدامات نہیں ہوئے موجودہ حکمران تو نااہل ترین ثابت ہو چکے ہیں۔معیشت، تعلیم، صحت اور دیگر داخلی محاذوں پر یہی پالیسیاں جاری رہی تو خدانخواستہ ملک ڈیفالٹ کر جائے گا۔برطانوی عدالت کی جانب سے امریکی فرم براڈ شیٹ ایل ایل سی کے حق میں فیصلہ آنے پر انہوں نے کہا کہ جرمانہ کی رقم جو 4.59 ارب روپے ہے ذمہ داران کے اثاثے بیچ کر ادا کی جائے اور انہیں جیل بھیجا جائے۔ریکوڈک پر کیس ہارنے کے بعد یہ عالمی سطح پر ایک اور پسپائی ہے۔2003ء میں پرویز مشرف کے دور حکومت میں براڈ شیٹ کو امریکہ اور برطانیہ میں پاکستانیوں کے خفیہ اثاثے تلاش کرنے کے لیے ہائر کیا گیا تھا۔اثاثے تو کیا ملنے تھے الٹا ملکی خزانے سے اربوں روپے جرمانہ ادا کرنا پڑ رہا ہے۔انہوں نے کہا کہ نااہل اشرافیہ جو ملک پر کئی دہائیوں سے مسلط ہے اور اس کے وسائل کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں سے جان چھڑائے بغیر ترقی نہیں کی جا سکتی۔سینیٹر سراج الحق نے واضح کیا کہ جماعت اسلامی کی جدوجہد کا بنیادی مقصد جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور استعمار کے نمائندوں سے عوام کو نجات دلانا ہے۔فرد اور معاشرہ کی اصلاح کر کے پاکستان میں اس نظام کا قیام عمل لانا ہے۔جس کے لیے اس خطہ کے کروڑوں مسلمانوں نے جانوں و مال کی قربانی دی تھی۔ملک پر قابض اشرافیہ نے پائیدار جمہوری اسلامی معاشرہ کے قیام کی ہمیشہ اور ہر طریقہ سے مخالفت کی ہے۔سیاسی پارٹیوں اور فوجی آمروں نے اداروں کو مضبوط کرنے، تعلیم و صحت کے شعبوں کو مؤثر بنانے، معیشت کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے کچھ نہیں کیا۔پی ٹی آئی جو گزشتہ ڈھائی برسوں سے حکومت میں ہے اب تک زراعت اور صنعت کی بہتری کے لیے، لوگوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لیے اور انفراسٹرکچر کو مؤثر بنانے کے لیے کسی بڑے منصوبے کا آغاز نہیں کیا۔لاکھوں بچے سکولوں سے باہر ہیں اسپتالوں میں مریضوں کے لیے بنیادی سہولتیں میسر نہیں۔ملک کی ستر سے اسی فیصد آبادی بنیادی سہولیات سے محروم ہے۔کشمیر کا سودا کر دیا گیا۔ہم اس ناانصافی اور ظلم کے نظام پر خاموش نہیں رہ سکتے۔جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس ہفتہ کو شروع ہوا جو تین دن تک جاری رہے گا۔اجلاس میں جماعت اسلامی کی سالانہ کارکردگی اور ملک کی سیاسی صورتحال کا جائزہ لیا جائے گا اور آئندہ کی حکمت عملی تشکیل دی جائے گی

بقیہ 23

احتجاج ریکارڈ کروایا ہے انہوں نے کہا کہ عوامی نیشنل پارٹی پرامن سیاسی و جمہوری جدوجہد پر یقین رکھتی ہیں ملک بننے کے بعد جتنی بھی پارٹیوں کے اکابرین نے جمہوری کیلئے جو جدوجہد کی ہے اس دوران قوم دوست وطن دوست جمہوری قوتوں کے ساتھ ملکر ہر وقت آمرانہ قوتوں کے خلاف حقیقی جمہوریت کی بحالی اور میڈیا کی آزادی اور عدلیہ کی خودمختاری کیلئے آواز بلند کی ہے اور جمہوریت کو بحال کرنے کیلئے ہمارے اکابرین نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے حالیہ 20 سے 25 سالوں کے دوران جو انتہا پسندی اور دہشت گردی کو اس ملک میں ایک رواج دیا گیا اس انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ہم یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر کوئی فرنٹ لائن پر ان کے مقابلے میں کھڑا ہوا ہے وہ عوامی نیشنل پارٹی کے کارکنان اور اکابرین کھڑے رہے ہیں کیونکہ انتہا پسندی اور دہشت گردی کو ختم کرنے کیلئے عوامی نیشنل پارٹی نے اپنی جدوجہد جاری رکھنے کا عزم کیا ہوا ہے اس انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف اے این پی کے مرکزی وصوبائی قائدین سمیت 1200 کے قریب افراد نے ان کے خلاف تحریک چلائی جن میں ہماری خواتین بھی ہمارا ساتھ شانہ بشانہ کھڑی تھیں انہوں نے کہا کہ اس ملک میں جب تک عوام کے مسائل نہیں ہوتے اس وقت تک حالات میں بہتری نہیں آئے گی آج بلوچستان، پشتونخواہ میں جو ہو رہا ہے اور اس ملک کی 73 سالہ تاریخ دیکھا جائے ان بالادست قوتوں کے خلاف پارٹی قیادت نے یہ علم بلند رکھا ہے اور مختلف ادوار میں اس طرح کے واقعات رونما ہوئے ہیں اس لیئے اسد خان اچکزئی آج ہماری صفوں میں موجود نہیں ہے انکو اغواء ہوئے تین ماہ پورے ہو چکے ہیں اس طریقہ سے سیاسی کارکنوں کو لاپتہ کرنا نہ اس کے کل اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں اور نہ ہی آئندہ اچھے نتائج برآمد ہونگے ہم میڈیا کے ذریعے ملک کے حکمرانوں تک یہ بات پہنچانا چاہتے ہیں کہ ہمارے عدم تشدد پیرا سیاسی کارکن پر کوئی الزام ہے تو اسے عدالت میں پیش کیا جائے اگر وہ بے گناہ ہے انہیں فوری رہا کیا جائے انہوں نے کہا کہ اسد خان اچکزئی پہلے سے ہی ایک گرد پر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے وہ گرد بھی اس کے بھائی نے انہیں ڈونیٹ کی ہے جو بمشکل سے ایک احسا زندگی گزر رہا ہے ہم مطالبہ کرتے ہے اگر کسی کی نظر پر اس پر کوئی الزام ہے تو انہیں عدالتوں میں پیش کیا جائے اور اگر انہیں کسی اغواء کاروں نے اٹھایا ہے تو ہم ان سے بھی یہ اپیل کرتے ہیں کہ انسانی ہمدردی کے بنیادی پر اور ایک احساس زندگی گزرنے والے سیاسی کارکن کو رہا کیا جائے مابت کاکا نے مزید کہا کہ 9 جنوری کو اے این پی کے صوبائی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس طلب کیا گیا ہے۔جس میں بڑے فیصلے کرنے جا رہے ہیں 9 جنوری کے اجلاس تک حکام بالا سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اسد خان اچکزئی کو بازیاب کروایا جائے بصورت دیگر عوامی نیشنل پارٹی سخت اقدام اٹھانے پر مجبور ہو جائے گی انہوں نے کہا کہ نادرا کی جانب سے ہمارے پشتون بھائیوں کے ساتھ ناروا سلوک کیا جا رہا ہے ہمارے پشتون بھائیوں سے بلوچ، و دیگر اقوام کے افراد کو بھی شناختی کارڈ نہیں دیئے جا رہے ہیں جبکہ ہم ایک شناخت مانگ رہے ہیں تو وہ ہمیں کیوں نہیں دی جا رہی ہے صرف نادرا ہی نہیں واپڈا بھی اس صوبے کے عوام کے ساتھ ناروا سلوک کر رہا ہے اس صوبے سے گیس نکلتی ہے لیکن عوام کو گیس نہیں دی جا رہی ہے اگر دی جاتی ہے تو وہ بھی لوڈشیڈنگ کی صورت میں دی جا رہی ہے، ہم صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ بجلی، گیس، واپڈا اور نادرا کے محکموں کے افسران کی عوام سے زیادتیوں کا نوٹس لیں اور خاص کر نادرا کے افسران کو ہدایت کی جائے کہ وہ ہمارے پشتون بھائیوں کیساتھ بھی وہ رویہ رکھے جو وہ پنجابی اور سندھیوں اور دیگر اقوام کے ساتھ رکھتے ہیں ہمارے لئے تمام قومیں قابل احترام ہیں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ عوامی نیشنل پارٹی کے صوبائی سیکرٹری اسد خان اچکزئی ایک پرامن سیاسی کارکن تھے وہ ہمیشہ علاقائی اور عوامی مسائل کے حل کیلئے جدوجہد کرتے رہتے تھے جس کی اسے سزا دی گئی ہے اور انہیں لاپتہ کر دیا گیا ہے تین ماہ گزرنے کے باوجود تا حال بازیاب نہ ہو سکے انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں پی ڈی ایم جو فیصلہ کرے گی وہ عوامی نیشنل پارٹی کا فیصلہ ہوگا وہ عوامی نیشنل پارٹی پہلی جماعت ہوگی جو پی ڈی ایم کیساتھ ہر فیصلہ پر لبیک کہے گی انہوں نے کہا کہ 2008 اور 2013 کے دوران پشتون خواہ میں ہماری حکومت تھی لیکن جو ہماری حکومت رہی اس حکومت کی دوران ہمیں خون اور لاشوں کے تحفے دیئے جا رہے تھے ہمارے صوبائی وزراء کو حکومت ہوتے ہوئے شہید کیا گیا صوبائی وزیر کے صاحبزادے کو اس حکومت کے دوران شہید کیا گیا انہوں نے کہا کہ عوامی نیشنل پارٹی بلوچستان حکومت میں شامل ہے لیکن پوری حکومت ہماری نہیں ہے اس موقع پر عوامی نیشنل پارٹی لسبیلہ کے نائب صدر اول عبدالواحد، نائب صدر دوئم مزمل خان مسعود، ڈپٹی جنرل سیکرٹری عبدالرزاق نورزئی،، جوائنٹ سیکرٹری اول حاجی بہادر، جوائنٹ سیکرٹری دوئم عبدالقدیم، سیکرٹری اطلاعات عبید خان مشوانی، سیکرٹری مالیات گلاب دین، سیکرٹری کھیل وثقافت جان گل درانی، لیبر سیکرٹری شاہ محمد علیزئی ضلعی سالار عیسیٰ خان درانی، خلیل احمد سمیت پارٹی کارکنوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔

بقیہ 24

بجے بہاولپور ٹول پلازہ ستلج پل پر پہنچیں گے، ٹول پلازہ سے ریلی کے شرکا ایم پی اے ملک ظہیر کی رہائشگاہ پہنچیں گے جہاں پر مریم نواز کا مختصر خطاب متوقع ہے۔ریلی مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے اختتامی پوائنٹ چوک سرائیکی پہنچے گی جہاں مقررین خطاب کریں گے پی پی، نون لیگ اور جے یو آئی (ف) کے عہدیداروں، کارکنوں کیخلاف کورونا ایس او پیز کیخلاف ورزی پر مقدمات درج کر لیے گئے ہیں۔پولیس کے مطابق انتظامیہ نے پی ڈی ایم کو ریلی کی اجازت نہیں دی، ریلی کی منسوخی کیلئے آرگنائزر کو وارننگ نوٹسز جاری کر دیے ہیں۔دوسری جانب پی ڈی ایم ریلی کے لئے شہر میں آویزاں تشہیری پینافلیکس اتار لئے گئے، نون لیگی رہنما بلیغ الرحمٰن کا کہنا ہے کہ حکومت پی ڈی ایم کی تحریک سے بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے جا رہے ہیں۔

بقیہ 25

ہے، پاکستان پر انگلی اٹھانے کی بجائے بھارت خود اپنے ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر توجہ دے۔ترجمان کے مطابق بھارت اپنی اقلیتوں کے خلاف انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں مصروف ہے، بھارت نے شہریت بل اور 2002 میں گجرات میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ترجمان نے کہا کہ بھارت نے 1992 میں بابری مسجد پر حملہ اور اس میں ملوث کرداروں کو بری کروا کر اقلیتوں کے ساتھ برا سلوک کیا، کووڈ 19 میں مسلمانوں پر وبا پھیلانے کے الزامات لگائے گئے، بھارت اپنی اقلیتوں کے خلاف ریاستی سطح پر امتیاز برت رہا ہے۔ترجمان نے کہا کہ پاکستان بھارت میں اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے واضح فرق ہے، کرک میں مندر جلانے والے افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے، حکومت نے مندر کی تعمیر نو کے احکامات جاری کر دئیے ہیں۔ترجمان دفتر خارجہ کے مطابق ان اقدامات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پاکستان کا اقلیتوں سے سلوک کیسا ہے، اعلیٰ عدلیہ اس حادثے کا نوٹس لے چکی ہے۔ترجمان دفتر خارجہ نے کہا کہ پاکستان کی اعلیٰ سیاسی قیادت نے بھی مندر جلانے کی مذمت اور تشویش کا اظہار کیا ہے، بھارت ریاستی سطح پر مسلمانوں سمیت دیگر اقلیتوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا رکھے ہوئے ہے۔

بقیہ 26

کی کمانڈر کریم نوتیزئی و دیگر اہلکاروں نے کارروائی کرتے ہوئے جعلی کرنسی چلانے والا ایک شخص عبدالمالک کو گرفتار کر لیا جسکے قبضے سے جعلی کرنسی بھی برآمد کر لیا مزید تفتیش جاری ہے۔

بقیہ 27

جاوید اختر، ڈی ایم ایس جنرل ڈاکٹر محبوب قمرانی، اے ایم ایس ڈاکٹر غلام سرور، آر ایم او جنرل ڈاکٹر حفیظ سیال نرسنگ سپرنٹنڈنٹ بابر انصاری اور دیگر معاونین عملہ موجود تھا ایم ایس ڈاکٹر ارباب کامران کاسی نے مختلف سی سی یو، میڈیسن وارڈز اور لیبارٹری کو درپیش مسائل کو فوری طور پر حل کرنے کے احکامات جاری کیے اس موقع پر سیکورٹی کے معائنہ کے دوران عملے کو الرٹ رہنے اور کسی بھی غیر معمولی صورتحال میں ہسپتال انتظامیہ کو فوری طور پر آگاہ کرنے کی ہدایت کی۔

بقیہ 28

جاوید اختر، ڈی ایم ایس جنرل ڈاکٹر محبوب قمرانی، اے ایم ایس ڈاکٹر غلام سرور، آر ایم او جنرل ڈاکٹر حفیظ سیال نرسنگ سپرنٹنڈنٹ بابر انصاری اور دیگر معاونین عملہ موجود تھا ایم ایس ڈاکٹر ارباب کامران کاسی نے مختلف سی سی یو، میڈیسن وارڈز اور لیبارٹری کو درپیش مسائل کو فوری طور پر حل کرنے کے احکامات جاری کیے اس موقع پر سیکورٹی کے معائنہ کے دوران عملے کو الرٹ رہنے اور کسی بھی غیر معمولی صورتحال میں ہسپتال انتظامیہ کو فوری طور پر آگاہ کرنے کی ہدایت کی۔

بقیہ 29

نعیم بخاری کر رہے تھے۔نجی ٹی وی کے مطابق اس حوالے سے ترجمان پی ٹی وی نے مینجنگ ڈائریکٹر کی معطلی کی تصدیق یا تردید نہیں کی۔تاہم وزارت اطلاعات کے ذرائع نے کہا ہے کہ وزارت کی ایڈیشنل سیکریٹری شاہیرہ شاہد کو 10 روز کیلئے پی ٹی وی کی مینجنگ ڈائریکٹر کا چارج دے دیا گیا ہے۔علاوہ ازیں عامر منظور نے پی ٹی وی کے نو تشکیل شدہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کی جانب سے لگائے گئے الزامات کو مسترد کر دیا۔انہوں نے اپنے خلاف پیش کردہ 'چارج شیٹ' کو ادارے کو مستحکم کرنے کی ان کوششوں کا 'ایک ردعمل' قرار دیا، جسے ان کے بقول نعیم بخاری کے ایڈہاک فیصلوں نے مشکل میں ڈال دیا تھا۔انہوں نے کہا کہ انہوں نے 'پی ٹی وی کے مالی بدلاؤ کو تیز کر دیا' تھا جبکہ ساتھ ہی انہوں نے اپنے خلاف الزامات کو 'بدنیتی' اور ادارے کیلئے ان کی خدمات کو بدنام کرنے کی مہم کا حصہ' قرار دیا۔

بقیہ 30

الحق جیتی ائی نظریاتی کے مرکزی صدر عبدالرحیم صباء نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام نظریاتی محکوم ومظلوم اقوام کے دلوں کی دھڑکن اور ترجمان بن چکی ہے اور نظریاتی بنیادوں پر اپنے سیاسی سفر کو جاری کر رکھا ہے نام نہاد لیڈروں نے مفادات اور خودغرضی کے باعث جمہوریت اور سیاست کو یرغمال بنا کر رکھا ہے موروثی اور جاگیرداری فکری اور نظریاتی دفن ہو رہی ہے انہوں نے کہا کہ فضل الرحمان اقتدار کی خواہش اور ہوس سے اکابرین کی پروگرام اور منشور کی دھجیاں بکھیر کر اقتدار سے چمٹے رہنے کی کوشش میں مصروف ہے فضل الرحمان نے اکابرین کے مشن کو نیلام اور سودا بازی اور رکن سازی اور تنظیم سازی میں جو دھاندلی کی وہ آج ہر کارکن کو معلوم ہو جائیگا جماعت کو اپنا جاگیر سمجھ کر سودا بازی کر کے اصولوں اور دستور کو پامال کئے ان کی سیاست اصولی نہیں حصولی بن چکا ہے۔انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء اسلام نظریاتی کا اساسی مقصد اور ہدف ملک میں اسلامی نظام کا احیا اور ملکی ومعاشرتی سطح پر تہذیب اسلامی کے نفاذ چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ قوم پرست اور مذہب پرست کی نومولود اتحاد صرف اقتدار کی حصول کے لیے ایک دوسرے کی کندھوں کو استعمال کر رہے ہیں عوام کی استحصالی میں ہمیشہ خاموش رہا ہے انہوں نے اپنے جماعتوں میں جمہوریت کا جنازہ نکال دیا ہے اور اپنے جماعتوں کو یرغمال بنا دیا ہے موروثی سیاست سے جماعتوں میں امریت بنائی ہے پھر یہ لوگ ملک میں کونسی جمہوریت چاہتے ہیں ان کی نعروں نے ملک کو سوائے نقصان پہنچانے کے کچھ نہیں دیا جمعیت نظریاتی اصولوں کیساست کرتی ہیں اسلاف کے مشن اصولوں ومقاصد پر کوئی سودے بازی نہیں کرینگے مولانا مفتی ثناءاللہ نے باقاعدہ ساتھیوں سمیت جمعیت نظریاتی میں شمولیت کا اعلان کیا مرکزی کنوینر مولانا عبدالقادر لونی نے انھیں گلگت بلتستان کا کنوینر نامزد کر دیا۔

بقیہ 31

خاتون کا شناختی کارڈ بلاک کرنے کو غیر قانونی قرار دے دیا۔عدالت نے نادرا اور خاتون کے والد پر 5،5 لاکھ روپے کا ہرجانہ عائد کیا۔خاتون کے والد نے اُسے اپنی بیٹی ماننے سے انکار کیا تھا اور والد کے کہنے پر شناختی کارڈ بلاک کیا گیا تھا۔عدالت نے اپنے حکم میں کہا کہ عروج تابانی کو شناختی کارڈ بلاک ہونے کی صورت میں اذیت اور کرب سے گزرنا پڑا ہے۔اسلام آباد ہائیکورٹ نے اپنے حکم میں کہا کہ نادرا کے پاس کوئی اختیار نہیں کہ وہ خاندانی جھگڑوں میں مداخلت کرے۔

بقیہ 32

گوادر کے ڈائریکٹر جنرل نے غیر ملکی وفد کو گوادر پورٹ، فری زون اور گوادر کے ترقیاتی کاموں کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ پیش رفت کی۔اس موقع پر وفد کے سربراہ اور چبوتی نیشنل پارلیمنٹ کے صدر محمد علی حمید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان آ کر ہمیں بہت اچھا لگا، یہاں کے لوگ بہت محنتی ہیں انھوں نے کہا کہ ہمارے اور پاکستان کے بہت سے قدریں مشترک ہیں چبوتی میں بھی سمندر اور پورٹ موجود ہے، پاکستانی حکومتی شخصیات کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہمارے ملک کا دورہ کریں، اور یہاں کے تاجروں کو بھی دعوت دیتا ہوں کہ وہ چبوتی میں ایکسپورٹ اور امپورٹ کا بزنس کریں۔انھوں نے کہا کہ گوادر پورٹ ایک اہم خطے میں واقع ہے گوادر پورٹ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے ریجن کیلئے اہمیت کا حامل ہے۔تقریب کے اختتام میں پاکستان سینیٹ کے رکن سینیٹر مرزا آفریدی نے اپنے خطاب میں غیر ملکی وفد کو پاکستان کا دورہ کرنے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔کمشنر مکران طارق قمر اور ڈپٹی کمشنر گوادر میجر ریٹائرڈ عبدالکبیر خان زرکون بھی تقریب میں موجود تھے وفد آج شام اپنا دو روزہ گوادر کا دورہ مکمل کر کے خصوصی طیارے کے ذریعے واپس اسلام آباد روانہ ہو گیا۔

بقیہ 33

میں نکالے جانے والی ریلی میں شرکت کیلئے لاہور سے روانہ ہو گئیں۔نجی ٹی وی نے ذرائع کے حوالے سے بتایا کہ مریم نواز گزشتہ روز جاتی امراء رائے ونڈ سے اسلام آباد روانہ ہو گئیں جہاں وہ رات قیام کے بعد ملتان اور پھر وہاں سے ریلی میں شرکت کے لئے بہاولپور روانہ ہو جائیں گی۔

بقیہ 34

دوپہر کو لگایا گیا لیکن کچھ ہی دیر بعد یہ دوبارہ خراب ہو گیا، بجلی نہ ہونے کی وجہ سے علاقے میں پینے کے پانی کی فراہمی میں مشکلات ہیں، علاقہ مکینوں کے کیسکو چیف سے مطالبہ کیا ہے کہ اس علاقے میں دو سو کے وی کا ٹرانسفارمر لگایا جائے۔

بقیہ 35

لج چوک کے قریب نامعلوم شخص کی لاش ملی ہے جسے شناخت کیلئے ہسپتال منتقل کر دیا گیا ہے، مزید کارروائی جاری ہے۔

بقیہ 36

نگرانی میں دو تحقیقاتی ٹیمیں تشکیل دے دی۔تفصیلات کے مطابق تھانہ رمنا کے علاقہ جی ٹین میں گزشتہ رات گئے گشت پر مامور پولیس اہلکاروں نے ایک کار کو مشکوک سمجھ کر روکنے کی کوشش کی جس پر کار ڈرائیور نے پولیس اہلکاروں کو دیکھ کر گاڑی مزید تیز کر دی جس پر انسداد دہشت گردی سکواڈ کے اہلکاروں نے گاڑی کا تعاقب کرتے ہوئے فائرنگ کر دی۔فائرنگ سے گاڑی میں سوار بائیس سالہ نوجوان جاں بحق ہوا۔لاش کو فوری طور پر پمز منتقل کیا گیا جہاں پوسٹمارٹم کیا گیا۔واقعہ کی اطلاع ملتے ہی آئی جی عامر ذوالفقار نے ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید کی نگرانی میں ایس ایس پی سی ٹی ڈی کی سربراہی میں ایس پی صدر اور ایس پی انوسٹی پر مشتمل ٹیمیں تشکیل دے دیں۔دوسری جانب واقعہ میں ملوث 5 اہلکاروں کو تھانہ رمنا پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ڈی آئی جی آپریشنز وقار الدین سید کا کہنا ہے کہ مقتول کی پوسٹمارٹم رپورٹ کی روشنی میں مقدمہ درج کیا جائے گا۔پولیس ترجمان کے مطابق گاڑی کے شیشے کالے تھے جس پر اسے روکنے کی کوشش کی گئی تھی۔مقتول کے والد ندیم ستی نے وزیر اعظم اور وزیر داخلہ سے معاملے کا نوٹس لیکر انہیں انصاف دلانے کی اپیل کی ہے۔اسامہ ستی کے والد ندیم ستی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سی ٹی ڈی اہلکاروں نے دہشت گردی کے میرے بیٹے کو قتل کیا، میرے بیٹے کو 16، 17 گولیاں ماری گئیں، جس سے وہ جاں بحق ہو گیا، پولیس والوں نے اعتراف کیا کہ بچہ بے قصور تھا، وزیر اعظم، وزیر داخلہ اور اسلام آباد انتظامیہ سے انصاف کی اپیل کرتا ہوں۔والد نے کہا کہ ملوث پولیس اہلکاروں کیخلاف دہشت گردی کا مقدمہ درج کیا جائے۔والد کے مطابق گاڑی کے ٹائر کیب جائے وڈ سکرین پر فائر کر کے کھلم کھلا دہشت گردی کی۔

بقیہ 37

لاہور ہائیکورٹ میں ججوں کی کمی کو دور کرنے کے لئے مزید جج بھرتی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے بتایا گیا ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کے ججوں کے لئے اس وقت 16 افراد کے نام زیر غور ہیں۔میرٹ پر آنے والے امیدواروں کو جلد ہی لاہور ہائیکورٹ کے جج کے عہدوں پر تعینات کر دیا جائے گا۔

بقیہ 38

شیخوپورہ کے اراضی ریکارڈ سنٹر میں بعض افسروں اور اہلکاروں کے ٹاؤٹوں کو پکڑ کر نشان عبرت بنانے کی خاطر خفیہ نگرانی کا لائحہ عمل مرتب کر لیا گیا ہے اراضی ریکارڈ سنٹر مریدکے میں سرکاری خزانے میں کروڑوں روپے کی کرپشن اور سرکاری خزانے کو نقصان پہنچانے میں ملوث 6 اہلکاروں کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا بیان خیالات کا ڈپٹی کمشنر چوہدری محمد اصغر جوئیہ نے کمپنی باغ میں لگائی جانے والی محکمہ مال کے متعلق کھلی کچہری سے خطاب کرتے ہوئے کیا کھلی کچہری کے دوران ضلع بھر سے آئے ہوئے سائلوں جن میں بیوہ اور معذور خواتین بھی بڑی تعداد میں شامل تھیں نے مجموعی طور پر دو سو سے زیادہ شکایات پیش کیں جن پر ڈپٹی کمشنر نے موقع پر ہی احکامات جاری کیئے کھلی کچہری میں متعدد افراد نے بتایا کہ اراضی ریکارڈ سنٹر میں ٹاؤٹوں کے ذریعے رشوت لی جاتی ہے سنٹر کا عملہ غیر ضروری اعتراضات لگا کر سائلوں کو مایوس کرتا ہے۔جس پر سائل کے باہر نکلتے ہی کاؤنٹر کے پاس کھڑا ٹاؤٹ اس کے ساتھ چل پڑتا ہے اور اس سے اعتراض دور کرنے کے لئے تھانہ جانے کی بجائے موقع پر ہی کام کروا دینے کے عوض رشوت لے کر کام کروا دیتا ہے ان ٹاؤٹوں کو اراضی ریکارڈ سنٹر میں کسی وقت بھی پکڑا جا سکتا ہے۔جس پر ڈپٹی کمشنر نے ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر ریونیو ڈاکٹر فیصل ندیم کو ہدایت کی کہ وہ دن میں دو مرتبہ اراضی ریکارڈ سنٹر اور رجسٹری برانچ کا وزٹ کر کے لوگوں کی مشکلات اور کام کی رفتار کا جائزہ لیا کریں کھلی کچہری میں ضلع بھر سے محکمہ مال کے افسروں نے شرکت کی ڈپٹی کمشنر نے بتایا کہ اراضی ریکارڈ سنٹر مریدکے کے افسروں اور اہلکاروں کے خلاف محکمہ اینٹی کرپشن میں مقدمہ درج کرا دیا گیا ہے۔

بقیہ 39

اسلام آباد میں پولیس اہلکاروں کی فائرنگ سے قتل ہونے والے طالب علم کے والد نے تھانے میں درخواست جمع کرا دی ہے، درخواست میں جوان سالا لڑکے کے والد ندیم یونس ستی نے کہا کہ سائل کا جواں سالہ بیٹا اسامہ ندیم رات، دو بجے دوست کو یونیورسٹی چھوڑنے گیا جسے اے ٹی سی کے اہلکاروں مدثر مختار، شکیل احمد، سعید احمد، محمد مصطفےٰ اور افتخار احمد نامی پولیس اہلکاروں سے سے میرے بیٹے کی تلخ کلامی اور جھگڑا ہوا تھا، اس حوالہ سے میرے بیٹے نے ان پولیس اہلکاروں سے جھگڑے کا مجھ سے ذکر کیا تھا۔اور اس موقع پر پولیس اہلکاروں نے میرے بیٹے کو دھمکی بھی دی تھی کہ تمہیں مزہ چکھائیں گے۔گزشتہ رات ان پولیس اہلکارون نے میرے بیٹے کی گاڑی کا پیچھا کیا اور ان پانچ پولیس اہلکاروں نے دہشتگردی اور درندگی کا مظاہرہ کر کے میرے بیٹے کو مار دیا۔ندیم یونس ستی نے کہا کہ مین شاہراہ پر میرے بیٹے کی گاڑی پر سترہ گولیاں چلائی گئیں، جس سے اسکی موت واقع ہوئی۔

بقیہ 40

سودی نظام معیشت سے نجات تمام مکاتب فکر کی مشترکہ ذمہ داری ہے سٹیٹ بنک آف پاکستان سودی نظام معیشت کے خاتمے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد تاخیری حربے استعمال کرنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔مولانا عبدالرؤف ملک، مولانا ڈاکٹر راغب نعیمی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالغفار روپڑی، ڈاکٹر ملک سلیم و دیگر کا تحریک انسداد سود پاکستان کے اجلاس سے خطاب تحریک انسداد سود پاکستان کا ملک بھر میں پرامن تحریک چلانے کا اعلان 1991ء کا وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ اور پھر 1999ء میں سپریم کورٹ شریعت اپیلٹ بنچ کے فیصلے کے بعد تاخیری حربے استعمال کرنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینا ہے تمام سرکاری ادارے سودی نظام کے خاتمہ کیلئے اپنا اپنا فرض ادا کریں تحریک انسداد سود پاکستان کی ورکنگ باڈی کا اجلاس مولانا عبدالرؤف ملک کی زیر صدارت جامع مسجد آسٹریلیاز ریلوے اسٹیشن لاہور میں ہوا جس میں تمام مکاتب فکر کے نمائندگان نے شرکت کی۔نیز اجلاس میں ڈاکٹر سرفراز احمد اعوان، ڈاکٹر محمد امین، مولانا جمیل الرحمٰن اختر، مولانا عبدالرؤف فاروقی، شیخ اسد الرحمٰن اور مفتی ڈاکٹر شاہد احمد نے بھی شرکت و خطاب کیا۔

بقیہ 41

گذشتہ سال عراق میں امریکی دہشتگردی کے نتیجہ میں شہید ہونے والے جنرل قاسم سلیمانی، ابو مہدی المہندس اور ان کے رفقاء کی پہلی برسی جامعۃ المنتظر میں منائی گئی۔برسی سے خطاب میں مولانا ملک محمد باقر گھلو نے جنرل قاسم سلیمانی کے حالات زندگی اور کارناموں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ عظیم جرنیل کسی ایک ملک یا قوم کا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کا ہیرو اور محسن ہے۔شہید قاسم سلیمانی نے اپنی خداداد صلاحیتوں، شجاعت اور بصیرت سے عالم اسلام کے بدترین دشمن اسرائیل کو شکست فاش دی اور تمام مسلمانوں کے مقدسات یعنی انبیاء کرامؑ، اہل بیتؑ وصحابہ کرامؓ کے مزارات کو منہدم کرنے والی اور بے گناہوں کو سفاکانہ طریقہ سے قتل کرنے والی عالمی دہشتگرد تنظیم داعش کا خاتمہ کیا۔حزب اللہ کے عظیم مجاہد رہنما سید حسن نصر اللہ اعتراف کرتے ہیں کہ لبنان، اسرائیل کی 33 روزہ جنگ میں ہماری جیت اور اسرائیل کی ذلت آمیز شکست جنرل سلیمانی کی مرہون منت ہے۔مولانا باقر گھلو نے کہا کہ گذشتہ سال 3 جنوری کو امریکی تاریخ کے بدترین صدر ٹرمپ کے حکم پر دہشت گردانہ حملہ میں نہ صرف عراق کی داخلی خودمختاری کو پامال کر کے مسلمہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کی گئی بلکہ بہادر جرنیل قاسم سلیمانی اور عراقی کمانڈر ابو مہدی المہندس کو بزدلانہ طریقے سے شہید کیا گیا۔کیونکہ یہ جرنیل فقط اسلامی مقدسات کا دفاع کرتے تھے اور امریکہ کی سرپرستی میں چلنے والی دہشتگرد تنظیموں کا مقابلہ کرتے تھے۔انہوں نے کہا کہ جنرل سلیمانی کا زہد و تقویٰ اور بہادری کی وجہ حقیقی اسلام کی تعلیمات کے مطابق تربیت تھی۔وہ بہادری سے استعماری قوتوں کا مقابلہ کرتا رہا۔خاص طور پر شام اور عراق سے داعش کا خاتمہ اور مزارات مقدسہ کے تحفظ پر امت مسلمہ ان کے کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھے گی۔اس کی موت سے امریکہ اور اس کے حواری خوش ہوئے، جبکہ عالم اسلام ایک بہادر جرنیل سے محروم ہو گیا۔داعش کے ہاتھوں ستم رسیدہ شامی اور عراقی عوام آج بھی جنرل سلیمانی کو دعائیں دیتے ہیں جن کی شجاعت نے انہیں داعشی درندوں کے شر سے نجات دلائی۔

بقیہ 42

پرل ویلفیئر ایسوسی ایشن دریک کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس زیر صدارت سن ؟ یرنا ؟ ب صدر پرل ویلفیئر ایسوسی ایشن مجید خان منعقد ہوا جس میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ پرل ویلفیئر کے صدر پروفیسر ڈاکٹر افتخار اکبر مرحوم کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ایک بڑی سطح کا تعزیتی ریفرنس عیدگاہ دریک میں منعقد کیا جائے گا جس میں آزاد کشمیر بھر سے سیاسی وسماجی شخصیات کے علاوہ خاص طور پر شعبہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے احباب کو شرکت کی دعوت دی جائے گی اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ آئندہ آنے والے دنوں میں پروگرام کی تاریخ کا اعلان کیا جائے گا کیونکہ سردی میں شدید اضافے کے باعث باقاعدہ طور پر پروگرام کی تاریخ کا اعلان آئندہ کچھ روز بعد کیا جائے گا، پروگرام کے سلسلے میں مختلف امور طے کیے گئے اور ساتھ ساتھ کمیٹیاں بھی بنائی گئی ہیں یاد رہے کہ ڈاکٹر افتخار اکبر مرحوم پرل ویلفیئر ایسوسی ایشن دریک کے صدر تھے ان کی سماجی، تعلیمی خدمات کے پیش نظر آزاد کشمیر بھر سے بھی اہم شخصیات اس تعزیتی ریفرنس میں شریک ہوں گی اور ان کے اعلیٰ خدمات پر خراج عقیدت بھی پیش کریں گے، اجلاس میں پرل ویلفیئر ایسوسی ایشن کے دیگر ذمہ داران جنہوں نے شرکت کی، ان میں طارق ظفر، شکیل احمد، منیر احمد قادری، تبسم عارف، حاجی خالد، شکیل الرحمٰن، اشفاق علی، لطیف شاہ، افتخار نذیر، جاوید خان، محمد بشارت حسین، نعیم خان خلیل صدیقی، اور دیگر شامل ہیں۔

بقیہ 43

قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی کہتے ہیں کہ استعماری قوتوں کی وجہ سے پوری دنیا کا امن خطرے میں ہے، جنرل قاسم سلیمانی جنہوں نے دہشتگردی کیخلاف عملی طور پر جدوجہد کی اور بہت بڑے فتنے کا نہ صرف خاتمہ کیا بلکہ استعماری قوتوں کے منصوبوں کو بھی اپنی حکمت عملی سے ناکام بنایا وہ داد تحسین کے مستحق ہیں، دنیا کے امن کیلئے ضروری ہے کہ ظلم کے خلاف اور مظلوم کی حمایت میں ڈٹ کر کھڑا ہوا جائے، یہی زندہ قوموں اور آزاد معاشروں کی پہچان ہوا کرتی ہے۔ان خیالات کا اظہار انہوں نے دو عظیم مزاحمت کاروں شہید جنرل قاسم سلیمانی، عراق کے ابو مہدی المہندس اور ان کے ساتھیوں کی پہلی برسی پر اپنے پیغام میں کیا۔قائد ملت جعفریہ پاکستان علامہ سید ساجد علی نقوی نے کہا کہ قاسم سلیمانی شہید جرات، بہادری کا نہ صرف نشان تھے بلکہ انہوں نے دہشت گردی کیخلاف عملی طور پر جدوجہد کی اور بہت بڑے فتنوں کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ استعماری قوتوں کے منصوبوں کو بھی اپنی حکمت عملی سے خاک میں ملایا۔

حکومت کو عوامی مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے، جمال شاہ کاکڑ

آئے روز ملازمین اور عوام سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی، سابق اسپیکر

شدید سردی میں آئے روز عوام ملازمین سمیت ہر مکتبہ فکر کے لوگ احتجاج کرنے پر مجبور ہیں حکومت کو عوامی مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صوبائی جنرل سیکرٹری و سابق اسپیکر جمال شاہ کاکڑ نے کہا ہے کہ حکومت کو عوامی مسائل سے کوئی سروکار نہیں ہے آئے روز ملازمین اور عوام سڑکوں پر سراپا احتجاج ہیں لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی پٹرول مصنوعات کی قیمتوں میں ایک مرتبہ پھر اضافہ کرنا عوام دشمن اقدام ہے اس سے مہنگائی کی شرح میں ایک بار پھر اضافہ ہوگا جس کا نشانہ صرف اور صرف غریب عوام ہوں گے۔ یہ بات انہوں نے ہفتہ کو اپنے ایک بیان میں کہی۔ جمال شاہ کاکڑ نے کہا کہ گزشتہ ڈھائی سالوں میں حکومت نے عوام کا جینا محال کر رکھا ہے ایک طرف یے

بقیہ 29 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بسیمہ، سابق صوبائی وزیر میر عبدالکریم نوشیروانی، سردار جمعہ خان حاجی زئی کی وفات پر فاتحہ خوانی کر رہے ہیں

حکومت واپوزیشن عوامی مسائل کے حل سے دور ہوتے جارہے ہیں جماعت اسلامی

غربت ختم کرنے کے بجائے غریب ختم کر رہے ہیں، اس حکومت میں غریب آدمی کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے، مولانا عبدالحق ہاشمی

سال 2020 میں مہنگائی کا جن بے قابو ہونے سے عوام کو چینی کی قیمت میں 98 ارب اور آٹے کی قیمت میں 181 ارب روپے اضافی دینے پڑے

کوئٹہ (این این آئی) امیر جماعت اسلامی بلوچستان مولانا عبدالحق ہاشمی نے کہا کہ حکومت واپوزیشن مفادات کیلئے کام کر رہے ہیں حکومت واپوزیشن عوامی مسائل کے حل سے دور ہوتے جارہے ہیں سال 2020 میں مہنگائی کا جن بے قابو ہونے سے عوام کو چینی کی قیمت میں 98 ارب اور آٹے کی قیمت میں 181 ارب روپے اضافی دینے پڑے۔ آٹے اور چینی کے مسلسل بحران کے باعث، غریب آدمی کے لیے دو وقت کی باعزت روٹی بھی کمانا محال ہو گیا ہے۔ مہنگائی نے عوام کا کچومر نکال دیا ہے۔ حکومت کی ناقص پالیسیوں کی بدولت پاکستان گندم برآمد کرنے والے ملک سے گندم

بقیہ 1 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

حکومت کے خلاف لانگ مارچ کا فیصلہ ہو چکا ہے، نفیسہ شاہ

مقام کا فیصلہ بھی مشاورت سے ہوگا، پاکستان پیپلز پارٹی کی رہنما کی گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کی مرکزی سیکرٹری اطلاعات ڈاکٹر نفیسہ شاہ نے کہا ہے کہ پی ٹی آئی میں وزیر اعظم بننے کے لئے آدھے درجن لوگ خود کو وزیر اعظم کے عہدے کے لئے پیش کر رہے ہیں، سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار شاہ محمود قریشی ہیں۔ اپنے ایک بیان میں ڈاکٹر نفیسہ شاہ نے کہا کہ حکومت کے خلاف لانگ مارچ کا فیصلہ ہو چکا ہے، مقام

بقیہ 30 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

گوجرانوالہ، دھند کے باعث پک اپ الٹ گئی، 6 افراد زخمی

گوجرانوالہ (این این آئی) گوجرانوالہ میں نوکھر کے قریب دھند کے باعث پک اپ الٹ گئی، حادثے میں 6 افراد زخمی ہو گئے۔ شدید دھند کے باعث موٹروے ایم تھری لاہور سے سمندری تک بند کر دی گئی، قومی شاہراہ پر

بقیہ 32 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کراچی کے مسائل کا حل تمام سیاسی جماعتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے، پاسبان

پی پی بی کراچی ایشوز پر سیاسی جماعتوں کی آراء کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے، نجی عالم

کراچی (این این آئی) پاسبان ڈیموکریٹک پارٹی بلدیاتی کمیٹی کے رکن سردار ذوالفقار و دیگر عہدیداران نے کہا ہے کہ کراچی مختلف قومیتیں رکھنے والے انسانوں کا شہر اور منی پاکستان ہے، اس لئے اس کے مسائل کے حل کی ذمہ داری ہم سب پر مشترکہ طور پر عائد ہوتی ہے۔ کراچی کے مسائل کے حل اور حقوق کے حصول کے لئے شہر کی تمام سیاسی جماعتوں کے آپس میں موثر روابط

بقیہ 31 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

دالبندین پولیس کی کارروائی، قتل کے کیس میں ملوث تین مفرور ملزمان گرفتار

دالبندین (این این آئی) دالبندین پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے قتل کے کیس میں ملوث تین مفرور ملزمان گرفتار کر لیا۔ ایس ایچ او دالبندین عبدالستار سمالانی کے مطابق دیگر پولیس اہلکاروں کے ہمراہ کامیاب کارروائی

بقیہ 33 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، ڈپٹی ڈائریکٹر پی ڈی ایم اے فیصل طارق، اسسٹنٹ کمشنر تمبر ابلوچ گزشتہ روز سردرے سے جاں بحق ہونیوالی خواتین کے لواحقین سے فاتحہ خوانی کر رہے ہیں

اسلام آباد میں 80 بھٹے ہیں، 14 کا آڈٹ کر چکے، ڈپٹی کمشنر

اسلام آباد (این این آئی) ڈپٹی کمشنر اسلام آباد حمزہ شفقات نے کہا ہے کہ بچوں سے جبری مشقت کے معاملے پر یہ اپنی نوعیت کا پہلا کیس ہے، عدالت نے کمیشن قائم کر دیا ہے۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے

بقیہ 34 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں بھارتی وزارت خارجہ کے دعوے مسترد

بھارت دوسروں کے بجائے اپنے ملک میں اقلیتوں کے حقوق کی فکر کرے، ترجمان دفتر خارجہ

اسلام آباد (آن لائن) پاکستان نے اقلیتوں کے حقوق کے بارے میں بھارتی وزارت خارجہ کے دعوؤں کو مسترد کر دیا۔ ترجمان دفتر خارجہ کی جانب سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ کرک میں ہندو مندر کے واقعے کے سلسلے میں بھارتی وزارت خارجہ (ایم ای اے) کی جانب سے غیر یقینی طور پر غیر یقینی دعوؤں کو قطعی طور پر مسترد کرتے ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ یہ پہلا موقع نہیں ہے جب

بقیہ 37 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مکوانہ، ڈاکوؤں نے مزاحمت پر المدینہ سویٹ شاپ کے مالک کو قتل کر دیا

مکوآنہ (این این آئی) تھانہ ملت ٹاؤن کے علاقہ عدیل ٹاؤن میں ڈاکوؤں نے مزاحمت پر المدینہ سویٹ شاپ کے مالک کو قتل کر دیا گزشتہ ہفتہ کے دوران خونی ڈاکو میں باپ بیٹے سابقہ کونسلر کے بھائی سمیت 4 افراد کو موت

بقیہ 35 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اندرون و بیرون ملک پروازوں سے متعلق نئے ایس او پیز جاری

نئے ایس او پیز 31 مارچ 2021 تک نافذ العمل رہیں گے

کراچی (آن لائن) سول ایوی ایشن اتھارٹی (سی اے اے) نے اندرون و بیرون ملک پروازوں سے متعلق نئے ایس او پیز جاری کر دیے ہیں۔ سی اے اے کی جانب سے نئے ایس او پیز 31 مارچ 2021 تک نافذ العمل رہیں گے۔ کیٹیگری اے میں شامل 24 ممالک کے مسافروں کو کورونا ٹیسٹ رپورٹ سے مستثنیٰ ہوں گے۔ کیٹیگری بی اور سی کے مسافروں کو سفر سے 96 گھنٹے قبل

بقیہ 38 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

نوابشاہ، پسند کی شادی کرنیوالے میاں بیوی قتل

نوابشاہ (این این آئی) سندھ کے شہر نواب شاہ میں ایک اور جوڑا غیرت کے نام پر بھینٹ چڑھ گیا، پسند کی شادی کرنے والے میاں بیوی کو قتل کر دیا گیا۔ نواب شاہ پولیس کے مطابق نواب شاہ کے علاقے بلال کالونی میں

بقیہ 36 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مولانا فضل الرحمٰن 1988 سے 2010 تک ہر حکومت کا حصہ رہے، فواد چوہدری

2010 میں مولانا سب سے بڑی ڈیپ اسٹیٹ کے پاس گئے، بیان

اسلام آباد (آن لائن) وفاقی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی فواد چوہدری نے کہا ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن 1988 سے 2010 تک ہر حکومت کا حصہ رہے۔ اپنے ایک ٹویٹ میں انہوں نے کہا ڈیپ اسٹیٹ پر انحصار بری بات ہے۔ لیکن 2010 میں مولانا سب سے بڑی ڈیپ اسٹیٹ کے پاس گئے۔ اور فرمائش کی کہ مجھے وزیر اعظم بنائیں ہم آپ کے لئے حاضر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان

بقیہ 41 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

میں نے وزیر اعظم کو پاکستان میں لاک ڈاؤن کی تجویز دی تھی، ڈاکٹر ظفر مرزا

اسلام آباد (این این آئی) سابق مشیر صحت ڈاکٹر ظفر مرزا نے کہا ہے کہ انہیں وزیر اعظم نے ذاتی طور پر عالمی ادارہ صحت سے بلایا تھا، میں نے وزیر اعظم کو پاکستان میں لاک ڈاؤن کی تجویز دی تھی۔ ڈاکٹر ظفر مرزا نے

بقیہ 40 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بڑھتی مہنگائی نے غریب عوام کا جینا حرام کر رکھا ہے، قیوم ایڈووکیٹ

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان غریبوں کی پارٹی کے وائس چیئرمین قیوم بارکزئی ایڈووکیٹ نے پارٹی کارکنوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ بڑھتی ہوئی مہنگائی نے غریب عوام کا جینا حرام کر رکھا ہے ہر شخص پریشان ہیں اور غریب عوام کی قوت خرید جواب دے گئی ہے غریب لوگ خودکشیوں پر مجبور ہو رہے ہیں انہوں نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حکومت وقت کو غریب عوام کی مشکلات کا کوئی احساس نہیں ہے حکومت نے نئے سال کا آغاز بھی پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے سے کیا ہے جو قابل مزمت ہیں انہوں نے

بقیہ 39 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

عوام نے اداروں کیخلاف پروپیگنڈہ کرنیوالوں کو مسترد کر دیا ہے، حمزہ خان ناصر

اداروں کیخلاف منفی پروپیگنڈہ کرنیوالے کسی بھی طرح عوام اور ملک کے خیر خواہ نہیں ہیں

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان تحریک انصاف کے صوبائی رہنما حمزہ خان ناصر نے کہا ہے کہ اداروں کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کرنے والے کسی بھی طرح عوام اور ملک کے خیر خواہ نہیں ہیں عوام نے اداروں کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے والوں کو مسترد کر دیا ہے، بلوچستان میں سیکورٹی فورسز پر حملوں اور حالات خراب کرنے میں پاکستان کا ازلی دشمن بھارت اور اسکی خفیہ ایجنسیاں ملوث ہیں

بقیہ 18 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی وائی پی ایم کی ارباب ناصر کے گھر پر چھاپے اور چادر و چاردیواری کے تقدس کی پامالی کی سخت الفاظ میں مذمت

ایس ایچ او کینٹ کو فوری طور پر معطل کیا جائے بصورت دیگر پاکستان یوتھ پیس موومنٹ صوبے بھر میں سخت احتجاج پر مجبور ہوگی

کوئٹہ (این این آئی) پاکستان یوتھ پیس موومنٹ کے صوبائی صدر ملک نواز کاسی، ڈپٹی جنرل سیکرٹری اجمل زہری، صوبائی پریس سیکرٹری محمد اصغر سلیمانخیل نے پاکستان یوتھ پیس موومنٹ کے چیئرمین ارباب ناصر حیدر کاسی کے گھر پر چھاپے اور چادر و چاردیواری کے تقدس کی پامالی کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ایس ایچ او کینٹ کو فوری طور

بقیہ 19 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

گزشتہ سال عوام کو کورونا مہنگائی اور سیاسی تناؤ کا عذاب بھی بھگتنا پڑا، مرتضیٰ مغل

سہانے سپنے دکھانے والوں نے ملک کو گہری دلدل میں دھکیل دیا، صدر اکانومی واچ

اسلام آباد (آن لائن) پاکستان اکانومی واچ کے صدر ڈاکٹر مرتضیٰ مغل نے کہا ہے کہ گزشتہ سال عوام کو کرونا مہنگائی اور سیاسی تناؤ کا عذاب بھی بھگتنا پڑا جو سال رواں میں بھی جاری رہے گا۔ 2020 کے دوران ملک میں مافیا پروری، منافع خوری، مہنگائی، لاقانونیت، بے روزگاری اور سیاسی و معاشی عدم استحکام نے زبردست ترقی کی اور ملک کو گہری دلدل میں دھکیل دیا گیا۔ گندم

بقیہ 20 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کورونا سے مزید 82 افراد جاں بحق، 35 ہزار سے زائد فعال کیسز

24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر میں مزید 2 ہزار 184 مثبت کیسز رپورٹ ہوئے ہیں، این سی او سی

اسلام آباد (آن لائن) ملک بھر میں کورونا وائرس سے ایک دن میں 82 افراد جاں بحق ہو گئے جب کہ فعال کیسز کی تعداد 35 ہزار سے زائد ہو گئی جبکہ 24 گھنٹوں کے دوران ملک بھر میں مزید 2 ہزار 184 مثبت کیسز رپورٹ ہوئے ہیں۔ نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر کی جانب سے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران 38 ہزار 229 کورونا ٹیسٹ کئے

بقیہ 21 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اسمبلیوں سے استعفوں کا فیصلہ لانگ مارچ کے بعد ہوگا، رانا ثناء اللہ

سی سی پی او لاہور کی تبدیلی سے پولیس سے متعلق منفی تاثر قائم ہوا ہے، میڈیا گفتگو

لاہور (آن لائن) مسلم لیگ (ن) پنجاب کے صدر رانا ثناء اللہ نے کہا ہے کہ اسمبلیوں سے استعفوں کا فیصلہ لانگ مارچ کے بعد ہوگا۔ سب کو پتا ہے راولپنڈی میں پڑاؤ ہوا تو کہاں ہوگا۔ انتقامی کارروائیوں کے سامنے عدلیہ کو دیوار بننا چاہیے۔ لاہور میں میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے رانا ثناء اللہ نے کہا کہ پی ڈی ایم کی تحریک سے عوامی دباؤ میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ گزشتہ روز پی ڈی ایم کے اجلاس

بقیہ 22 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمراء ثمن رائے کا دورہ لاہور گیریژن ایجوکیشن سسٹم کا دورہ

چیئرمین ایل جی ای ایس میجر جنرل (ر) فرحان اختر سے ملاقات، باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو، تعاون کا اعادہ

لاہور (آن لائن) ایگزیکٹو ڈائریکٹر لاہور آرٹس کونسل الحمراء ثمن رائے نے کہا ہے کہ ہماری آبادی کا زیادہ تر حصہ نوجوان پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ کا خاص تحفہ ہے، جن کی صلاحیتوں کو نکھار کر اس سے ملکی افادیت میں اضافہ کر سکتے ہیں، اس حوالے سے مختلف سکولز، کالجز اور یونیورسٹیوں تک پہنچ رہے ہیں، آرٹ ہر فرد اور معاشرہ کا موضوع ہوتا ہے۔ جس کی اہمیت سے لوگوں کو روشناس کروا

بقیہ 23 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ایم ڈی پی ٹی وی بھی چیئرمین نعیم بخاری کے عتاب کا نشانہ بن گئے

غیر قانونی احکامات کے انکار پر عامر منظور کو عہدے سے ہٹا دیا گیا

اسلام آباد (آن لائن) پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کے مینجنگ ڈائریکٹر عامر منظور بھی چیئرمین پی ٹی وی بورڈ نعیم بخاری کے عتاب کا نشانہ بن گئے اور نام نہاد چارج شیٹ کے ذریعے انہیں معطل کر دیا گیا ہے۔ ذرائع کے مطابق ایم ڈی پی ٹی وی عامر منظور نے نعیم بخاری کے غیر قانونی احکامات ماننے سے انکار کر دیا تھا جس پر نعیم بخاری نے پی ٹی وی بورڈ کو استعمال کرتے ہوئے ان

بقیہ 24 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

سرگودھا، نوجوان کی نعش پوسٹمارٹم کے بعد ورثاء کے سپرد

سرگودھا (این این آئی) موضع کوڑھی میں 27 سالہ مقتول نوجوان کی نعش پوسٹمارٹم کے بعد ورثاء کے سپرد کر کے پولیس نے نوجوان اور دو خواتین سمیت چار افراد کے خلاف مقدمہ قتل درج کر لیا، جبکہ مقتول کو آہوں اور

بقیہ 4 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

فیصل آباد، مختلف مقامات پر آگ لگنے سے بھاری مالیت کا سامان جل گیا

مکوآنہ (این این آئی) فیصل آباد میں مختلف مقامات پر آگ لگنے کے واقعات میں بھاری مالیت کا سامان جل گیا، ہلال احمر چوک کے قریب شارٹ سرکٹ کے باعث بجلی کی تاریں ٹوٹ گئیں، جواد کلب کے قریب

بقیہ 5 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے کارڈیو تھوریسک یونٹ کے ایک ڈاکٹر اور 2 نرسیں کورونا کا شکار

پشاور (این این آئی) لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے کارڈیو تھوریسک یونٹ کے ایک ڈاکٹر اور 2 نرسیں کورونا کا شکار ہو گئی ہیں۔ پشاور کے لیڈی ریڈنگ ہسپتال کے کارڈیو تھوریسک یونٹ میں ذمہ داریاں نبھانے والے

بقیہ 7 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مہنگی ایل این جی، 30 ارب سے زائد نقصان کے بعد حکومت نے پالیسی پر نظرثانی شروع کر دی

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی حکومت نے مہنگی ایل این جی خرید کر قومی خزانے کو 30 ارب سے زائد کا نقصان پہنچانے کے بعد اپنی پالیسی پر نظرثانی شروع کر دی۔ تفصیلات کے مطابق سردیوں میں بار بار دیر سے ٹینڈر کر کے مہنگی ایل این جی خریدنے، غلطی ماننے سے انکار کرنیوالی حکومت نے اپنی پالیسی پر نظرثانی شروع کر

بقیہ 9 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم سے نااہل لیگ نے بے پناہ توقعات وابستہ کر رکھی ہے، شہباز گل

اسلام آباد (این این آئی) وزیر اعظم عمران خان کے معاون خصوصی شہباز گل نے کہا ہے کہ اپوزیشن اتحاد (پی ڈی ایم) سے نااہل لیگ نے بے پناہ توقعات وابستہ کر رکھی ہے۔ ن لیگی سینئر رہنما احسن اقبال کے بیان پر

بقیہ 10 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ملک بھر میں تعلیمی ادارے مرحلہ وار 25 جنوری سے کھولنے کی تجویز پر فیصلہ (کل) کو ہوگا

چاروں صوبوں میں تعلیمی ادارے دوبارہ کھولنے کا فیصلہ ہیلتھ ایڈوائزری کی بنیاد پر کووڈ کیسز کو سامنے رکھتے ہوئے کیا جائیگا، رپورٹ

اسلام آباد / کراچی (این این آئی) ملک بھر میں تعلیمی ادارے مرحلہ وار 25 جنوری سے کھولنے کی تجویز پر فیصلہ (کل) پیر کو ہوگا۔ وفاقی حکومت کے تحت ملک بھر کے تعلیمی ادارے مرحلہ وار تین حصوں میں کھولنے کی تجویز سامنے آئی ہے اور اس بار پہلے مرحلے میں ملک بھر کے پرائمری اسکولز کھولنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس تجویز پر کوئی بھی فیصلہ پیر 4 جنوری کو ہونیوالی بین الصوبائی

بقیہ 2 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پسے ہوئے محروم طبقات کو قانون کے مطابق انصاف دلوانا ہماری ذمہ داری ہے، لاہور ہائیکورٹ

اب یہ ختم ہونا چاہیے کہ دادا مقدمہ دائر کرے گا تو پڑپوتے کے وقت فیصلہ ہوگا، جسٹس قاسم خان

کوٹ ادو (این این آئی) چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ قاسم خان نے کہا ہے کہ پسے ہوئے محروم طبقات کو قانون کے مطابق انصاف دلوانا ہماری ذمہ داری ہے، اسی سلسلے میں زیر التوا مقدمات کے فیصلوں کو تیزی سے نمٹانا ہوگا، اب یہ ختم ہونا چاہیے کہ دادا مقدمہ دائر کرے گا تو پڑپوتے کے وقت فیصلہ ہوگا، پولیس پوسٹ، وکلاء کے چیمبرز کی تعمیر، واٹر فلٹریشن پلانٹ، ڈسپنسری، بار روم کی تعمیر روڈ اور

بقیہ 3 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وفاقی پولیس کا جرائم پیشہ عناصر اور منشیات فروشوں کیخلاف کریک ڈاؤن جاری، 14 ملزمان گرفتار

قبضہ سے چرس، ہیروئن، شراب، مال مسروقہ اور اسلحہ معہ ایمونیشن برآمد کر کے ملزمان کیخلاف مقدمات درج کر لئے گئے

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی پولیس کا جرائم پیشہ عناصر اور منشیات فروشوں کے خلاف کریک ڈاؤن جاری، 14 ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے قبضہ سے چرس، ہیروئن، شراب، مال مسروقہ اور اسلحہ معہ ایمونیشن برآمد کر کے ملزمان کے خلاف مقدمات درج کر لیے گئے، مزید تفتیش جاری ہے۔ تفصیلات کے مطابق انسپکٹر جنرل آف پولیس اسلام آباد محمد عامر ذوالفقار خان کے احکا

بقیہ 6 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مانانوالہ: رشتے کے تنازعہ پر ملزمان کی فائرنگ

فائرنگ سے 27 سالہ نوجوان جاں بحق، ایک زخمی

مانانوالہ (آن لائن) مانانوالہ رشتے کے تنازعہ پر ملزمان نے شادی کے دن مقرر کرنے کے بہانے گھر بلا کر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں 27 سالہ نوجوان جاں بحق ایک شدید زخمی ہو گیا۔ زخمی کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے ملزمان فرار ہو گئے تفصیلات کے مطابق گزشتہ روز مانانوالہ کے نواحی علاقہ تھیٹریاں میں شیخوپورہ کے محلہ غریب آباد کے رہائشی محمد منیر ولد سرور علی کی عرصہ

بقیہ 8 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کراچی، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران میں جنرل حاجی قاسم سلیمانی کی پہلی برسی کے موقع پر منعقدہ تعزیتی ریفرنس سے قونصل جنرل احمد محمدی خطاب کر رہے ہیں

ہسپتال بلڈنگز کی مرمت کیساتھ نئے ورکشاپ بھی قائم کئے جائینگے، سائرہ عطاء

اسپیشل اکنامک زونز کے قیام سے اور یہاں کے نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کیلئے منصوبے کی منظوری دیدی گئی ہے، صوبائی سیکرٹری محنت و افرادی قوت

محنت کشوں کو طبی سہولیات کی فراہمی میں کوئی کوتاہی برداشت نہیں کی جائیگی، ہسپتال اسٹاف کی حاضریاں یقینی بنانے کیلئے بائیو میٹرک مشین نصب کرنے کی ہدایت

حب (خ ن) صوبائی سیکریٹری محنت و افرادی قوت سائرہ عطاء بلوچ نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت ٹیکنیکل ایجوکیشن سمیت لوگوں کو ہنر مند بنانے کے مختلف منصوبوں پر عملدرآمد کر رہی ہے ان خیالات کا اظہار انہوں نے پاک جرمن ٹیکنیکل ٹریننگ سینٹر حب کے دورے کے موقع پر بات چیت کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر ان کو ادارے میں زیر تربیت نوجوانوں کو مختلف شعبوں میں ہنر مند بنانے کے حوالے سے تفصیلی بریفنگ دی گئی بریفنگ میں بتایا گیا کہ ادارے نے اپنے قیام سے لیکر اب تک ہزاروں نوجوانوں کو ٹیکنیکل ٹریننگ فراہم کی جسکی بدولت آج وہ مختلف صنعتوں میں

بقیہ 11 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، ایئر پورٹ پر ہیلتھ ایجوکیشن سیل (محکمہ صحت) اور یونیسف کی جانب سے کرونا وائرس آگاہی کے حوالے سے اسٹینڈز لگائے جا رہے ہیں

غداری کا مقدمہ مفتی کفایت اللہ پر نہیں عمران خان پر بنتا ہے، ترجمان جے یو آئی

22 کروڑ ہم وطنوں کو انکے حقوق سے محروم کرنے، آئین شکنی پر پی ٹی آئی حکومت کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے، اسلم غوری

مفتی کفایت اللہ کے اہلخانہ کی گرفتاری کس جرم کے تحت کی گئی، عمران خان جو کچھ فوج کے خلاف کہتے رہے اس پر کیا کارروائی کی گئی

اسلام آباد (این این آئی) جے یو آئی (ف) کے ترجمان نے کہا ہے کہ غداری کا مقدمہ مفتی کفایت اللہ پر نہیں عمران خان پر بنتا ہے۔ مفتی کفایت اللہ کے بھائی، بیٹوں اور دیگر اہلخانہ کی گرفتاری پر ترجمان جے یو آئی نے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پی ٹی آئی حکومت بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئی ہے، اسلم غوری نے کہا کہ مفتی کفایت اللہ نے جو کچھ کہا اس سے زیادہ عمران خان کہتے رہتے ہیں، غداری کا مقدمہ مفتی کفایت اللہ پر نہیں عمران خان پر بنتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آزادی اظہار پر پابندی، بنیادی حقوق سلب کرنا آئین کی توہین، غداری ہے۔ انہوں نے کہا کہ 22 کروڑ ہم وطنوں کو انکے

بقیہ 42 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب نے اسپین میں چیئرپرسن مقرر کر دیا

اسلام آباد (این این آئی) اوورسیز پاکستانیز کمیشن پنجاب نے اسپین میں چوہدری امتیاز لوراں کو چیئرپرسن، چوہدری عبدالغفار مرہانہ اور چوہدری ذاکت حسین کو ان کا ایڈوائزر مقرر کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق اوورسیز

بقیہ 43 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم کا شیرازہ بکھر چکا ہے مریم کے کہنے پر کوئی لیگی استعفیٰ نہیں دیگا، غلام سرور

پی ڈی ایم سینیٹ اور ضمنی انتخابات حصہ لے گی، لوگ نواز شریف کے بیانیے کو لندن دفن کرنا چاہتے ہیں

راولپنڈی (آن لائن) وفاقی وزیر ہوابازی غلام سرور خان نے کہا ہے پی ڈی ایم کا شیرازہ بکھر چکا ہے کوئی بھی استعفیٰ نہیں دیگا۔ پی ڈی ایم سینیٹ اور ضمنی انتخابات حصہ لے گی۔ مسلم لیگ (ن) میں واضح دراڑ اور گروپ بندی موجود ہے۔ فضل الرحمٰن کی جماعت جمعیت علمائے اسلام ہند کی ذیلی برانچ ہے جو پالیسی انکی ہوگی وہی مولانا کی ہو گی۔ لوگ نواز شریف کے بیانیے سے اختلاف کرتے

بقیہ 46 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مظفر گڑھ، جمشید دستی کا 2021 میں شادی کا اعلان

مظفر گڑھ (این این آئی) سابق رکن اسمبلی، سیاسی رہنما جمشید دستی نے شادی کیلئے لڑکی ڈھونڈنا شروع کر دی۔ جمشید دستی نے مارچ 2021ء میں شادی کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ایسی گھریلو خاتون ہو جو

بقیہ 44 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

لاہور کے 4 میگا پراجیکٹس کیلئے 12 ارب منظور

گلاب دیوی انڈر پاس، شاہکام فلائی اوور، کریم بلاک فلائی اوور، انڈر پاس اور شیرانوالہ گیٹ فلائی اوور تعمیر ہوں گے

لاہور (آن لائن) لاہور کے 4 میگا پراجیکٹس کیلئے 12 ارب روپے کے فنڈز جاری کرنے کی منظوری دیدی گئی، گلاب دیوی انڈر پاس، شاہکام فلائی اوور، کریم بلاک فلائی اوور، انڈر پاس اور شیرانوالہ گیٹ فلائی اوور تعمیر ہوں گے۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے چار میگا پراجیکٹس کو رواں مالی سال فنڈز جاری کرنے کی منظوری دے دی، ڈی جی ایل ڈی اے احمد عزیز تارڑ نے کابینہ

بقیہ 47 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اظہار تعزیت

جھل مگسی گنداواہ (نمائندہ امروز) بلوچستان عوامی پارٹی تحصیل جھل مگسی کے صدر محمد زمان مگسی، رسالدار فدا حسین مگسی اور عرفان علی مگسی نے گنداواہ کے مختلف شخصیات کی وفات پر ان کے ورثا سے اظہار تعزیت

بقیہ 45 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

حکومت 11 جنوری ہر حال میں کو اسکول کھولنے کی اجازت دے، جماعت اسلامی

تعلیمی ادارے کھولنے کے حوالے سے بے یقینی کی صورتحال نے اساتذہ، بچوں اور والدین کو پریشان کر دیا ہے

کراچی (این این آئی) جماعت اسلامی سندھ شعبہ تعلیم کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر اسحاق منصوری نے 11 جنوری کو تعلیمی ادارے کھولنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ تعلیمی ادارے کھولنے کے حوالے سے بے یقینی کی صورتحال نے اساتذہ، بچوں اور والدین کو پریشان کر دیا ہے، جب بچے پڑھیں گے نہیں تو پھر وہ امتحان کیسے دے سکیں گے۔ انہوں نے آج ایک بیان میں

بقیہ 48 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

مولانا نے فرمائش کی تھی کہ مجھے وزیر اعظم بنائیں ہم آپ کیلئے حاضر ہیں، فواد چوہدری

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر فواد چوہدری نے کہا ہے کہ ڈیپ اسٹیٹ پر انحصار بری بات ہے اور مولانا

بقیہ 50 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

شہر قائد سمیت پورے صوبے میں گیس کا بحران شدت اختیار کر گیا

موسم سرما کا آغاز ہوتے ہی کراچی کے مختلف رہائشی علاقوں میں گیس کی دس سے بارہ گھنٹے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ جاری

کراچی (این این آئی) شہر قائد سمیت پورے صوبے میں گیس کا بحران شدت اختیار کر گیا، سوئی سدرن گیس نے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ کی تصدیق کر دی۔ ذرائع کے مطابق موسم سرما کا آغاز ہوتے ہی کراچی کے مختلف رہائشی علاقوں میں گیس کی دس سے بارہ گھنٹے غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ جاری ہے۔ صنعتوں کو گیس کی فراہمی معطل ہونے کے باوجود بھی رہائشی علاقوں میں بدترین گیس

بقیہ 49 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پولیس فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت، واقعے کی جوڈیشل انکوائری کا حکم

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نوجوان کی پولیس فائرنگ میں ہلاکت کی انکوائری کریں گے

سی ٹی ڈی کی گاڑی میں ایک سب انسپکٹر اور 4 جوان سوار تھے، اہلکار ایچ 13 میں ڈکیتی کی اطلاع پر موقع پر پہنچے تھے

اسلام آباد (این این آئی) اسلام آباد میں پولیس کی فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت کے معاملے پر چیف کمشنر اسلام آباد عامر علی احمد نے واقعے کا نوٹس لیتے ہوئے واقعے کی جوڈیشل انکوائری کا حکم دے دیا۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نوجوان کی پولیس فائرنگ میں ہلاکت کی انکوائری کریں گے۔ نوٹیفکیشن کے مطابق ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انکوائری رپورٹ 5 دن میں جمع کروائیں گے۔ اسلام آباد میں پولیس کی فائرنگ سے کار سوار نوجوان کی ہلاکت معمہ بن گئی، ابتدائی رپورٹ کے مطابق نوجوان کو 22 گولیاں ماری گئی ہیں، والد نے بتایا کہ پولیس والوں نے اعتراف کیا ہے بچہ بے قصور

بقیہ 12 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

فیصل آباد: ڈاکوؤں نے مزاحمت پر المدینہ سویٹ شاپ کے مالک کو قتل کر دیا

ڈکیتی کے دوران قتل کی وارداتوں اضافہ رہا ہے جبکہ پولیس قاتل ڈاکوؤں کے سامنے بے بس ہو گئی

فیصل آباد (آن لائن) تھانہ ملت ٹاؤن کے علاقہ عدیل ٹاؤن میں ڈاکوؤں نے مزاحمت پر المدینہ سویٹ شاپ کے مالک کو قتل کر دیا ڈکیتی کے دوران قتل کی وارداتوں اضافہ رہا ہے جبکہ پولیس قاتل ڈاکوؤں کے سامنے بے بس ہو گئی آن لائن کے مطابق بھائی والا میں عدیل ٹاؤن گلی نمبر 3 کے رہائشی محمد عمران ولد سلطان نے بتایا کہ اسکا بھائی دلاور حسین نے بھائی والا پھاٹک کے قریب

بقیہ 25 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

پی ڈی ایم قیادت نے پیپلز پارٹی کے موقف اور تجاویز کو سراہا ہے، ناصر شاہ

وزیر اعظم نے اپنے ترجمانوں اور وزرا کو عوامی کام کے بجائے اپوزیشن کو گالی دینے پر لگا رکھا ہے

کراچی (آن لائن) سندھ کے وزیر اطلاعات و بلدیات سید ناصر حسین شاہ نے کہا ہے کہ پی ڈی ایم قیادت نے پیپلز پارٹی کے موقف اور تجاویز کو سراہا ہے، پی ٹی آئی وزرا کو مایوسی ہوئی، وزیر اعظم نے اپنے ترجمانوں اور وزرا کو عوامی کام کے بجائے اپوزیشن کو گالی دینے پر لگا رکھا ہے۔ ہفتہ کو وزیر اطلاعات سندھ ناصر حسین شاہ نے جاری بیان میں کہا کہ پی ڈی ایم میں

بقیہ 26 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

بدبخت بیٹے نے اپنے سگے باپ، سوتیلی ماں اور بہن کو بے دردی سے ذبح کر دیا

محراب پور (این این آئی) دو ایکڑ اراضی کیلئے بدبخت بیٹے نے اپنے سگے باپ، سوتیلی ماں اور بہن کو بے دردی سے ذبح کر دیا۔ میڈیا رپورٹ کے مطابق افسوس

بقیہ 13 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کوئٹہ، بلوچستان بار کونسل کے نومنتخب وائس چیئرمین قاسم گاجزئی کو صدر کوئٹہ بار ایسوسی ایشن صدر اقبال کاسی اور پاکستان بار کونسل کے ممبر منیر کاکڑ کرسی پر بیٹھا رہے ہیں

پنجاب حکومت نے اپنی کفایت شعاری پالیسی کو اپنے ہی ہاتھوں سے ہوا میں اڑا دیا

رواں مالی سال کے پہلے 6 ماہ میں حکومت نے 25 ارب روپے کی سپلیمنٹری گرانٹ حاصل کر لی

لاہور (آن لائن) پنجاب حکومت نے رواں مالی سال 2020-21 کے پہلے چھ ماہ میں 25 ارب روپے کی سپلیمنٹری گرانٹ حاصل کر کے اپنی ہی پالیسی کو ہوا میں اڑا دیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ پنجاب حکومت نے اپنی کفایت شعاری مہم کے سلسلے میں ہر قسم کی سپلیمنٹری گرانٹ پر پابندی عائد کر رکھی تھی۔ مگر پنجاب حکومت کو رواں مالی سال کے پہلے چھ ماہ میں 25 ارب روپے کی

بقیہ 27 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

کراچی کے علاقے گلستان جوہر میں مکان میں سلینڈر کے دھماکے سے 6 افراد زخمی ہو گئے

کراچی (این این آئی) کراچی کے علاقے گلستان جوہر میں مکان میں سلینڈر کے دھماکے سے 6 افراد زخمی ہو گئے، دھماکے سے مکان کو بھی شدید نقصان

بقیہ 14 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

معذور افراد کو معاشی اور معاشرتی عمل کا حصہ بنانے کے لیے مل کر کام کرنا ہوگے، ثمینہ علوی

خاتون اول کے معذور افراد کی فلاح و بہبود کیلئے شروع کردہ مقدس مشن میں ہم سب ان کے ساتھ ہیں

کراچی (این این آئی) خاتون اول ثمینہ علوی نے کہا ہے کہ معذور افراد کو معاشی اور معاشرتی عمل کا حصہ بنانے کے لیے مل کر کام کرنا ہوگے، اس کے لیے بزنس کیمونٹی سمیت معاشرے کے تمام طبقات اپنا کردار ادا کریں۔ انہوں نے کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ اینڈ انڈسٹری (کاٹی) سے خطاب کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔ اس موقع پر کاٹی کے سرپرست اعلیٰ ایس ایم منیر،

بقیہ 28 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے کی ہدایت پر آپریشن

مختلف علاقوں میں تجاوزات کا صفایا اور غیر قانونی تعمیر پر پلاٹ کو سیل کر دیا گیا

مکوآنہ (این این آئی) ڈائریکٹر جنرل ایف ڈی اے محمد سہیل خواجہ کی ہدایت پر ایف ڈی اے کی انفورسمنٹ ٹیم نے آپریشن کے دوران مختلف علاقوں میں تجاوزات کا صفایا اور غیر قانونی تعمیر پر پلاٹ کو سیل کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق اسٹیٹ آفیسر امتیاز علی گورایہ کی سربراہی میں ایف ڈی اے کی انفورسمنٹ ٹیم نے مہلت کی مدت گزرنے کے بعد ارشد مارکیٹ جھنگ بازار میں

بقیہ 16 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر اعلیٰ سندھ نے محکمہ آبپاشی کے انفراسٹرکچر سے تجاوزات کے خاتمے کیلئے ٹائم لائنز طے کر دیں

کراچی (این این آئی) وزیر اعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے محکمہ آبپاشی کی پراپرٹی، پشتوں کے ہیڈ ورکس اور نکاسی آب کے نظام سے تجاوزات کے خاتمے کیلئے ٹائم

بقیہ 15 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام بھی اولین ترجیحات میں شامل ہے، اعجاز احمد شاہ

منشیات کے نقصانات سے متعلق آگہی اور لوگوں کی بحالی پر کام کرنا انتہائی اہم ہے، وفاقی وزیر انسداد منشیات

کوئی بھی ملک اداروں کے درمیان مکمل کوارڈینیشن کے بغیر منشیات سے پاک معاشرے کو تشکیل نہیں دے سکتا

اسلام آباد (این این آئی) وفاقی وزیر انسداد منشیات اعجاز احمد شاہ نے کہا ہے کہ کوئی بھی ملک اداروں کے درمیان مکمل کوارڈینیشن کے بغیر منشیات سے پاک معاشرے کو تشکیل نہیں دے سکتا، منشیات کے نقصانات سے متعلق آگہی اور لوگوں کی بحالی پر کام کرنا انتہائی اہم ہے، منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام بھی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ وفاقی وزیر انسداد منشیات اعجاز احمد شاہ نے غیر ملکی خبر رساں ادارے کو خصوصی انٹرویو دیا۔ انٹرویو کا انعقاد ایرانی انسداد منشیات پولیس کے سربراہ بریگیڈیئر جنرل مجید کریمی کے دورہ پاکستان کے سلسلے میں کیا گیا۔ وفاقی وزیر نے انٹرویو میں کہا کہ کوئی بھی ملک

بقیہ 17 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں

اوستہ محمد، میر جان محمد جمالی اور دیگر وزیر اعلیٰ بلوچستان کا دورہ اوستہ محمد کے انتظامات کا جائزہ لے رہے ہیں

خواجہ آصف، رانا ثناء اللہ اور شہباز شریف کے اثاثے بڑھنے کا ایک ہی طریقہ کار ہے، شہزاد اکبر

خواجہ آصف کی تنخواہ کی مد میں 14 کروڑ روپے ملنے کا ثبوت دکھائیں، ان کی ساری رقم دبئی کے اکاؤنٹ میں کیش ہیں

تنخواہوں سے متعلق خواجہ آصف کے پاس کوئی دستاویز نہیں، خواجہ آصف قانونی طور پر اپنی جنگ لڑیں، عوام کو گمراہ نہ کریں، معاون خصوصی کی میڈیا سے گفتگو

اسلام آباد (این این آئی) وزیر اعظم کے معاون خصوصی برائے احتساب شہزاد اکبر نے کہا ہے کہ خواجہ آصف، رانا ثناء اللہ، اور شہباز شریف کے اثاثے بڑھنے کا ایک ہی طریقہ کار ہے، خواجہ آصف نے بھی اپنے قائد کی طرح ٹی ٹی کا طریقہ کار اپنایا ہے، خواجہ آصف کی تنخواہ کی مد میں 14 کروڑ روپے ملنے کا ثبوت دکھائیں، ان کی ساری رقم دبئی کے اکاؤنٹ میں کیش ہیں، تنخواہوں سے متعلق خواجہ آصف کے پاس کوئی دستاویز نہیں۔ ہفتہ کو میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ خواجہ آصف سے جب 22 لاکھ روپے ماہانہ کا ثبوت مانگا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ وہ کیش میں لین دین کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ آصف کی تنخواہ کی مد میں 14 کروڑ روپے ملنے کا ثبوت دکھائیں، ان کی ساری رقم دبئی کے اکاؤنٹ میں کیش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خواجہ آصف نے اپنے قائد کی طرح ٹی ٹی کا طریقہ کار اپنایا اور دبئی کے اکاؤنٹ سے پاکستان کے اکاؤنٹ میں ٹی ٹیاں لگائیں۔ شہزاد اکبر نے کہا کہ تنخواہوں سے متعلق خواجہ آصف کے پاس کوئی دستاویز نہیں ہے، وہ کونسا ایسا کاروبار کرتے تھے جو صرف کیش میں ہی ہوتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ وزارت سے فارغ ہوئے تو ان کی دبئی کی نوکری بھی چلی گئی، وہ

بقیہ 51 صفحہ نمبر 2 پر ملاحظہ فرمائیں